اتحاد بین المسلمین اور اس کے تقاضے؟

دعوتِ فکر

محمد منشا تابش قصوری

مکتبہ اشرفیہ ◎ مریدکے

DATA ENTERED
۲۵۹۷۶۰۷۴۴
A۱۱۵ ت
24392

نام کتاب ———— دعوتِ فکر
تصنیف ———— محمد منشا تابش قصوری
سائز ———— ۲۰×۳۰/۸
صفحات ———— ۱۲۸
طباعت بار اول ———— ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء
مطبع ———— عبدالحمید الجدہ پرنٹرز۔ اردو بازار۔ لاہور
قیمت ———— ۱۲/-

DATA ENTERED

مکتبہ اشرفیہ ○ مریدکے
شیخوپورہ۔ پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اتحاد بین المسلمین اور اس کے تقاضے؟

دورِ رسالت میں کلمہ گو مسلمانوں کے دو گروہ تھے۔ ایک گروہ عامۃ المسلمین (صحابہ کرام) جس کا کردار یہ تھا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے والہانہ محبت کے باعث آپ کی ذات کو ہی اپنی سوچ اور فکر کا مرکز قرار دیتا، آپ کے اشارے پر سب کچھ قربان کرنے کو اپنا فرض سمجھتا۔ ہر دکھ درد کا مداوا آپ کی ذات کو قرار دیتا۔ دنیا و آخرت میں مشکلات کے لیے ملجا و ماویٰ آپ کی ذات کو ہی سمجھتا اور اپنے اس نظریہ میں اتنا مضبوط اور متصلب تھا کہ حضور علیہ السلام کی ذات پاک کے خلاف کسی ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی کو بھی معاف نہ کرتا اور حضور علیہ السلام کی ذات اقدس کے خلاف محاذ آرائی کرنے والوں کو تہ تیغ کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا اور ہر جنگ میں پیش پیش رہتا۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ کے پیشِ نظر حضور علیہ السلام کے دربار کی حاضری کو ہی تمام کامیابیوں کا راز جانتا اور وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کے مطابق باادب ایسا کہ حضور علیہ السلام کے وضو کا پانی زمین پر گرنا بھی انہیں گوارا نہ تھا اور اس کو حاصل کرنے کے لیے دربار پاک کا پہرہ دیتا۔

جبکہ دوسرا گروہ مسلمان اور مومن کہلاتا اور [illegible] سے ایمان لانے کی قسمیں کھاتا اور حضور علیہ السلام کے رسول ہونے اور آپ کو رسول اللہ کی شہادت دیتا۔ [illegible]

○ اپنے آپ کو دانشور سمجھتے ہوئے [illegible] کہتا اور ان پر زبانِ طعن دراز کرتا، اپنے آپ کو خوش پوش معزز طبقہ خیال کرتے ہوئے عام مسلمانوں کو ذلیل و حقیر کہتا۔ اسی خیال سے اپنے لیے الگ دانش کدہ اور مسجد تعمیر کرنے کی شدید خواہش رکھتا۔

○ اتحاد و صلح کا داعی ہونے کی حیثیت سے کفار کو بھی قابلِ لحاظ جانتا اور ان کے خلاف محاذ آرائی سے اجتناب کرتا اور کسی مذہبی گروہ بندی سے اپنے آپ کو آزاد اور غیر جانب دار رکھتا اور جنگ میں شرکت سے معذرت کر لیتا۔

○ چالاک اور ہوشیار ہونے کی حیثیت سے جب رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر طعن و اعتراض کے بارے ان سے پوچھ گچھ کی جاتی تو سرے سے انکار کر دیتے اور اگر انکار کی گنجائش نہ پاتے تو اس کو ہنسی اور مزاح قرار دیتے اور قسمیں کھا کر کہتے کہ ہمارا مقصد گستاخی نہ تھا۔

دورِ رسالت کے یہ دونوں گروہ مسلمان ہیں۔ دین کے اصول میں متفق نظر آتے ہیں۔ خدا، رسول، قرآن، کلمہ اور قبلہ بھی ایک ہے۔ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ میں بھی اتفاق ہے۔ اگرچہ گروہ نمبر ۲ سے کچھ کوتاہیاں سرزد ہو جاتی ہیں کہ وہ اپنی صلح جوئی، دانشمندی

Marfat.com

اور ہوشیاری کے پیشِ نظر حضور علیہ السلام پر کبھی طعن و اعتراض کر دیتے یا عامۃ المسلمین کو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و سے والہانہ عقیدت و محبت کے پیشِ نظر حقارت کی نظر سے دیکھتے اور حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں یا کفار کے خلاف جنگ اور محاذ آرا سے کنارہ کش رہتے ہیں، بایں ہمہ وہ زبانی معذرت بھی تو کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا مقصد توہین نہ تھا اس لیے مناسب تھا کہ دوسرے گروہ کی کوتاہیوں کو نظر انداز کر دیا جاتا، جبکہ مصلحت کا تقاضا بھی یہی تھا کیونکہ اس وقت مسلمانوں کے مقابلے میں کف و مشرکین کی ایک مہیب قوت کھڑی تھی اور مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی، لہذا حالات کا تقاضا تھا کہ مسلمانوں کی قوت کو مجتمع رکھا جاتا اور دوسرے گروہ کو ساتھ لے کر چلا جاتا اور مسلمانوں کو باہم مربوط رکھا جاتا۔ آپس کے اختلافات کو نظر انداز کر کے اجتما مفاد کو پیشِ نظر رکھا جاتا مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (جس نے خود وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا فرما کر اتحاد بین المسلمین کی دعوت دی ہے) نے اس نازک موقع پر بھی دوسرے گروہ کے خلاف فتوےٰ دینا ضروری جانا اور ان کی زبانی معذرت کے باوجود یہ بے ایمان ہیں، کافر ہیں، مفسد ہیں جھوٹے ہیں جیسے کہ سورہ بقرہ، توبہ اور منافقون کی متعدد آیات میں صراحت سے اصول دین اور عبادات میں اتفاق اور پھر غلطیوں پر زبانی معذرت کے باوجود یہ انتہائی سخت فتوے دے کر ان کو ملت اسلامیہ سے خارج کرنا ضروری قرار دیا گیا۔

قرآن پاک کا یہ فیصلہ ہر مسلمان کو دعوت فکر دیتا ہے کہ اتحاد بین المسلمین یقیناً ضروری ہے مگر اس کا معیار صرف اور صرف حضور علیہ السلام کی ذاتِ گرامی ہے۔ اللہ، رسول، قبلہ، قرآن اور عبادات کا اقرار، عمل ہی کافی نہیں بلکہ مومن و مسلمان ہونے کے لیے سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور دل و جان سے ادب و احترام ضروری ہے اور اس احترام کا تقا ہے کہ بارگاہ رسالت کے گستاخ کے ساتھ کسی قسم کی محبت و عقیدت نہ رکھی جائے، خواہ وہ باپ، استاد یا شیخ ہی کیوں نہ اور اگر خدانخواستہ خود انسان سے بے ادبی کی کوئی بات سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کرے کہ اس معاملہ میں ضد اور انانیت کی پاسداری ہمیشہ ہمیشہ کی ہلاکت اور بربادی کا باعث ہے۔

روزہ اچھا، حج اچھا، نماز اچھی، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ طیبہ کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

(ظفر علیخاں)

صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

تعظیم اور توہین؟ — دعوتِ فکر

عرف عام ایک ایسا معیار ہے جس کا اعتبار ہر خاص و عام کرتا ہے۔ شریعتِ مبارکہ کے بہت سے مسائل عرف پر مبنی ہوتے ہیں۔ اصول فقہ کا مشہور قاعدہ ہے۔ المعروف کالمشروط' عرف عام کے امور طے شدہ ہوتے ہیں۔ عرف میں جو چیزیں صراحت کا درجہ رکھتی ہیں ان میں نیت کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور کہے کہ میں نے یہ الفاظ ایسے ہی کہہ دیئے تھے طلاق دینے کی نیت نہ تھی تو اس کا یہ عذر سننے کے لیے کوئی بھی تیار نہ ہوگا اور طلاق واقع ہو جائے گی۔

اسی طرح اگر ایک عالم و فاضل کسی معزز شخص کو کہے کہ تمہاری صورت گدھے ایسی ہے تو لازماً وہ شخص برہم ہوگا اور کہے گا کہ تم نے میری توہین کی ہے اس پر عالم صاحب کہیں کہ جناب میں آپ کی توہین کیسے کرسکتا ہوں، میں عالم ہوں، مبلّغ ہوں، دین کا خادم ہوں، میرا ارادہ ہرگز توہین کا نہ تھا، میں نے تو صرف مماثلت بیان کی تھی۔

ظاہر ہے کوئی آدمی اپنی توہین کے متعلق اس صفائی کو قبول کرنے پر تیار نہیں ہوگا اور پنچایت میں یہ صورت پیش کرکے اپنی بے عزتی کے ازالے کی کوشش کرے گا۔ پنچایت کی جواب طلبی پر بھی وہ عالم صاحب یہی موقف اختیار کرتے ہیں کہ میری نیت میں قطعاً کھوٹ نہیں ہے میں تو ایک معزز آدمی کی بے عزتی کرنے اور ایسے گالی [illegible] عالم سوچ بھی نہیں سکتا۔ مجھ پر ہتک عزت کا الزام غلط ہے مگر پنچایت کا فیصلہ اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ جناب [illegible] جبہ و دستار اور دینی خدمات اپنی جگہ، لیکن آپ کے یہ الفاظ توہین کے زمرے میں آتے ہیں اور ایک بچہ [illegible] آپ نے یہ الفاظ کہہ کر ایک معزز آدمی کی بے عزتی کی ہے۔ اس لئے آپ کا عذر قابلِ قبول نہیں ہے ورنہ آپ جیسے بز[illegible] کہتے رہیں اور جب پوچھا جائے تو کہہ دیں میری نیت بری نہیں تھی اس طرح تو کسی کی عزت بھی محفوظ نہیں رہے گی اور معاشرہ کا امن و سکون تباہ ہو کر رہ جائیگا۔ لہٰذا ہمارا فیصلہ ہے کہ آپ یا تو معافی مانگیں نہیں تو ہم آپ کا سوشل بائیکاٹ کرینگے۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا معاملہ دنیاوی نوعیت کا ہے اس میں حقدار اپنا حق معاف بھی کرسکتا ہے اس کے

Marfat.com

باوجود ہر خاص و عام یہی کہے گا کہ اس عالم و فاضل اور بزرگ شخصیت کے خلاف کاروائی ضرور ہونی چاہیئے تاکہ معاشرے کا امن و سکون برقرار رہ سکے کیونکہ عرف اور محاورہ کے مقابل کسی نیت کا بہانہ کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

جب دنیاوی معاملات میں یہ کیفیت ہے تو دین و ایمان، دینی اور اعتقادی مسائل میں حق اور باطل کا فیصلہ کرنے میں کسی عالم و فاضل اور شیخ الحدیث والتفسیر کی شخصیت یا اس کی نیّت کا عذر کس طرح رکاوٹ بن سکتا ہے۔ غلط بات بہرحال غلط ہے چاہے کسی نے کہی ہو امتِ مسلمہ کا یہ اسلامی فریضہ ہے کہ اللہ اور رسول کی شان میں بے ادبی کرنے والے یا کسی دینی اصول اور ضابطہ کو پامال کرنے والے یا اس کی تائید کرنے والے سے توبہ کا مطالبہ کرے بلکہ اس پر اسے مجبور کرے ورنہ دینِ اسلام کا چہرہ مسخ ہو کر رہ جائے گا اور کوئی بھی شخص مرزائے قادیانی کی طرح کلماتِ کفریہ کہنے کے بعد تاویل کرتا پھرے گا کہ میری مراد یہ ہے اور وہ نہیں ہے۔

اسلامی معاشرے کی ذمہ داری یہ ہے کہ باطل اور غیر اسلامی عقائد و نظریات اور اقوال و افعال کے سدِباب کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دے تاکہ حق و باطل کا امتیاز باقی رہ سکے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ،

تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو

محمد منشا تابش قصوری

Marfat.com

فہرست

علامہ اقبال کی وصیّت ۸
تقدیم ۹
متفقہ اصولِ تکفیر ۳۱
تکفیر کی شرعی حیثیت ۳۲
پردہ اٹھتا ہے ۳۳
اشد العذاب کے فیصلہ کن اقتباسات ۳۴
تحذیر الناس کی عبارت پر گفتگو ۳۷
" " کے صفحات کا عکس ۳۹
حفظ الایمان کی عبارت کا تجزیہ ۴۴
" " " کا عکس ۴۵
براہینِ قاطعہ کی عبارت پر اظہارِ رائے ۴۷
" " " کا عکس ۴۹
مدارج النبوۃ کی ایک عبارت کا عکس ۵۲
صراطِ مستقیم کا عکس ۵۳
" کی عبارت پر تنقید ۵۴
" کی فارسی عبارت ۵۵
" کی اُردو عبارت ۵۶
الجہد المقل کی عبارت کا عکس ۵۷
الجہد المقل اور یک روزہ کی عبارات پر ایک نظر ۶۰
یک روزہ کی عبارات کا عکس ۶۱
رسالہ الامداد کی عبارت پر حیرت کا اظہار ۶۴
الامداد کی عبارت کا فوٹو ۶۵
تقویۃ الایمان کی لرزہ خیز عبارات ۶۸
" کی عبارات کا عکس ۶۹
فتاویٰ رشیدیہ کے ایسے فتوے ۷۴
فتاویٰ رشیدیہ کا عکس ۷۶
اشد العذاب کے چند صفحات کا فوٹو ۸۱
علماء حجاز کا فتوائے تکفیر اور علماء دیوبند کا اقرار ۸۸
الشہاب الثاقب کے چند صفحات کا عکس ۸۹
دیوبندیوں کا اقرارِ کفر ۹۷
غایۃ المامول کا عکس ۹۹
علامہ اقبال کے تاثرات ۱۰۶
امام احمد رضا کا تھانوی صاحب کے نام مکتوب ۱۰۷
حضرت شیخ الاسلام سیالوی نے تکفیر پر مہر تصدیق ثبت کر دی ۱۰۹
تجلّی، دیوبند اپریل ۵۶ ۱۹ء کے چند صفحات کا عکس
ماہنامہ تجلّی، خاص نمبر شمارہ مارچ و اپریل ۱۹۶۳ء کا عکس ۱۱۶
ایک کہانی، ایک حادثہ ۱۱۷

Marfat.com

علامہ اقبال کی وصیّت — جاوید کے نام

۱۹۳۵ء میں علامہ اقبال نے اپنی گرتی ہوئی صحت کے پیشِ نظر وصیت لکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے ایک دستاویز ۱۳ر اکتوبر ۱۹۳۵ء کو تیار کی جو روزگارِ فقیر جلد دوم مرتبہ فقیر سید وحیدالدین کے صفحات ۵۶ - ۵۹ پر درج ہے اس کے چند روز بعد اقبال نے ایک اور تحریر تیار کی جس میں آپ نے خاص طور پر اپنے فرزند ارجمند جاوید اقبال کو وصیت کی ہے علامہ اقبال کی یہ نادر تحریر اقبالیات کے مشہور ماہر جناب محمد عبداللہ قریشی کا عطیہ ہے۔

جاوید کو میری عام وصیت یہی ہے کہ وہ دنیا میں شرافت اور خاموشی کے ساتھ اپنی عمر بسر کرے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ہمیشہ خوشگوار تعلقات رکھے۔ میرے بڑے بھائی کی اولاد سب اس سے بڑی ہے۔ ان کا احترام کرے اور اگر ان کی طرف سے کبھی سختی بھی ہو تو برداشت کرے دیگر رشتہ دار کو اگر اس سے مدد کی ضرورت ہو اور اس میں ان کی مدد کی توفیق ہو تو اس سے کبھی دریغ نہ کرے جو لوگ میرے احباب ہیں ان کا ہمیشہ احترام ملحوظ رکھے اور ان سے اپنے معاملات میں مشورہ لیا کرے۔

باقی دینی معاملے میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے عقائد میں بعض جزدی مسائل کے سوا، جو ارکانِ دین میں سے نہیں ہیں، سلف صالحین کا پیرو ہوں اور یہی راہ بعد کامل تحقیق کے محفوظ معلوم ہوتی ہے۔ جاوید کو بھی میرا یہی مشورہ ہے کہ وہ اسی راہ پر گامزن رہے اور اس بدقسمت ملک ہندوستان میں مسلمانوں کی غلامی نے جو دینی عقائد کے نئے فرقے مخترع کر لیے ہیں ان سے احتراز کرے۔

بعض فرقوں کی طرف لوگ محض اس واسطے مائل ہو جاتے ہیں کہ ان فرقوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے دنیوی فائدہ ہے۔ میرے خیال میں بڑا بدبخت ہے وہ انسان جو صحیح دینی عقائد کو مادی منافع کی خاطر قربان کر دے۔ غرض یہ ہے کہ طریقہ حضرات اہلِ سنت محفوظ ہے اور اسی پر گامزن رہنا چاہیئے اور آئمہ اہلِ بیت کے ساتھ محبت اور عقیدت رکھنی چاہیئے۔

محمد اقبال

۱۷ر اکتوبر ۱۹۳۵ء

(اوراقِ گم گشتہ، مرتبہ رحیم بخش شاہین
مطبوعہ لاہور ص ۸ - ۴۶۷)

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی است
بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

Marfat.com

تقدیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

ہماری یہ کتاب زیرِ نظر مسئلے پر معروف معنی میں کوئی بحث مباحثے کی یا مناظرانہ تصنیف نہیں ہے، کیونکہ اس حوالے سے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ یہ دینی محاذ پر ایک صدی سے پھیل جانے والے اختلافات کے سلسلے میں رب کائنات کی وحدانیت اور نجات دہندۂ انسانیت، کعبۂ نیازمندانِ عشق اور قبلۂ عبادت گزارانِ شوق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کے نام پر ملّتِ اسلامیہ کی کھلی عدالت میں ایک فریاد اور استغاثہ ہے۔ بخدا اس سے ہمارا مقصود پہلے سے موجود تلخی میں زہر گھولنا ہرگز نہیں، بلکہ صدقِ دل اور اخلاصِ نیّت سے اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ وہ بنیادی نقطہ کیا ہے جس نے برصغیر میں اسلام کا نام لینے والوں کو تقسیم کر دیا۔

ملّتِ اسلامیہ کے پڑھے لکھے طبقے نے غالباً اس طرف کبھی غور نہیں کیا کہ کیا وجہ ہے کہ سوادِ اعظم اور علمائے دیوبند کے اختلافات ہیں کہ ختم ہونے کو نہیں آتے، بلکہ ان میں کچھ اور ہی اضافہ ہو رہا ہے۔ ان اختلافات کو شروع ہوتے تقریباً ایک صدی گزر چکی ہے، اوسطاً تین نسلیں گزر چکی ہیں۔ اگر نئی نسل یا پڑھا لکھا طبقہ اسے دیوبند و بریلی کے چند علماء کا جھگڑا سمجھتا ہے یا تو وہ حقائق سے بالکل بے بہرہ ہے اور یا پھر مذہب و عقیدے سے اس کی وابستگی نام کی ہی رہ گئی ہے۔

بندہ پرور! یہ مسئلہ ہے اور ہمیں قدم قدم پر اس کی رکاوٹوں کا سامنا ہے۔ آج ملّتِ اسلامیہ کو اتحاد و اتفاق کی جو ضرورت ہے، وہ کسی باخبر آدمی سے مخفی نہیں۔ بالخصوص پاکستان جس دوراہے پر کھڑا ہے اور مسائل کی جن سنگینیوں میں گھرا ہوا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ ملت اسلامیہ جسمِ واحد کی شکل اختیار کر کے اپنی جگہ بنیان مرصوص بن جائے۔ پھر کیوں ایسا نہیں ہوتا کہ دونوں طرف سے کچھ دردمند آگے بڑھیں اور خود اعتمادی و جرأت کے ساتھ اصل مسئلے کے حل کی طرف توجہ دیں۔ یاد رہے کہ کنوئیں میں سے مردار نکالے بغیر ساری زندگی پانی نکالتے رہنے سے بھی کنواں پاک نہیں ہو گا۔ ضروری ہے کہ پہلے ٹھنڈے دل سے اصل مسئلے کو سمجھا جائے اور پھر اسے حل کیا جائے۔

علمائے دیوبند کو یہ بات کبھی فراموش نہ کرنی چاہیے کہ اس ملک میں واضح اکثریت انہی لوگوں کی ہے جو بقول علمائے دیوبند بدعتی، قبر پرست اور نہ جانے کیا کیا ہیں؛ اب ان "بدعتیوں اور قبر پرستوں" کو نظر انداز کر کے آخر اسلامی

Marfat.com

و دینی محاذ پر کوئی فیصلہ کن قدم کس طرح اٹھایا جا سکتا ہے۔ اگر کچھ علماء اپنے طور پر یہ کہتے ہیں "جی یہ تو چند میلاد خواں مولویوں کا ایک ٹولہ ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں ہے، تو وہ لوگوں کو فریب دینے کے ساتھ ساتھ خود کو بھی فریب دیتے ہیں"

راقم السطور کئی برس سے اس مسئلے پر غور و فکر کر رہا ہے، میری سوچ نے ہمیشہ یہ راہ اختیار کی ہے کہ وہ کونسا ذریعہ ہے جسے اختیار کر کے ہم اس خلیج کو پاٹنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ خدا شاہد ہے میں نے اپنے طور پر انتہائی دیانت داری اخلاص اور تعمیری انداز سے سوچا ہے۔ یہ چیز میرے تو میرے کسی بڑے سے بڑے عالم دین کے بس میں بھی نہیں ہے کہ وہ اپنے طور پر ایک فیصلہ کر دے اور اکثریت ضرور اسے قبول بھی کرلے

چنانچہ کئی برس کی سوچ بچار کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہمیں اصل مسئلے کو جوں کا توں ملتِ اسلامیہ کی کھلی عدالت میں پیش کر دینا چاہیے اور اس کے فیصلے کو حتمی اور آخری سمجھنا چاہیے۔ ہمیں اس بات کا اچھی طرح احساس ہے کہ اس وقت ملتِ اسلامیہ کی نوجوان نسل مذہب سے والہانہ محبت رکھتی ہے۔ عمل کی کوتاہی اس سے متوقع ہے، مگر اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا تبار کے ساتھ اس کے عشق و محبت کے رشتے اتنے گہرے اور مضبوط ہیں کہ جن کی پاسداری پر وہ اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لیے ہر وقت تیار ہے۔

یہاں عام قاری کے دل میں یہ خلش ضرور پیدا ہوگی کہ اختلافات کے بنیادی نقطے تک پہنچنے اور پھر اس کے حل کی تدابیر اختیار کرنے کی آخر ضرورت کیا پڑ گئی ہے۔ ایسا کیوں نہیں کہ ہر چیز کو ماضی کے کھنڈرات میں دفن کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ اسلام ایک دین ہے جس کے کچھ اصول ہیں کچھ فروع ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم ہندو فلسفے ویدانت کی طرح ہر فکر و خیال اور نئے عقیدے کے لیے اسلام میں گنجائش نکالتے جائیں اور اگر خدانخواستہ ہم ایسا کریں بھی، تو اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ ملتِ اسلامیہ جو قدرت کی طرف سے خود بہترین کسوٹی ہے، ہماری ان غلط سلط تاویلات کو قبول بھی کرلے گی، چنانچہ آپ دیکھ لیں کہ ایسے مختلف اور نئے نئے افکار و نظریات کے ساتھ ملتِ اسلامیہ نے کبھی سمجھوتہ نہیں کیا، جن کی بنیاد کتاب و سنت میں موجود نہ تھی۔ اگر کوئی شخص اعتقادیات کی ان حدود کو پھلانگ جاتا ہے جو اصولی ہیں، تو ایسے شخص پر کفر کا حکم لگانا خود شریعت کا مطالبہ ہے، البتہ یہ فیصلہ کرنا ہر کہ ومہ کا کام نہیں بلکہ اس کا اپنا دائرۂ کار ہے۔

ہم نے جس دردمندی اور سوزِ دل کے ساتھ اپنا استغاثہ ملتِ اسلامیہ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ علمی بحثیں، دور از کار تفاصیل اور غیر ضروری باریکیوں کے بجائے سیدھے اور دو ٹوک الفاظ میں اپنا مطلب واضح کریں۔

Marfat.com

اصولاً پہلے یہ بات طے ہونی چاہیے کہ برصغیر کے قدیم مسلمان باشندوں کا مسلک و عقیدہ کیا تھا؟ یہ لوگ آج کی اصطلاح میں دیوبندی تھے یا بریلوی؟ پھر یہ بات دیکھی جاتے کہ اختلافات کہاں پیدا ہوئے؟ اختلاف پیدا کرنے والے لوگ کون تھے؟ اور اختلاف کا نقطۂ آغاز کیا ہے؟ آخر میں اس سارے قضیئے کا قابلِ عمل حل اگر کوئی ہے تو وہ پیش کیا جاتے۔

اس ساری کد و کاوش سے ہمارا مقصد نزاعی لٹریچر میں کسی نئی کتاب کا اضافہ نہیں ہے، بلکہ خدا و رسول کے نام پر ملتِ اسلامیہ کے لیے ایک مشترک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت کا طریق کار بیان کرنا ہے۔

اوّل: برصغیر کے عام مسلمان کس عقیدہ و مسلک کے تھے، جناب مولانا سید سلیمان ندوی اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا اور اپنے آپ کو اہل السنۃ کہتا رہا۔ اس گروہ کے زیادہ تر پیشوا بریلی اور بدایوں کے علما تھے۔"[1]

جناب مولانا ثناء اللہ امرتسری نے سید صاحب کی تائید میں فرمایا:

"امرتسر میں مسلم آبادی، غیر مسلم آبادی کے مساوی ہے۔ اسی سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آجکل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔"[2]

دورِ حاضر کے ایک معروف مؤرخ شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

"انہوں (فاضل بریلوی) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔"[3]

ہندوستان کے مشہور محقق مالک رام رقمطراز ہیں:

"جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ بریلی مولانا احمد رضا خاں مرحوم کا وطن ہے، وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم تھے۔"[4]

اس مسئلے کی وضاحت کے بعد یہ دیکھنا چاہیے کہ اختلافات کس بات پر شروع ہوئے۔ کیا اختلاف کی بنیاد فاتحہ، میلاد، قیام، گیارہویں شریف، حاضر و ناظر، علم غیب، نور و بشر اور دُعا بعد نماز ایسے مسائل ہیں یا کچھ اور؟

---

[1] حیاتِ شبلی، سید سلیمان ندوی، ص ۴۴ تا ۴۶

[2] شمع توحید، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مطبوعہ سرگودھا، ص ۴۰

[3] موجِ کوثر، شیخ محمد اکرام، طبع ہفتم ص ۷۰

[4] نذرِ عرشی، مالک رام، مطبوعہ دہلی، ص ۱۱۳

Marfat.com

اس سلسلے میں علمائے دیوبند کے ایک ممتاز فرد مولانا منظور احمد نعمانی فرماتے ہیں؛

"شاید بہت سے لوگ ناواقفی سے یہ سمجھتے ہیں کہ میلاد و قیام، عرس و قوالی، فاتحہ، تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں برسی وغیرہ رسوم کے جائز و ناجائز اور بدعت وغیرہ ہونے کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں جو نظریاتی اختلاف پایا جاتا ہے، یہی دراصل دیوبندی بریلوی اختلاف ہے، مگر یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ مسلمانوں کے درمیان ان مسائل میں اختلاف تو اس وقت سے ہے، جبکہ دیوبند کا مدرسہ قائم بھی نہ ہوا تھا اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی پیدا نہیں ہوئے تھے، اس لیے ان مسائل کو دیوبندی بریلوی اختلاف نہیں کہا جا سکتا۔ علاوہ ازیں ان مسائل کی حیثیت کسی فریق کے نزدیک بھی ایسی نہیں کہ ان کے ماننے نہ ماننے کی وجہ سے کسی کو کافر یا اہل سنت سے خارج کیا جا سکے"۔[۱]

اہل سنت و جماعت کے ممتاز عالم دین علامہ سید احمد سعید کاظمی تحریر فرماتے ہیں ؛

"دیوبندی حضرات اور اہل سنت کے درمیان بنیادی اختلافات کا موجب علمائے دیوبند کی صرف وہ عبارات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں کھلی توہین ہے"۔[۲]

دونوں طرف کے ممتاز اور معتمد علیہ علماء کی زبانی آپ نے سن لیا کہ اصل اختلافات یہ نہیں ہیں جو ایک عرصہ دراز سے عوام کو بتائے جا رہے ہیں۔

یہ محض اصل مسئلے سے عوام کی توجہ ہٹانے کا ایک حربہ ہے۔

اور نہ ہی ان مسائل کی یہ حیثیت ہے کہ ان کے ماننے نہ ماننے کی وجہ سے کسی کو کافر یا گمراہ قرار دیا جا سکے۔

اختلاف کس بات پر ہے ؟ ایک بار پھر حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی کے الفاظ پر غور فرمائیے ؛

"دیوبندی حضرات اور اہل سنت کے درمیان بنیادی اختلافات کا موجب علمائے دیوبند کی صرف وہ عبارات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں کھلی توہین ہے۔"[۳]

نامور محقق پروفیسر محمد ایوب قادری کی تحقیق کا خلاصہ بھی بعینہ یہی ہے جو علامہ کاظمی صاحب نے بیان فرمایا ہے، پروفیسر صاحب رقمطراز ہیں ؛

"یہاں اس امر کی طرف بھی اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اثر ابن عباس کے مسئلے میں علمائے بریلی اور بدایوں نے مولانا محمد احسن نانوتوی کی بڑی شد و مد سے مخالفت کی۔ بریلی میں اس محاذ کی قیادت مولوی نقی علی خاں کر رہے تھے،

---

[۱] فیصلہ کن مناظرہ ، ص ۶ مطبوعہ دارالاشاعت، فیصل آباد

[۲] الحق المبین : علامہ سید احمد سعید کاظمی ص ۱۲۔ مطبوعہ ملتان

[۳] " " " " " " " "

Marfat.com

اور بدایوں میں مولوی عبدالقدیر بدایونی بن مولانا فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے۔ یہی بریلی اور دیوبند کی مخالفت کا نقطۂ آغاز ہوا، جو بعد کو ایک بڑی وسیع خلیج کی شکل اختیار کر گیا۔ [1]

پروفیسر صاحب کے اقتباس کو شاید عام آدمی نہ سمجھ سکے۔ اصل قصہ یہ ہے کہ اثر ابن عباس جس کے الفاظ یہ ہیں، ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم و نوح کنوحکم و ابراھیم کابراھیمکم و موسیٰ کموسٰکم و عیسیٰ کعیسٰکم و نبی کنبیکم کی صحت پر کچھ غیر مقلد علماء نے اصرار کیا اور مولوی محمد احسن نانوتوی نے ان کی تائید کی، جبکہ ہندوستان کے اکثر علماء اس اثر کو ختم نبوت جیسے قطعی مسئلے کے بالکل خلاف سمجھتے تھے، چنانچہ ظاہر ہے کہ اس اثر کا قائل ان کی نگاہ میں ختم نبوت کا منکر ٹھہرتا تھا اور کوئی وجہ نہیں کہ وہ ایسے شخص کے خلاف خاموش رہتے۔ عظمت و تقدیس رسالت کے خلاف یہ پہلی آواز تھی، جو برصغیر میں اٹھی، مگر ہندوستان بھر کے علماء چیخ اٹھے۔ اس مسئلے پر کئی مناظرے ہوتے، کتابیں لکھی گئیں۔ اسی اثر سے متعلق ایک سوال کے جواب میں مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندی نے اپنا مشہور رسالہ تخذیر الناس لکھ دیا۔ جس نے بحث کا ایک نیا دروازہ تو خیر کھولا ہی فادیانیت کے لیے بھی ایک مضبوط محاذ فراہم کر دیا۔ [4]

مولوی محمد شاہ پنجابی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کے درمیان تخذیر الناس کی عبارتوں پر مناظرہ بھی ہوا۔ [2]

تخذیر الناس کے رد میں اس زمانے میں کئی کتابیں لکھی گئیں، جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

(۱) تحقیقاتِ محمدیہ حل اوہام تخذیریہ، فضل مجید بدایونی (۲) الکلام الاحسن، ہدایت علی بریلوی۔

(۳) تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال، حافظ بخش بدایونی (۴) القول الفصیح، فصیح الدین بدایونی

(۵) ابطال اغلاط قاسمیہ، قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس۔ شیخ محمد تھانوی۔

دوسری طرف تقویۃ الایمان کے جارحانہ انداز بیان نے مسلمانوں کے دل و دماغ ہلا کر رکھ دیے تھے اور بقول مولانا ابوالکلام آزاد:

"مولانا اسماعیل نے جلاء العینین اور تقویۃ الایمان لکھی اور ان کے مسلک کا ملک بھر میں چرچا ہوا، تو تمام علماء میں ہلچل پڑ گئی۔" [3]

تقویۃ الایمان کی ایک مشہور عبارت "اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے

---

[1] مولانا محمد احسن نانوتوی؛ مصنفہ پروفیسر محمد ایوب قادری، ص ۹۴، مکتبہ عثمانیہ کراچی۔

[2] " " " " " " " "

[3] مولانا آزاد کی کہانی خود ان کی زبانی ص ۷۹، مطبوعہ چٹان لاہور

[4] تخذیر الناس کی عبارات کا عکس آئندہ صفحات میں ملاحظہ ہو

Marfat.com

تو کروڑوں نبی اور ولی جن و فرشتہ اور جبرئیل و محمد کے برابر پیدا کر ڈالے"۔ لہ

اس سے امکانِ نظیر کا مسئلہ پیدا ہوا اور خاتم الحکماء مولانا فضلِ حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو اس نظریے کی تردید میں "امتناع النظیر" نامی کتاب لکھنی پڑی۔

الغرض یہاں سے اس قصّے کا آغاز ہوا، بات معمولی نہ تھی۔ بارگاہِ رسالت کی عظمت پر براہِ راست زد پڑ رہی تھی اگر بات یہیں ختم ہو جاتی تو خیر تھی، یہاں تو ماشاء اللہ زلفِ یار کی طرح دراز ہو رہی تھی "تقویۃ الایمان" کے بعد "صراطِ مستقیم" "صراطِ مستقیم" کے بعد "براہینِ قاطعہ" "حفظ الایمان"، "فتاوٰی رشیدیہ"، "تحذیر الناس"، "الجہد المقل" قسم کی کئی کتابیں یکے بعد دیگرے اس انداز سے آئیں کہ مسلمانوں کے دلوں پر آرے چلا دیئے۔

ان تمام کتابوں میں شاہکارِ قدرت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں انتہائی گستاخانہ اور جارحانہ زبان استعمال کی گئی تھی۔ مسلمان قوم تو اپنے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں بقول علامہ اقبال علیہ الرحمۃ یہ سننے کو بھی تیار نہیں تھی کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے کپڑے میلے تھے۔ اسے تو یہ بتایا گیا تھا کہ اس بارگاہِ قدس کی جلالتِ شان کا یہ عالم ہے کہ خود رب العالمین نے اس کے دربار میں حاضری اور اس کے حضور اندازِ تخاطب کی تعلیم دی ہے۔

مذاہبِ عالم کی تاریخ میں مسلمان قوم نے اپنے حبیب کی ایک ایک ادا پر مرمٹنے کی تاریخ اپنے خون سے لکھ کر اپنے لیے ایک امتیازی مقام حاصل کیا ہے۔ یہی تو وہ مقام تھا جہاں ان دیوانگانِ عشق کا امتحان مقصود تھا، چنانچہ پورے برصغیر میں ان عبارات کے خلاف نفرت کا طوفان کھڑا ہو گیا۔ ان میں سے بیشتر عبارات اردو زبان میں ہیں، ان علمائے وقت نے اپنا دینی فریضہ ادا کیا۔ شہیدِ آزادی مولانا فضلِ حق خیر آبادی نے "امتناع النظیر" اور "تحقیق الفتوٰی" ایسی بلند پایہ کتابیں لکھیں۔ مولانا فضلِ رسول بدایونی نے "المعتقد المنتقد" تحریر فرمائی، صرف "تقویۃ الایمان" کی تردید میں سینکڑوں چھوٹی بڑی کتابیں لکھی گئیں۔

اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت و ناموس کی چوکیداری کے لیے ربّ العالمین نے ایک اور شخصیت کو منتخب کر رکھا تھا جو فاضلِ بریلوی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی۔ آپ نے متعدد مضامین و رسائل اور ذاتی خطوط میں ان حضرات کو توجہ دلائی کہ نامِ خدا اپنی یہ عبارات واپس لے لیجیے کہ انہوں نے مسلمانوں کے دل مجروح کر دیئے ہیں۔ چنانچہ ۱۳۲۹ھ کو مولانا اشرف علی تھانوی کے نام خط تحریر فرمایا .... اس کا عکس صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں۔

لہ تقویۃ الایمان : ص ۲۱ ، مطبوعہ ، مطبع علمی لاہور

Marfat.com

سیدھی اور معقول بات تھی کہ ان عبارات کو مناسب الفاظ میں تبدیل کر دیا جاتا یا ان سے رجوع کر لیا جاتا تاکہ امتِ مسلمہ اختلاف و افتراق کی اس ہولناک کشیدگی سے بچ جاتی جس کا اسے تقریباً ایک سو سال سے سامنا ہے عشق و محبت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دعوے داروں کے لیے یوں بھی یہ بات زیبا نہ تھی کہ وہ اس ذاتِ گرامی کی عزت و ناموس کے مقابلے میں اپنی انا اور ہٹ کو ترجیح دیتے۔ مانا کہ ان کی نگاہ میں یہ عبارات توہین آمیز نہ تھیں، لیکن صورتِ حال ان کے سامنے تھی کہ برصغیر کی ایک بہت بڑی اکثریت بشمول علماء، مشائخ اور عوام ان عبارات کو گستاخانہ سمجھ رہی تھی، تصوف و روحانیت کے ڈھول پیٹنے والوں کو کیا ہو گیا کہ وہ روحانیت کے پہلے سبق یعنی من کو مارنے اور اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھنے پر بھی عمل نہ کر سکے۔

اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ بھی علمائے دیوبند ہی کی زبانی طے کرتے چلیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں توہین آمیز یا گستاخانہ الفاظ کی صورت میں قائل کی نیت کا اعتبار کیا جائے گا یا نہیں؟ اور یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں الفاظ و عبارت کی معمولی گستاخی بھی کفر کی زد میں آتی ہے یا نہیں؟

بحمداللہ یہ امر خوش آئند ہے کہ علمائے دیوبند کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے بارے میں گستاخی اور جرأت کے سلسلے میں قائل کی نیت قطعاً قابلِ اعتبار نہیں ہوگی۔ گستاخانہ الفاظ گستاخی ہی پر محمول کیے جائیں گے۔ ہاں اگر ایسے شخص کی نیت توہین کی نہیں تھی، تو وہ اپنے الفاظ واپس لے اور توبہ کرے، اس لیے کہ اگر ہم یہ دروازہ کھول دیں، تو پھر ہر گستاخِ رسول (مثلاً قادیانی، منکرینِ سنّت وغیرہ) نیت کی صفائی کا بہانہ کر کے اپنے آپ کو بچا لے گا اور گستاخی و توہین نام کی کوئی شے باقی نہیں رہے گی۔

اسی طرح علمائے دیوبند اس بات کے بھی قائل ہیں کہ شانِ نبوت میں معمولی سی بے ادبی کفر کا موجب ہے۔ ہمارے خیال کے مطابق اب استغاثہ اپنا موقف واضح کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو مسائل کے بارے میں علمائے دیوبند کی آراء دیکھ لی جائیں۔

آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کے آداب اور اندازِ تخاطب کی نزاکتیں خود رب العالمین نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ اصولِ دین سے تعلق رکھتا ہے۔ صحابہ کرام رَاعِنَا کا لفظ تعظیماً کہتے تھے، لیکن جب یہودیوں نے اسے معمولی سے تصرف کے ساتھ توہین کی نیت سے بولنا شروع کر دیا، تو صحابہ کرام کو بھی لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا کہہ کر اس لفظ سے روک دیا گیا، حالانکہ صحابہ کرام کے دل میں معاذ اللہ توہین کا شائبہ تک نہ تھا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ جس لفظ میں توہین کے پہلو موجود ہوں،

Marfat.com

اس میں نیت کی صفائی معتبر نہیں ہے، اسی طرح ایسے الفاظ یا عبارات کی تاویل بھی قابلِ قبول نہ ہوگی۔

جناب مولانا محمد انور شاہ کاشمیری لکھتے ہیں؛

وقد ذکر العلماء ان التھور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد بہ السبّ کفرٌ ۔ [۱]

بارگاہِ انبیاء میں گستاخی کفر ہے، چاہے اس سے قائل کی مراد توہین کی نہ بھی ہو۔

جناب مولانا حسین احمد مدنی فرماتے ہیں؛

"رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی توہین موجب کفر ہے۔ صریح توہین تو درکنار، اگر کوئی شخص ایسے کلمات کہے گا جو کہ موہم توہین ہوں گے، تو وہ بھی کفر کا سبب ہوگا۔" [۲]

اب رہا یہ مسئلہ کہ توہین کیا چیز ہے اور کیا نہیں ہے؟ اس کا فیصلہ کون کرے؟ تو صاف اور سیدھی بات ہے کہ توہین آمیز الفاظ یا عبارات کے قائل کو شرعاً اخلاقاً اپنی صفائی کا قطعاً حق نہیں پہنچتا، ہمارے ہی نزدیک نہیں بلکہ علمائے دیوبند کے نزدیک بھی کفر صریح میں تاویل نہیں، تو اب اہلِ سنت اور علمائے دیوبند کا معاملہ آپ کے سامنے ہے۔ برصغیر کی بہت بڑی اکثریت نے ان عبارات کو توہین آمیز اور گستاخانہ سمجھا ہے۔ حرمین شریفین کے ۳۵ جلیل القدر اور نامور علماء نے ان عبارات کو بارگاہ نبوت کے منافی اور ان کے قائلین کو گستاخ قرار دیتے ہوئے مصدقہ تحریریں لکھیں۔ [۳] یہ تمام تحریریں ۱۳۲۴ھ میں "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" کے نام سے شائع ہوئیں اسی طرح برِ صغیر کے اڑھائی سو علماء نے ان عبارات کو گستاخانہ قرار دیتے ہوئے اپنے دستخطوں اور مہروں سے مزین تصدیق ملتِ اسلامیہ کے سامنے پیش کی۔ ملاحظہ ہو "الصوارم الہندیہ"۔

آخر اس کے بعد ان عبارات پر اڑنے انہیں اپنے وقار کا مسئلہ بنانے اور ملتِ اسلامیہ کے مسلسل مطالبے پر چُپ سادھ لینے کا کیا جواز باقی رہ گیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معمولی سی بے ادبی بھی کفر ہے۔ اس فتوے پر علماء دیوبند سب سے پہلے دستخط کرنے کو تیار ہیں۔ توہین آمیز عبارات اور الفاظ میں تاویل یا قائل کی نیت معتبر نہیں۔ اس پر وہ علمائے اہلِ سنت سے بھی دو قدم آگے نظر آتے ہیں، لیکن جب مؤدب ہو کر یہ کہا جاتا ہے کہ حضور! ذرا اپنی ان چند عبارات پر تو نظرِ ثانی فرما لیجیے، تو پھر تاویل و تعبیر کا وہ بے معنی دفتر کھول دیا جاتا ہے، جس کے سامنے اصل مسئلہ دب کر رہ جاتا ہے۔

---

[۱] بحوالہ الحق المبین؛ سید احمد سعید کاظمی ص ۱۷

[۲] مکتوبات شیخ الاسلام؛ جلد دوم ص ۱۶۵

[۳] ان حضرات کے اسماء مبارکہ اور ان کے فتوے حسام الحرمین میں ملاحظہ ہوں بعض تفصیلات ص ۹۸ پر ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

ہم اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھتے ہیں۔ حیرت ہے کہ جن عبارات کو علمائے اہل سنت توہین آمیز اور گستاخانہ قرار دیتے ہیں، مفہوماً ان کے گستاخانہ ہونے میں علمائے دیوبند بھی متفق ہیں، مثلاً "صراطِ مستقیم" میں سید احمد بریلوی کا بیان درج ہے:

"پس ان بزرگوں اور انبیائے عظام علیہم السلام میں فرق صرف اتنا ہے کہ انبیاء امتوں کی طرف مبعوث ہوتے ہیں، اور یہ بزرگ مظان حکم کو قائم کرتے ہیں اور ان کو انبیاء کے ساتھ وہی نسبت ہے جو چھوٹے بھائیوں کو بڑے بھائیوں سے۔[1]

مگر جب علمائے حرمین نے اس پر گرفت کی، تو اپنی صفائی میں بات اس انداز سے کی جاتی ہے:

"ہم یا ہمارے اسلاف میں ہرگز کبھی اور کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں رہا ہے اور ایسی خرافات تو کوئی ضعیف سے ضعیف الایمان شخص بھی زبان پر نہیں لا سکتا اور جو شخص یہ کہے کہ اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت اتنی ہی ہے جیسے بڑے بھائی کی چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے، تو ہمارا عقیدہ ہے کہ ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔[2]

اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ اس بوالعجبی کا کیا کیا جائے، مزید دیکھئے۔

براہینِ قاطعہ میں ہے: "الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیطِ روئے زمین کا فخرِ عالم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں، تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے۔"[3]

خاص اسی مسئلے پر المہند میں علمائے حرمین کے سامنے اپنی صفائی کا انداز یہ اختیار کیا جاتا ہے:

"ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علی الاطلاق مخلوقات میں سب سے زیادہ علوم اور حکمتوں اور اسرارِ الٰہیہ کے جاننے والے ہیں۔ آپ کو تمام آفاقِ ملکوت کا سب سے زیادہ علم ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ بڑا عالم ہے کافر ہے اور ہمارے حضرات نے اس شخص کے بارے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے جو یہ کہے کہ ابلیسِ لعین جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔[4]

---

[1] صراطِ مستقیم، مرتبہ شاہ محمد اسماعیل: ص ۳۷، مطبوعہ ملک سراج الدین لاہور

[2] تلخیص المہند علی المفند یعنی عقائد علمائے دیوبند: ص ۹

[3] براہین قاطعہ، مرتبہ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی ص ۵۱ مطبوعہ دیوبند [4] تلخیص المہند علی المفند: ص ۱۰

[5] المہند ص ۲۵

ع کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا؟

ہم نے یہ دو مثالیں بطور مشتے از خروارے پیش کی ہیں، ورنہ تمام اختلافی عبارات کو مفہوماً علمائے دیوبند خود رد کر چکے ہیں، ان سے اظہارِ ناپسندیدگی کرتے ہیں اور انہیں گستاخانہ عبارات قرار دیتے ہیں۔

لیکن اپنے آپ کو وہ ایسا معیارِ حق قرار دیتے ہیں کہ یہ بات ایک آن کے لیے بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے کہ ہم سے بھی ایسی عبارات کا صدور ہو سکتا ہے اور ہوا ہے، اب مسئلہ کیونکر حل ہو؟

آپ کو حیرت ہوگی کہ علمائے دیوبند تک یہ تسلیم کرتے ہیں کہ علماء اہل سنت کی نظر میں ہماری یہ عبارات گستاخانہ اور توہین آمیز تھیں تو ان پران عبارتوں کے قائلین کی تکفیر فرض تھی۔

"یہ عذر کہ علماء ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں، چنانچہ مرزائی جب بہت تنگ اور عاجز ہوتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ آخر علمائے دیوبند جو آج ہندوستان میں مرکزِ اسلام و مرکزِ حنفیہ و مرکزِ قرآن و حدیث و فقہ، علوم عقلیہ و نقلیہ کا سرچشمہ ہیں، ان کو بھی تو مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے ہم خیال کافر کہتے ہیں۔ کیا علمائے دیوبند کافر ہیں؟ اگر وہ کافر نہیں، تو پھر مرزائی کیوں کافر ہیں؟"

اس کا جواب بھی خوب توجہ سے سن لینا چاہیے کہ علمائے دیوبند کی تکفیر اور مرزا صاحب اور مرزائیوں کی تکفیر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بعض علمائے دیوبند کو خان بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں جانتے، چوپائے مجانین کے علم کو آپ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے علم کے برابر کہتے ہیں شیطان کے علم کو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے علم سے زائد کہتے ہیں، لہٰذا وہ کافر ہیں۔ "تمام علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ جناب خاں صاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے، جو ایسا کہے وہ کافر ہے مرتد ہے، ملعون ہے۔ لاؤ ہم بھی تمہارے فتوے پر دستخط کرتے ہیں، بلکہ ایسے مرتدوں کو جو کافر نہ کہے، وہ خود کافر ہے۔ یہ عقائد بے شک کفریہ عقائد ہیں، مگر خاں صاحب کا یہ فرمانا کہ بعض علمائے دیوبند ایسا اعتقاد رکھتے ہیں یا کہتے ہیں، یہ غلط ہے افترا ہے، بہتان ہے۔"[۱]

آمدم بر سرِ مطلب دیکھا آپ نے اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ جو شخص بھی ایسے الفاظ کہے یا ایسے عقائد رکھے یا ان کی تبلیغ کرے، وہ بلاشبہ کافر ہے اور کافر بھی سب کے نزدیک ہے، بلکہ دیوبند کے نامور عالم مرتضیٰ حسن صاحب تو ایسے شخص کو مرتد، ملعون بھی فرما رہے ہیں۔

تو صاحب مسئلہ تو حل ہے کوئی الجھاؤ باقی نہیں رہا اور یہی ہمارا استغاثہ ہے کہ بقول پشتو ضرب المثل، "یہ گز اور یہ زمین۔" ہم آئندہ صفحات میں ایسی تمام عبارات جو متنازعہ فیہ ہیں بلا کم و کاست اصل کتابوں سے فوٹو کاپیو

[۱] اشد العذاب: ص ۱۲، ۱۳، مصنفہ مولوی مرتضیٰ حسن ناظم دارالعلوم دیوبند کا عکس صد ۸۱ تا ۸۷ ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

کی صورت میں پیش کر رہے ہیں تاکہ کسی کو بھی یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ عبارات کا غلط مفہوم لیا گیا ہے یا انہیں سیاق و سباق سے الگ کیا گیا ہے۔

یہاں ہر پڑھے لکھے مسلمان کے ضمیر اور دیانت سے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ بالکل خالی الذہن ہو کر ایک عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت سے ان عبارات کو پڑھے اور ہر مولوی، پیر اور استاذ کے فرمودات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے دل سے فیصلہ حاصل کرے کہ کیا محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں ایسے الفاظ وہ خود استعمال کرنے کی جرأت کر سکے گا۔ وہ بارگاہ بے کس پناہ جس کے بارے میں شروع ہی سے عشاق کا نظریہ یہ رہا ہے ؎

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید ایں جا

میں دل پر پتھر رکھ کر صرف دو عبارتیں یہاں نقل کرتا ہوں، آپ کو قسم ہے پروردگارِ عالم کی فیصلے میں جانبداری نہ برتیں؛

"زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ جنابِ رسالت مآب ہی ہوں، اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے۔"[1]

ایک اور صاحب رقمطراز ہیں؛

"پھر یہ کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل، اگر بعض علومِ غیبیہ مُراد ہیں، تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم تو زید و عمر بلکہ صبی و مجنون بلکہ حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔"[2]

اب یہ فیصلہ قارئین کے انصاف پر چھوڑتے ہیں کہ وہ ان علماء کی عبارات اور ان کے فتووں کے اس کھلے تضاد کی کیا توجیہ کرتے ہیں۔ تقریباً تمام قابلِ گرفت عبارات کے ساتھ علمائے دیوبند نے یہی حشر کیا ہے۔ بات عبارت اور شخصی طور پر اس کے قائل کی آتی ہے تو یہ حضرات قریب نہیں پھٹکنے دیتے، تاویلات کا وہ دفتر کھل جاتا ہے جو شاید ان عبارات کے قائلین کے ذہن میں بھی نہیں تھا اور جب پوچھا جاتا ہے کہ جو شخص ایسا کہے اس کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے، تو جھٹ فرماتے ہیں کہ وہ کافر ہے، مرتد ہے، ملعون ہے۔ اب اگر کوئی جسارت کر کے صرف اتنا کہہ دے کہ قبلہ پھر جس

---

[1] صراطِ مستقیم (ملفوظات سید احمد بریلوی) مرتبہ مولوی اسماعیل دہلوی، ص ۵۰ مطبوعہ ملک سراج الدین لاہور

[2] حفظ الایمان: مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی ص ۸ مطبوعہ دیوبند

Marfat.com

شخص نے ان عبارات کے قائلین کی گرفت کی، اس نے کیا قصور کیا تھا کہ آج تک اس کا جرم معاف نہیں ہو سکا، تو فرماتے ہیں، نہیں اس نے ہمارے بزرگوں پر بہتان طرازی کی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے واسطے آپ ہی بتائیے کہ اس دو عملی اور تضاد بیانی کا کیا کیا جائے۔ اس کا مطلب ماسوائے اس کے اور کیا ہے کہ جہاں گھر کو لگتی ہے، وہاں فتوے اور ادب و محبت کے وعظ سب داؤ پر لگا دیے جاتے ہیں۔ دل چاہتا ہے کہ اس تضاد بیانی کے ایک دو اور نمونے بھی قارئین کے سامنے رکھ دیئے جائیں تاکہ بات واضح ہو۔

"تحذیر الناس" میں مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:

"اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"[1]

مگر المہند علی المفند میں علمائے حرمین کے سامنے یہ لہجہ اختیار کیا جاتا ہے:

ہمارا اور ہمارے مشائخ کرام کا یہ عقیدہ ہے کہ سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ، جو آپ کی ختم نبوت کا انکار کرے تو وہ ہمارے نزدیک کافر ہے، کیونکہ وہ نص قطعی اور نص صریح کا منکر ہے۔[2]

سوال ہوا، جناب مولانا رشید احمد گنگوہی سے "محفل میلاد میں جس میں روایاتِ صحیحہ پڑھی جائیں اور لاف و گزاف اور روایاتِ موضوعہ کاذبہ نہ ہوں، شریک ہونا کیسا ہے؟" آپ نے فرمایا: "ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔"[3]

علمائے حرمین نے دریافت فرمایا: "کیا آپ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا ذکر شرعاً برا ہے، بدعت سیئہ ہے جو حرام ہے یا اور کچھ کہتے ہیں؟"

جواب میں فرماتے ہیں: "یہ بات کوئی بھی مسلمان ہرگز نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ ہم یہ کہیں کہ یہ بدعت اور حرام ہے، بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ تمام احوال کہ جن کا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے ادنیٰ سا بھی تعلق ہو، اعلیٰ درجہ کا مستحب و مندوب ہے، خواہ آپ کی ولادت شریفہ کا ذکر ہو یا آپ کے اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے کا۔

---

[1] تحذیر الناس، ص ۲۴، مصنفہ مولانا محمد قاسم نانوتوی، مکتبہ امدادیہ، دیوبند

[2] تلخیص المہند، ص ۸۰

[3] فتاویٰ رشیدیہ کامل، ص ۱۴۸

[4] تلخیص المہند ص ۱۰

Marfat.com

قارئین کرام کو حیرت ہوگی کہ تضاد بیانی اور دوعملی کا یہی وہ شیوہ ہے جس کا منظر دنیا نے اس طرح دیکھا کہ مفتی دیوبند نے مولانا محمد قاسم نانوتوی کی ایک عبارت پر فتوائے کفر لگا دیا۔ ——— جب انہیں یاد دلایا گیا کہ قبلہ یہ عبارت تو حضرت مولانا کی ہے، تو انہیں فتویٰ سے رجوع کرتے ہوئے دیر بھی نہ لگی' اور اسی طرح کا ایک اور واقعہ خود مہتمم دارالعلوم دیوبند جناب مولانا قاری محمد طیب کے ساتھ بھی ہوا ہے کہ مفتی دیوبند نے ان کی ایک عبارت پر کفر کا فتویٰ دے دیا۔ جب انہیں آگاہ کیا گیا تو انہوں نے فتویٰ واپس لے لیا۔

اے کاش! اے کاش! اگر علمائے دیوبند سرکارِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے ساتھ مولوی محمد قاسم نانوتوی اور قاری محمد طیب جتنی بھی محبت وعقیدت کا ثبوت دیتے تو یہ چند عبارات کب کی واپس ہو چکی ہوتیں اور دیوبند وبریلی نام کا آج کوئی مسئلہ ہی نہ ہوتا۔

دیوبند کے ایک معروف علمی پرچے تجلی (اپریل ۱۹۵۶ء) میں اس واقعہ کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے، ملاحظہ ہو اس "تجلی" کے متعلقہ اوراق کا عکس ؛ دیکھئے صفحہ ۱۱۲ تا آخر۔

اس سے ہمارا مقصود صرف یہ دکھانا تھا کہ ایک سیدھی سادی عبارت لکھ کر بھجوائی گئی تو اس پر فتوی دے دیا گیا، مگر جب یہ پتہ چلا کہ یہ عبارات تو ہمارے اپنے بزرگوں کی ہیں، تو لگے فتویٰ پوچھنے والوں کو گالیاں دینے اور برا بھلا کہنے کہ اس نے دجل وفریب سے کام لیا ہے۔ ہمیں صاف صاف کیوں نہ لکھ دیا کہ یہ عبارت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی ہے اور یہ ان کے پوتے قاری محمد طیب صاحب کی، تاکہ ہم اپنے پرائے میں تمیز کرسکتے۔

قارئین! یہی وہ ستم ظریفی ہے جس کا رونا ہم رو رہے ہیں اور یہی ہمارے موقف کی بنیاد ہے کہ علمائے دیوبند عام حالات میں ان گستاخانہ عبارات کو کفریہ قرار دیتے ہیں۔ علمائے حرمین کے سامنے نام بنام انہی عبارتوں پر فتوائے کفر دے چکے ہیں، مگر بات جب اپنے بزرگوں کی آتی ہے، "تو پر نالہ وہیں کا وہیں" اب عقائد اور شرعی معاملات میں اس دوہری عینک کا ہمارے پاس کیا علاج ہے؟

یہاں تک ہی کیا محدود ہے، وہ تمام طریقے اور اذکار و اعمال جن کی بدولت ایک عرصے سے علمائے اہلِ سنّت کو بدعتی اور مشرک کہا جاتا ہے۔ اندرونِ خانہ بڑی بشاشت اور فراخ دلی سے ان حضرات نے اپنا رکھے ہیں۔ دم درود تعویذ، چلّے، مکاشفے اور خانقاہی نظام کی ہر ضعیف الاعتقادی میں یہ حضرات بریلویوں کو کوسوں پیچھے چھوڑ گئے ہیں، مگر آج بھی دوسروں کے لیے ان کی لغت میں بدعتی اور اپنے لیے موحّد کے ہی الفاظ ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے شائع ہونے والی کتاب "زلزلہ" نے جب انتہائی مدلل طریقے سے یہ ناقابلِ تردید الزامات عائد کیے، تو اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے معروف دیوبندی اہلِ قلم مولانا عامر عثمانی کو یہ تبصرہ کرنا ہی پڑا:

Marfat.com

"بات یقیناً تشویشناک ہے، مصنف نے ہرگز ایسا نہیں کیا ہے کہ ادھر ادھر سے چھوٹے موٹے فقرے لے لے کر ان سے مطلب پیدا کیا ہو بلکہ پوری پوری عبارتیں نقل کی ہیں اور اپنی طرف سے ہرگز کوئی معنی پیدا نہیں کیے ہیں۔ ہم اگرچہ حلقۂ دیوبندی سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن ہمیں اس اعتراف میں کوئی تامل نہیں کہ اپنے ہی بزرگوں کے بارے میں ہماری معلومات میں اس کتاب نے اضافہ کیا ———— اور ہم حیرت زدہ رہ گئے کہ دفاع کریں تو کیسے؟ دفاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی بڑے سے بڑا منطقی اور علامۃ الدھر بھی ان الزامات کو دفع نہیں کر سکتا جو اس کتاب کے مشتملات بزرگانِ دیوبند پر عائد کرتے ہیں۔ ہم اگر عام روش کے مطابق اندھے مقلد اور فرقہ پرست ہوتے، تو بس اتنا ہی کر سکتے تھے کہ اس کتاب کا ذکر ہی نہ کریں، لیکن خدا بچائے اشخاص پرستی اور گروہ بندی کی باطل ذہنیت سے ہم اپنا دیانتدارانہ فرض سمجھتے ہیں کہ حق کو حق کہیں اور حق یہی ہے کہ مقتدر علمائے دیوبند پر تضاد بیانی کا جو الزام اس کتاب میں دلیل و شہادت کے ساتھ عائد کیا گیا ہے، وہ اٹل ہے"

اس کی توجیہ آخر کیا کریں گے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی یا حضرت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے بزرگ جب فتوے کی زبان میں بات کرتے ہیں تو ان احوال و عقائد کو برملا شرک کفر اور بدعت و گمراہی قرار دیتے ہیں، جن کا تعلق غیب کے علم اور روحانی تصرف اور تصورِ شیخ اور استمداد بالارواح جیسے امور سے ہے، لیکن جب طریقت و تصوّف کی زبان میں کلام کرتے ہیں، تو یہی چیزیں عین کمال ولایت اور علامتِ بزرگی بن جاتی ہیں۔

ہم اگر فرض کر لیں کہ ان بزرگوں کی طرف دیگر مصنفین نے جو کچھ منسوب کر دیا ہے، وہ مبالغہ آمیز ہے، غلط ہے حقیقت سے بعید ہے۔ تو بے شک ان بزرگوں کی حد تک ہمیں اعتراض سے نجات مل جائے گی، لیکن یہ دیگر مصنفین بھی تو علماء دیوبند ہی ہیں، ان کی کتابیں بھی حلقۂ دیوبند میں بڑے ذوق و شوق سے تلاوت فرمائی جاتی ہیں اور کسی اللہ کے بندے کی زبان پر یہ اعلان جاری نہیں ہوتا کہ ان خرافات سے ہم برأت ظاہر کرتے ہیں۔ برأت کیا معنی، ہمارے موجودہ بزرگ پورا یقین رکھتے ہیں کہ ان کتابوں میں علمِ غیب اور فریاد رسی اور تصرفاتِ روحانی اور کشف و الہام کے جو کمالات ہمارے مرشدین کی طرف منسوب ہیں، وہ بالکل حق ہیں سچے ہیں، پھر آخر ازالۂ اعتراض کی کیا صورت ہو؟

ہمارے نزدیک جان چھوڑانے کی ایک ہی راہ ہے یہ کہ یا تو تقویۃ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ امدادیہ، بہشتی زیور اور حفظ الایمان جیسی کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ دے دی جائے اور صاف صاف اعلان کر دیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن و سنت کے خلاف ہیں، اور ہم دیوبندیوں کے صحیح عقائد ارواحِ ثلاثہ، سوانح قاسمی اور اشرف السوانح جیسی کتابوں سے معلوم کرنے چاہئیں یا پھر ان متاخر الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرمایا جائے کہ یہ تو محض قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں جو رطب و یابس سے بھری ہوئی ہیں اور ہمارے صحیح عقائد وہی ہیں جو اوّل الذکر

Marfat.com

کتابوں میں مندرج ہیں۔" [1]

غور فرمایا آپ نے کہ تضاد پسندی اور دو عملی کی اس پالیسی پر غیر تو غیر اپنے بھی چیخ رہے ہیں۔ ہماری گذارش صرف یہ ہے کہ اوروں کے ساتھ یہ معاملہ ہو تو ہو لیکن حبیبِ خدا، سرورِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی تو اس سے مستثنیٰ رہنی چاہیے۔ اگر ہمارے اکابرین نام مبارک کے ساتھ فداہ امی وابی لکھتے رہے ہیں تو وہ یونہی تو نہیں کہتے رہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اس نازک موقع پر علمائے دیوبند اپنے چند اساتذہ کی آن کو سرکارِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر قربان نہیں کرسکتے۔ علمائے اہلِ سنت بار بار وضاحت کر چکے ہیں کہ اصل مسئلہ یہی ہے۔ اگر یہ حل ہو جائے، تو کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا۔

معروف عالمِ دین علامہ سید احمد سعید کاظمی رقمطراز ہیں:

"مسئلہ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمہ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزام کفر کرے گا، تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے، خواہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیگی ہو یا کانگریسی، نیچری ہو یا ندوی، اس سلسلے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہلِ حق کا شیوہ نہیں، اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ایک لیگی نے کلمہ کفر بولا، تو ساری لیگ معاذ اللہ کافر ہو گئی، یا ایک ندوی نے التزام کفر کیا، تو معاذ اللہ سارے ندوی مرتد ہو گئے۔ ہم تو بعض دیوبندیوں کی کفریہ عبارات کی بنا پر ہر ساکن دیوبند کو بھی کافر نہیں کہتے۔ ہم اور ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا ہے کہ ہم کسی دیوبندی یا لکھنؤ والے کو کافر نہیں کہتے، ہمارے نزدیک صرف وہی کافر ہیں جنہوں نے معاذ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور محبوبانِ ایزدی کی شان میں گستاخیاں کیں اور باوجود تنبیہ شدید کے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہیں کی۔ نیز وہ لوگ جو ان کی گستاخیوں پر مطلع ہو کر اور ان کے صریح مفہوم کو جان کر ان گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخوں کو مومن، اہلِ حق، اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے ہیں اور بس! ان کے علاوہ ہم نے کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کی۔ ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی۔ اگر ان کو ٹٹولا جائے، تو وہ بہت قلیل ہیں اور محدود، ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے نہ بریلی کا، نہ لیگی نہ ندوی، ہم سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔" [2]

پھر کیوں ایسا نہیں کیا جاتا کہ یہ تسلیم کر لیا جائے کہ واقعی چند لوگوں سے ان عبارتوں کے سلسلے میں غلطی ہوئی ہے کیا یہ لوگ معصوم تھے۔ عبارات کے مسئلے میں علمائے دیوبند کا موقف انتہائی کمزور اور باہم تضاد کا شکار ہے۔ ان عبارات کی تاویلات میں ان حضرات نے جس ژرف نگاہی اور بالغ نظری کا ثبوت فراہم کیا ہے، وہ بجائے

---

[1] بحوالہ زلزلہ: مصنفہ علامہ ارشد القادری، مطبوعہ فیصل آباد، ص ۸۳ تا ۸۵

[2] الحق المبین مصنفہ علامہ سید احمد سعید کاظمی، مطبوعہ ملتان، ص ۲۴، ۲۵

Marfat.com

خود ایک مضمون کا متقاضی ہے۔ حیرت ہے کہ ایک بزرگ ایک عبارت کی جو تاویل کرتے ہیں، دوسرے بزرگ اس تاویل کو سراسر گمراہی بتاتے ہیں۔ اب آدمی کرے تو کیا کرے۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں "فتاویٰ رشیدیہ" میں لکھا جاتا ہے کہ وہ متبع سنت تھا اور اچھا آدمی تھا، مگر علمائے حرمین کو مطمئن کرنے کے لیے "المہند علی المفند" میں فرمایا جاتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں ہمارا عقیدہ وہی ہے جو صاحب رد المحتار علامہ شامی کا ہے۔ اور یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ علامہ شامی نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو خارجی اور باغی قرار دیا ہے۔ اور الشہاب الثاقب میں کہا جاتا ہے کہ وہ عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ رکھتا تھا، نیز وہ ایک ظالم، باغی، خونخوار فاسق تھا، ملاحظہ ہو، ص ۲۲۱۔ الشہاب الثاقب کا عکس: ۹۶ پر

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

ان عبارات کی غلط سلط تاویلات کرتے ہوئے بالکل وہی بات ہوتی ہے کہ ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لیے سو جھوٹ مزید بولنا پڑتا ہے۔ قارئین کو حیرت ہوگی کہ جن صاحبان جبہ و دستار کی عظمت اور آن کو برقرار رکھنے کی خاطر اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس کو بھی داؤ پر لگا دیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض حضرات نے خیر سے ایسے گھٹیا پن کا مظاہرہ کیا ہے جسے دیکھ کر دیانت و امانت کو پسینہ آجاتا ہے۔ چند نمونے ملاحظہ فرمایئے:

براہین قاطعہ میں المہند علی المفند کے مؤلف مولانا خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں:

"شیخ عبدالحق محدث دہلوی روایت کرتے ہیں (کہ حضور نے فرمایا) مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔"[۱]

حالانکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی معروف کتاب مدارج النبوۃ میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"ایں سخن اصلے نہ دارد و روایت بداں صحیح نہ شدہ"[۲]

حد ہے کوئی اس دیانت کی، امت مصطفویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باشعور افراد سے نام خدا ہماری اپیل صرف یہ ہے کہ علوم نبوت میں نقص نکالنے کی خاطر جو شخص اتنا کھلا اور سفید جھوٹ بول رہا ہے، کیا اب بھی وہ شیخ الحدیث اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا محب ہے؟

---

[۱] براہین قاطعہ: خلیل احمد انبیٹھوی، مطبوعہ دیوبند، ص ۵۱ عکس دیکھیے صہ ۵۲ پر

[۲] مدارج النبوۃ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۷

Marfat.com

لگے ہاتھوں شیخ العرب والعجم نامی ایک اور بزرگ کی علمی دیانت اور تقویٰ میں ان کے بلند مدارج کا حال بھی دیکھتے چلیئے۔

مولانا حسین احمد مدنی "الشہاب الثاقب" میں رقمطراز ہیں،

"جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور ص ۱۵ پر ارقام فرماتے ہیں وہ علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ جو شخص رسول خدا کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امور مخفیہ کا علم ہوتا تھا جسے علم غیب کہنا گمراہی ہے۔" [1]

مولوی حسین احمد اسی کتاب میں آگے چل کر فرماتے ہیں،

علاوہ ازیں جناب بندۂ درہم و دینار کے دادا مولوی رضا علی خاں صاحب ہدایت الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتا پور ص ۳۰ میں فرماتے ہیں، [2]

قارئین کو حیرت ہوگی کہ یہ دونوں کتابیں فرضی ہیں۔ ردِّ شہابِ ثاقب میں مفتی محمد اجمل شاہ صاحب لکھتے ہیں،

"مسلمانو! مصنف شہابِ ثاقب کے ان دو جیتے جھوٹ اور کذب اور صحیح افترا و بہتان کو دیکھو کہ دنیا میں حضرت شاہ حمزہ مارہروی کی نہ تو کوئی کتاب بنام خزینۃ الاولیاء تصنیف ہوئی نہ وہ کانپور میں طبع ہوئی نہ اس کا صفحہ ۱۵ ہے، نہ اس عبارت کا وجود ہے۔ اسی طرح جہان بھر میں جناب مولانا مفتی رضا علی خاں کی کوئی کتاب ہدایت الاسلام ہے اور نہ وہ سیتا پور کے مطبع صبح صادق میں طبع ہوئی۔" [3]

غور فرمایا آپ نے اگر صدر المدرسین دیوبند مولانا حسین احمد مدنی کی یہ حالت ہے، تو اور کسی کی کیا بات کی جائے ؎

اذا کان ربّ البیتِ بالطبل ضاربًا
فلا تلم الاولاد فیہ علی الرقصِ

الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

اصل عبارات پیش کرنے سے پہلے ایک اور مسئلے کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب نے تمام گستاخانہ عبارات کے بارے میں علمائے حرمین سے رجوع کیا تو حرمین شریفین

---

[1] الشہاب الثاقب، حسین احمد مدنی، ص ۹۸، ۹۹ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

[2] " " " " " " " "

[3] ردِّ شہابِ ثاقب، مولانا محمد اجمل شاہ مفتی ہند، ازہر بک ڈپو کراچی، ص ۴، ۵، ۶، ۷

Marfat.com

کے ۳۵ جلیل القدر اور نامور علماء نے واضح الفاظ میں ان عبارات کو کفریہ قرار دیا اور ان کے قائلین پر رجوع اور توبہ ضروری قرار دی۔ اب یہاں بھی علمائے دیوبند نے اپنی روایت کے مطابق وہی چال چلی، جس کے وہ عادی ہو چکے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ حرمین شریفین کے علماء کی بات مان کر ان عبارات کو واپس لے لیتے۔ انہوں نے بات کا رُخ موڑنے کی خاطر ایک نیا محاذ کھول دیا کہ جی وہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے تو ہماری عبارات کے مفہوم غلط پیش کیے ہیں، ان کے تراجم حسب منشا کیے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ گو اس ساری بحث سے بات اپنی جگہ ہی رہی، مگر بزعم خویش ان حضرات نے میدان مار لیا۔ علمائے دیوبند نے بطور خاص مدینہ منورہ کے معروف عالم دین اور نامور محقق علامہ احمد برزنجی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی اس عبارت کو اچھالا ہے، جس میں انہوں نے علوم خمسہ کے بارے میں فاضل بریلوی کے موقف سے اختلاف کیا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات پر دیگر علمائے حرمین کی طرح علامہ برزنجی نے بھی بڑی شدومد کے ساتھ گرفت کی اور انہیں کفریہ عبارات قرار دیا۔ آپ کے فتوے کے بعض جملے یہ ہیں،

"اور رہے امیر احمد اور نذیر حسین اور قاسم نانوتوی کے فرقے اور ان کا کہنا کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی نبی فرض کیا جائے، بلکہ اگر حضور کے بعد کوئی نبی ہو تو اس سے خاتمیت محمدیہ میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ تو اس قول سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت جدیدہ ملنی مان رہے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ جو اسے جائز مانے، وہ باجماع علمائے امت کافر ہے .... اور وہ جو رشید احمد گنگوہی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ تو رشید احمد مذکور کا یہ کہنا دو وجہ سے کفر ہے ...... اور وہ جو اشرف علی تھانوی نے کہا کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے حاصل ہے، تو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ وہ کھلا ہوا کفر ہے۔ بالاتفاق اس لیے کہ اس میں رشید احمد کے اس قول سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص شان ہے [1]

اتفاق سے اس کے کچھ عرصہ بعد فاضل بریلوی کی کتاب الدولۃ المکیہ سامنے آئی تو صرف علوم خمسہ کے بارے میں علامہ برزنجی نے اس سے اختلاف کیا۔ یہ اختلاف ایک عالمانہ اختلاف ہے جو اپنے اندر پورا وقار اور سنجیدگی لیے ہوئے ہے، اس میں علامہ برزنجی نے فاضل بریلوی کے لیے قطعاً کوئی نازیبا لفظ استعمال نہیں کیا۔

---

[1] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین ، ص ۱۳۶ تا ۱۴۲

Marfat.com

بلکہ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ فاضل بریلوی کی طرح علمائے اسلام کی ایک جماعت آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے علومِ خمسہ کی قائل ہے۔ آپ کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ ہم اصل الفاظ کا ترجمہ علمائے دیوبند کی زبانی بیان کرتے ہیں

"اما بعد، ہندوستان سے آنے والے ایک سوال کے جواب میں میں نے ایک مختصر رسالہ لکھا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ علمائے ہند میں جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے بارے میں جھگڑا پڑ گیا ہے کہ آیا آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا علم مغیبات خمسہ (جن کا ذکر آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ میں ہے) سمیت تمام مغیبات کو محیط ہے یا نہیں۔ علماء کی ایک جماعت پہلی شق کی قائل ہے اور دوسری، دوسری شق کی، اس کے بعد لکھا کہ میں نے اپنے اس رسالہ میں بیان کیا ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ساری مخلوق میں سب سے زیادہ علم ہے اور آپ کا علم جمیع دینی امور کو محیط ہے، بلکہ دنیا اور آخرت کے تمام اہم امور کو محیط ہے، لیکن قرآن وسنت اور کلامِ سلف کے واضح دلائل کی بنا پر مغیباتِ خمسہ آپ کے علم شریف میں داخل نہیں" [1]

آگے چل کر علامہ برزنجی موصوف تحریر فرماتے ہیں:

پھر اس کے بعد علمائے ہند میں سے ایک شخص جسے احمد رضا خاں کہا جاتا ہے، مدینہ منورہ آیا، جب وہ مجھ سے ملا، تو اولاً اس نے مجھے یہ بتایا کہ ہند میں اہل کفر وضلال میں سے کچھ لوگ ہیں جن میں سے ایک غلام احمد قادیانی ہے جو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مماثل ہونے اور اپنے لیے وحی اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، انہیں میں سے ایک فرقہ امیر یہ ہے ایک نذیر یہ ہے، ایک قاسمیہ ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کوئی نبی فرض کر لیا جائے، بلکہ اگر آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہو جائے، تب بھی آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا، انہیں میں سے ایک فرقہ وہابیہ کذابیہ ہے جو رشید احمد گنگوہی کا پیرو ہے جو اللہ تعالیٰ سے بالفعل کذب کے وقوع کا قول کرنے والے کو کافر قرار نہیں دیتا۔ انہیں میں سے ایک شخص رشید احمد گنگوہی ہے جو مدعی ہے کہ وسعتِ علم شیطان کے لیے ثابت ہے، لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نہیں۔ انہیں میں سے ایک اشرف علی تھانوی ہے جو کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر علم مغیبات کا حکم لگانا بقول زید صحیح ہو تو، سوال یہ ہے کہ اس کی مراد بعض مغیبات ہیں یا سب؟ اگر بعض مراد ہیں، تو اس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کیا تخصیص؟ ایسا علمِ غیب تو زید وعمر و بکر، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل ہے۔

اور اس نے مجھے بتایا کہ اس نے ان فرقوں کے رد اور ان کے اقوال کو باطل کرنے کیلئے ایک رسالہ موسومہ "المعتمد المستند" لکھا ہے۔ پھر اس نے مجھے اس رسالے کے خلاصہ (حسام الحرمین) پر مطلع کیا۔ اس میں صرف ان فرقوں کے اقوالِ مذکورہ کا بیان اور ان کا مختصر سا رد تھا اور اس نے اس رسالہ پر تصدیق وتقریظ طلب

---

[1] غایۃ المامول، مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین، ص ۲۹۶، ۲۹۷،

Marfat.com

کی، ہم نے اس پر تقریظ و تصدیق لکھ دی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں سے یہ مقالاتِ شنیعہ ثابت ہوجائیں تو یہ لوگ کافر وگمراہ ہیں، کیونکہ سب باتیں اجماعِ امت کے خلاف ہیں اور اپنی تقریظ کے ضمن میں ہم نے ان کے اقوال کے ابطال کے لیے بعض دلائل کی طرف بھی اشارہ کیا۔" لہ

اب مخالفین نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، علومِ خمسہ کی ایک شق کے بارے میں علامہ برزنجی کے عالمانہ اختلاف کو دیکھ کر اس قدر جوشِ مسرت سے بے خود ہوئے کہ انہیں یہ تک نہ یاد رہا کہ اپنی اس تحریر میں وہ حسام الحرمین والے فتوے کی دوبارہ شد و مد سے تائید کر رہے ہیں اور ان کفریہ عبارات کے قائلین پر فتویٰ کفر دے رہے ہیں۔ یہ تو علامہ برزنجی کی کمال دیانت تھی کہ جہاں انہیں معمولی سا اختلاف ہوا، اسے انہوں نے انتہائی مہذب انداز میں بیان کر دیا اور ساتھ ہی اس بات کی بھی وضاحت کر دی کہ اس اختلاف سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ہم نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی کتاب "حسام الحرمین" پر جو تصدیق و تقریظ لکھی، وہ اس سے کالعدم ہوگئی ہے۔ نہیں نہیں، بلکہ وہ اپنی جگہ قائم ہے اور ان لوگوں کے لیے ہمارا فتویٰ آج بھی وہی ہے جو شروع میں تھا۔ لہ

رہی یہ بات کہ آیا یہ عبارات یا الفاظ علمائے دیوبند کے ہیں یا نہیں، کہیں فاضل بریلوی نے عبارت کو سیاق وسباق سے الگ کر کے یا ان کے مفہوم کو بگاڑ کر تو فتوے حاصل نہیں کر لیے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ اس کتاب کا موضوع ہی یہی عبارات ہیں، ہم آگے اصل عبارات کی فوٹو کاپیاں دے رہے ہیں۔

قارئین کرام انہیں پڑھ کر اندازہ کر لیں کہ علامہ برزنجی کا فتویٰ آج بھی ان حضرات کے خلاف اس شان سے قائم ہے یا اس میں کوئی تبدیلی آئی ہے؟ پھر طرفہ تماشا یہ کہ علمائے دیوبند کی گستاخانہ عبارات کا جو عربی ترجمہ فاضل بریلوی نے علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا اور اس عربی عبارت کا اردو ترجمہ مولوی نعیم الدین دیوبندی نے بالکل انہی الفاظ میں کیا ہے جو ان حضرات کی اصل اُردو عبارات ہیں۔ گویا یہ بات بھی علمائے دیوبند نے تسلیم کر لی ہے کہ فاضل بریلوی نے ان اردو عبارات کا ترجمہ ٹھیک ٹھاک کیا ہے، جبھی تو علمائے دیوبند اس عربی کا ترجمہ اصل الفاظ کی صورت میں کر رہے ہیں۔ اگر یہ عربی ترجمہ غلط ہوتا، تو اس کا ترجمہ بھی اسی انداز سے کیا جاتا۔ اب علمائے دیوبند کے پاس یہ بات کہنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے کہ فاضل بریلوی نے غلط تراجم کے ذریعے علمائے حرمین سے فتوے حاصل کیے۔ علومِ خمسہ کے مسئلے پر علامہ برزنجی نے عالمانہ اختلاف کیا ہے، مگر اپنی تحریر میں انہوں نے کہیں بھی فاضل بریلوی کو گمراہ کے لفظ سے یاد نہیں کیا، مگر ادھر فاضل بریلوی کے ساتھ اختلاف کا لفظ دیکھ کر یار لوگ کلیلیاں کرنے لگے، اور غایۃ المامول کے ٹائٹل پر لکھا: "احمد رضا خاں صاحب کا گمراہ کن عقیدۂ غیبیہ علمائے حجاز کی نظر میں"۔ کاش!

لہ غایۃ المامول، ص ۲۹۹، مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور
لہ " " " " دیکھئے عکس صفحہ ۹۹ پر۔

Marfat.com

وہ غور فرمالیتے، تو اس کا ٹائیٹل اس طرح زیادہ موزوں اور مناسب ہوتا "علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات پر علمائے حرمین کے فتوائے کفر کی توثیق"۔

علامہ برزنجی نے علوم خمسہ کے بارے میں فاضل بریلوی سے اپنا اختلافی نقطۂ نظر ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"پھر اس کے بعد احمد رضا خاں بریلوی نے اپنے ایک اور رسالہ پر مجھے مطلع کیا، جس میں وہ اس بات کی طرف گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم ہر چیز کو محیط ہے حتیٰ کہ مغیبات خمسہ کو بھی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے متعلق علم کے علاوہ کوئی چیز بھی آپ کے علم سے مستثنیٰ نہیں اور یہ کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے درمیان احاطۂ مذکورہ میں صرف حدوث و قدم کا فرق ہے اور یہ کہ اس کے پاس اپنے مدعا پر دلیل قاطع اللہ تعالیٰ کا قول:

ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیئ ہے (یعنی ہم نے آپ پر قرآن کریم کو ہر چیز کا بیان بنا کر نازل کیا ہے) پس میں نے اس بات کے بیان میں کوئی کوتاہی نہیں کی کہ آیت مذکورہ اس کے مدعا پر دلالت قطعیہ کے طور پر دلالت نہیں کرتی اور یہ کہ تمام معلومات غیر متناہیہ کا احاطہ علمیہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے الخ" [1]

آپ نے غور فرمایا کہ گستاخانہ عبارات پر علامہ برزنجی کا فتویٰ نہ صرف جوں کا توں اپنی جگہ موجود ہے، بلکہ اس کتاب "غایۃ المامول" میں انہوں نے اپنے فتوئ کفر کی مزید توثیق کر دی ہے، مگر صرف علوم خمسہ کے بارے میں معمولی سے اختلاف کا سہارا لے کر فاضل بریلوی کی دیانت اور ثقاہت کے خلاف کس قدر پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے؟

ہماری گذارش ہے کہ یہ گستاخانہ عبارات علمائے دیوبند کے لیے ایسا چھچھوندر ہیں جنہیں نہ وہ نگل سکتے ہیں اور نہ ہی پھینکنے کو ان کا دل چاہتا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ عبارات اپنی اصل زبان میں ہوں یا دنیا کی کسی بھی زبان میں ان کا ترجمہ کر دیا جائے۔ دنیا کا کوئی بھی با اخلاق اور مہذب آدمی کسی صورت میں بھی ان کی تحسین و تصویب نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ ایک مسلمان انہیں آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے برداشت کرے۔ پچاس سال سے ان عبارات کی تاویلات کی جا رہی ہیں۔ ان پر گرفت کرنے والے علماء کو خائن، گمراہ اور اہل حق کا مخالف بتایا جا رہا ہے، مگر یہ توفیق نہیں ہوتی کہ ان چند عبارات سے توبہ کی جائے۔

یہ بات قارئین کے علم میں ہوگی کہ علامہ اقبال مرحوم نے مولانا حسین احمد مدنی کے نظریۂ وطنیت کے بارے میں "ارمغان حجاز" میں چند اشعار لکھ دیئے، تو علمائے دیوبند کا ایک بڑا طبقہ آج تک علامہ مرحوم کا یہ قصور معاف

[1] غایۃ المامول، ص ۳۰۰، مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین

Marfat.com

اور اس بات پر تو تمام علمائے دیوبند کا اتفاق ہے اور بارہا ان کی طرف سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ یہ اشعار "ارمغانِ حجاز" سے نکال دیئے جائیں، اس کے لیے یار لوگوں نے فرضی خطوکتابت تک گھڑلی ہے۔ یہ ساری تگ و دو اس لیے کی جارہی ہے تاکہ علامہ مرحوم ایسے آفاقی اور زندۂ جاوید شاعر کے قلم سے مولانا مدنی کی عزت و ناموس کو بچایا جائے، مگر علمائے اہل سنت بعینہٖ یہی مطالبہ خود علمائے دیوبند سے کرتے ہیں کہ حضورِ حبیبِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ اقدس کے بارے میں یہ گستاخانہ عبارات آپ بھی تو واپس لیجیے، تو یہ حضرات ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

ملتِ اسلامیہ کے ہر ذی شعور فرد حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت کے امیدوار ہر مسلمان اور آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت اور تعلق کو کائنات و مافیہا سے افضل سمجھنے والے ہر کلمہ گو سے ہماری درمندانہ اپیل ہے کہ علمائے دیوبند اور علمائے اہل سنت کا اصولی اختلاف نہ علم غیب کے مسئلے پر ہے اور نہ ہی حاضر و ناظر پر یہ اختلاف نہ گیارہویں شریف کے بارے میں ہے اور نہ دعا بعد جنازہ سے متعلق۔ یہ اصولی اختلاف صرف اور صرف ان گستاخانہ عبارات کے بارے میں ہے جن میں حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی کھلی توہین کی گئی ہے۔ ہم یہ تمام عبارات اصل کتابوں سے فوٹو کاپیوں کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔ آپ میں سے ہر شخص ہر قسم کے تعلقات سے بالاتر ہو کر آج یہ فیصلہ کرے کہ وہ بارگاہِ قدس جس میں گفتگو اور حاضری کے آداب میں قرآن مجید میں یوں تعلیم کیے گئے ہیں:

لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا (الآیہ)

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً (الآیہ)

لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہٗ (الآیہ)

لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی، الخ (الآیہ)

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لایعقلون (الآیہ)

اسی اندازِ گفتگو اور طرزِ تخاطب کے لائق ہے؟ قسم ہے آپ کو پروردگار کی! آپ میں سے کوئی شخص یہ اندازِ گفتگو اپنے استاد، مرشد، والد یا کسی دوسرے لائقِ احترام بزرگ کے ساتھ اپنانے کی جرأت کرے گا؟ یہاں آپ یہ نہ دیکھیں کہ بات کس نے کہی ہے، یہ دیکھیں کہ اس نے کیا کہا ہے۔ دنیا و آخرت میں اگر کوئی تعلق اور نسبت کام آسکتی ہے، تو وہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت ہے۔ آپ ہر شخصیت کو اسی مرکزِ ثقل اور کعبۂ انجذاب سے تعلق کی کسوٹی پر پرکھیں۔

فاروقی

Marfat.com

علمائے دیوبند اور تمام اہل اسلام کے متفقہ اصول وضوابط جن کی بناء پر کفر کا فتوے دیا جائے گا

۱۔ انبیاء کی توہین اور ضروریاتِ دین کا انکار کفر ہے۔[۱]

۲۔ عابد، زاہد، محدث، مفسر اور مبلغ اسلام ہونے کے باوجود بھی انبیاء کی توہین کرنے والا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم النبیین بمعنی آخری نبی کا انکار یا اس معنی کو غلط کہنے والا کافر اور مرتد ہے۔[۲]

۳۔ ضروریاتِ دین کے انکار کرنے والے اور انبیاء کی توہین کرنے والے کو کافر نہ کہنا اور احتیاط کرنا خود کفر ہے۔ مسلمان خوب سمجھ لیں اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں، حالانکہ احتیاط یہی ہے کہ منکر ضروریاتِ دین اور انبیاء کی توہین کرنے والے منافقین کو کافر کہا جائے، ورنہ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے منافقین سب کچھ فرائض وواجبات ادا نہ کرتے تھے اور کیا وہ اہلِ قبلہ نہ تھے۔ بس حکم یہی ہے کہ ایسے لوگوں کو کافر کہا جائے آسمان ٹلے زمین ٹلے یہ حکم نہیں ٹل سکتا۔[۳]

۴۔ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو، بچوں، چار پایوں، پاگلوں (مجانین) کے علم کے برابر یا اس جیسا کہے وہ کافر ہے، مرتد ہے، ملعون ہے اور جو اسے کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔[۴]

۵۔ جو شخص شیطان کے علم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زائد کہے، وہ کافر ہے، مرتد ہے، ملعون ہے، جو اسے کافر نہ کہے، وہ خود کافر ہے۔[۵]

۶۔ جو شخص ایک دفعہ خاتم النبیین بمعنی آخری نبی کا انکار کر دے یا اس کو غلط قرار دے، اس کے بعد وہ ختم النبوۃ کا اقرار بھی کر دے، تو جب تک وہ اس کفر سے توبہ کا اعلان نہ کرے یا اس کی توبہ ثابت نہ ہو جائے، اس وقت تک اس کے اقرار ختم النبوۃ کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔[۶]

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین موجب کفر ہے، صریح توہین تو درکنار اگر کوئی شخص ایسے کلمات بھی کہے گا جو کہ موہم توہین ہوں گے (جن سے سننے والے کو توہین کا وہم پیدا ہو) تو وہ بھی کفر کا سبب ہوگا۔[۷]

---

[۱] اشد العذاب ص ۴، مصنفہ مولوی مرتضیٰ حسن، ناظم دار العلوم دیوبند۔ مطبوعہ

[۲] " " ص ۹ " " " " "

[۳] " " ص ۹-۱۰ " " " " "

[۴] " " ص ۱۲-۱۴ " " " " " ایضاً المہند علی المفند ص ۳۰

[۵] " " ص ۱۲-۱۴ " " " " " " " " ص ۲۵ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

[۶] " " ص ۱۵ " " " " "

[۷] مکتوبات شیخ الاسلام جلد دوم، ص ۱۲۵ مکتوبات مولانا حسین احمد مدنی "

Marfat.com

۸۔ جو شخص یہ کہے کہ کسی غیر نبی پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت اتنی ہے جیسی بڑے بھائی کی چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے۔ ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ [۱]

فتویٰ کفر اور تکفیر (کسی کو کافر قرار دینے) کی شرعی حیثیت

اگر کسی شخص کو کافر قرار دیا جائے، تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جانے کے سبب تمام اسلامی، بلکہ انسانی حقوق ومراعات سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس کی جان، مال اور عزت کا تحفظ ختم ہو جاتا ہے اور تمام مسلمانوں بلکہ انسانوں سے اس کے ہر قسم کے تعلقات موقوف، قرار پاتے ہیں۔ اس موقعہ پر اس سے علانیہ توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اگر وہ توبہ کر کے رجوع کرتے ہوئے دوبارہ اسلام قبول کر لے، تو فبہا، ورنہ مسلمان حاکم اس کو قتل کرنے کا حکم نافذ کرے گا اور قتل کے بعد اس کو بے گور وکفن گھسیٹتے ہوئے کسی کھڈ میں ڈال کر مٹی میں دبا دیا جائے گا۔ اور اگر کسی طرح وہ قتل سے بچ نکلے یا مسلمانوں کو اس کے قتل پر قدرت نہ ہو سکے، تو پھر اس کے رشتہ دار، برادری، بیوی اور بچے اور تمام انسانوں پر پابندی ہوگی کہ وہ اللہ اور رسول کے اس باغی اور دشمن سے ہر قسم کے تعلقاتِ قلبی وجسمانی اور لین دین، بول چال، کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا سب ختم کر کے مکمل بائیکاٹ کریں اور جو شخص اس بائیکاٹ کو لازم نہ سمجھے، تو وہ بھی اللہ اور رسول کا باغی قرار پائے گا۔

اور اگر کسی طرح فتویٰ کفر جاری کرنے والے کو یہ احساس ہو جائے کہ میرا فتویٰ غلط ہے، تو اب اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ کر کے اپنی غلطی اور توبہ کا اعلان کرے، کیونکہ کسی کو مسلمان سمجھتے ہوئے اسے کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

(فتح القدیر، شرح ہدایہ ودیگر کتب فتاویٰ)

تابش

---

[۱] المہند علی المفند ص ۲۳ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

Marfat.com

پردہ

اُٹھتا ہے

آئندہ صفحات میں علماء دیوبند کی ان گستاخانہ عبارات کا عکس پیش کیا جا رہا ہے، جن پر عرب و عجم کے علماء نے فتوائے کفر صادر کیا ہے۔ ان عبارات سے پہلے دارالعلوم دیوبند کے ناظمِ تعلیمات مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری کے فتاویٰ ملاحظہ ہوں۔ اشدالعذاب کے متعلقہ صفحات کا عکس آئندہ دیا جا رہا ہے۔ صہ ۱۸ تلکہ

Marfat.com

اشد العذاب، مصنفہ مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند

ص، ۴ - توہینِ انبیاء، انکارِ ختمِ نبوت، دعویٰ نبوت، انکارِ ضروریاتِ دین (مرزا کے چار کفر) (یہ اعتراف ہے کہ توہینِ نبی مطلقاً کفر، انکارِ ختمِ نبوت بھی مستقل کفر)

ص، ۵ - عابد، زاہد، مبلغ اسلام ہونے کے باوجود بھی انبیاء کی توہین کرنے والا، ختمِ نبوت بمعنی آخر الانبیاء کا انکار کرنے والا، خدا تعالیٰ کو جھوٹا کہنے والا، مسلمانوں کے نزدیک کافر و مرتد ہے۔

ص، ۹ - ضروریاتِ دین کا انکار کرنے، انبیاء کی توہین کرنے، پرکسی کو کافر نہ کہنا اور احتیاط کرنا خود کفر ہے۔

ص، ۹ - مسلمان خوب سمجھ لیں کہ اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں، حالانکہ احتیاط یہی ہے کہ منکر ضروریاتِ دین کو کافر کہا جائے، ورنہ کیا منافقین سب کچھ فرائض و واجبات ادا نہ کرتے تھے۔

ص، ۱۰ - منافقین بھی اہل قبلہ تھے، مسیلمہ کذاب بھی اہل قبلہ تھا، ورنہ پھر دیانند سرستی اور گاندھی جی نے کیا قصور کیا؟ بس حکم یہی ہے مسئلہ یہی ہے آسمان ٹلے زمین ٹلے، یہ حکم نہیں ٹل سکتا، چاہے کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے حکم سنا دیا ہے۔ تمہارا نفع اسی میں ہے کہ منافقین کو کافر و مرتد کہا جائے اللہ کا یہ حکم نہیں چھپایا جا سکتا۔

ص، ۱۱ - یہ عذر کہ علماء ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں، چنانچہ علماء دیوبند کو بھی علماء بریلی کافر کہتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے: بعض علماء دیوبند کو خان بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خاتم النبیین نہیں جانتے۔ چوپائے مجانین کے علم کو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے برابر کہتے ہیں شیطان کے علم کو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے علم سے زائد کہتے ہیں، لہٰذا وہ کافر ہیں۔ تمام علماء دیوبند فرماتے ہیں کہ خاں صاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے جو ایسا کہے وہ کافر ہے مرتد ہے، ملعون ہے۔ لاؤ ہم بھی تمہارے فتوے پر دستخط کرتے ہیں، ایسے مرتدوں کو جو کافر نہ کہے، وہ خود کافر ہے، یہ عقائد بے شک کفریہ ہیں۔

Marfat.com

ص ۱۲۔ اصل بات یہ عرض کرنی تھی کہ بریلوی تکفیر اور علماء اسلام کا مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر کہنا اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا، تو خان صاحب پر ان علماء کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔

ص ۱۴۔ جو رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی تنقیص شان کرے اور آپ کے علم سے شیطان کے علم کو زیادہ بتائے اور آپ کے علم کو مجانین و صبیان کے علم کے برابر کہے، کافر ہے، مرتد ہے، ملعون ہے۔

ص ۱۵۔ مرزا صاحب کی عبارات میں ختم نبوت کا اقرار ہے، عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم ہے۔ غرضیکہ تمام ایمان مجمل اور مفصل ازبر ہے، مگر جب تک توبہ نہ دکھائیں، توبہ نہ کریں، اس وقت تک اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

۸۷
۹۵

غالباً یہ سنہ ۱۹۳۵ء کا واقعہ ہے جلسہ [illegible] منعقد [illegible]
[illegible] کیا گیا تھا حضرت حجۃ الاسلام قبلہ قدس سرہ [illegible]
[illegible] تشریف لے گئے تھے [illegible] وغیرہ
[illegible] کیا گیا لیکن باوجود [illegible]
[illegible] حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ [illegible]
[illegible]
تذکرہ [illegible] دیوبندی [illegible] کی گستاخانہ عبارتیں [illegible] سامنے
[illegible] نے بے ساختہ کہا کہ [illegible] ایسی عبارات گستاخانہ ہیں
ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا [illegible] تو آسمان ٹوٹ پڑ جانا چاہیے

تقدس علی خاں [illegible]
[illegible]

عکس مکتوب حضرت مولانا تقدس علی خاں مدظلہ

Marfat.com

علمائے دیوبند جواب دیں

عرب وعجم کے علمائے اہل سنت نے علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات، کلمات اور مقالات پر کفر کا فتوٰے دیا ہے خود علمائے دیوبند بھی ایسی عبارات اور ایسے کلمات کے بارے میں کفر کا فتوٰے دے چکے ہیں۔ ان فتووں کا حاصل یہ ہے کہ جو ایسا کہے وہ کافر ہے یعنی ان فتووں کا تعلق الفاظ سے ہے عقیدہ اور نیت سے نہیں ہے۔

علماء دیوبند اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے پورا زور اس پر صرف کر دیتے ہیں کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ علمائے عرب نے جب پوچھا کہ تم نے یہ باتیں کہی ہیں؟ تو ان کے جواب میں بھی یہی لکھا کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ حالانکہ جب فتوائے کفر کا تعلق لفظوں سے ہو اور سوال بھی یہ کیا جائے کہ یہ لفظ تم نے کہے ہیں یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہونا چاہئے تھا کہ یہ گستاخانہ الفاظ ہم نے نہیں کہے، مگر وہ ایسا نہیں کہتے کیونکہ یہ الفاظ ان کی کتابوں میں چھپے ہوئے موجود ہیں اور پیش نظر کتاب دعوتِ فکر میں بھی ان کا عکس موجود ہے لوگوں کو مغالطہ دینے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ عقیدے کا تعلق دل سے ہے اور دل کو چیر کر کون دیکھ سکے گا۔

علماء دیوبند سے استفسار

۱۔ جو شخص عقیدہ رکھے بغیر گستاخانہ عبارات و کلمات کہتا ہے علمائے عرب و عجم کے ارشادات "الشہاب الثاقب، اشد العذاب اور المہند کی روشنی میں اس کا کیا حکم ہے؟

۲۔ وہ گستاخانہ عبارات، مقالات اور کلمات جن پر عرب و عجم کے علمائے نے کفر کا فتوٰے دیا ہے علماء دیوبند نے کسی کتاب میں لکھے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں لکھے تو آئندہ صفحات میں جن کتابوں کے عکس دیئے جا رہے ہیں وہ کتابیں کس کی تصنیفات ہیں؟ کس نے شائع کی ہیں؟ اور آپ کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟

Marfat.com

تحذیر الناس، مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند

مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند، ص ۲-۳-۱۴-۲۴ کا عکس

خط کشیدہ عبارت ص۲ کی ابتدا میں بتایا: "عوام کے خیال میں خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے، مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ زمانہ کے تقدم یا تأخر میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔" اس بات کو بنیاد قرار دے کر آیہ مبارکہ مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۝ پر بحث کرتے ہوئے لکھا کہ اس آیت کو تأخر زمانی کے معنی میں لیا جائے، تو یہ آیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح نہیں ہوسکتی۔ چونکہ یہ آیت مقام مدح میں واقع ہے، اس لیے خاتم بمعنی آخری نبی نہیں ہوسکتا۔

پھر اس پر مزید اضافہ کیا، اگر خاتم النبیین کا معنی آخری نبی مان لیا جائے، تو اس سے تین خرابیاں لازم آئیں گی؛

اول یہ کہ اللہ تعالیٰ پر زیادہ گوئی کا وہم ہوگا (نعوذ باللہ) کیونکہ جب خاتم النبیین کا معنی آخری نبی مان لیا گیا، تو یہ آیتِ کریمہ مدح نہ ہوگی اور لفظ خاتم اوصافِ نبوت میں سے نہ ہوگا، بلکہ قد و قامت اور شکل و رنگ کی طرح ایسا وصف ہوگا جس کو نبوت اور اس کے فضائل میں دخل نہ ہوگا۔

دوسری خرابی یہ لازم آئے گی کہ اس سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب نقصانِ قدر کا احتمال ہوگا، کیونکہ خاتم النبیین کا معنی اگر آخری نبی مان لیا گیا، تو اب یہ وصف مدح اور کمال نہ رہے گا، جبکہ ایسے اوصاف جن میں مدح و کمال نہ ہو ایسے ویسے لوگوں کے لیے بیان کیے جاتے ہیں۔

تیسری خرابی کو یوں بیان کیا اگر اس آیتِ قرآنی میں اس دین کے آخری ہونے کو بیان کرنا مان لیا جائے جو اگرچہ قابلِ لحاظ ہوسکتا ہے، مگر اس صورت میں قرآنی آیت کے دونوں جملوں مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں بے ربطی پیدا ہوجائے گی جو کہ اللہ تعالیٰ کے معجز کلام میں متصور نہیں ہوسکتی۔

Marfat.com

ان تین مفروضہ دلائل سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی (تاخر زمانی) درست نہیں ہے۔ لکھا کہ یہاں خاتم النبیین کی خاتمیت کی بنیاد اور بات پر ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں خاتم کا معنی بالذات (بلا واسطہ) نبی کے ہیں، یعنی حضور علیہ السلام بالذات نبی ہیں اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام بالعرض (بالواسطہ) نبی ہیں۔

پھر ص ۱۳ اور ۲۴ کی عبارت میں اس بات کی تصریح کر دی ہے "آپ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تب بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

بعض لوگ یہاں پر لفظ "فرض" کا سہارا لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ بات فرض کی گئی ہے، جبکہ فرض تو محال کو بھی کیا جاسکتا ہے، حالانکہ وہ چشم پوشی سے کام لیتے ہیں، کیونکہ فرض اگرچہ محال کو بھی کیا جاسکتا ہے، مگر محال کے فرض کرنے پر فساد اور بطلان لازم آیا کرتا ہے۔ محال کے فرض کو امکان یا صحت لازم نہیں آتی، جبکہ یہاں بعد میں پیدا ہونے والے نبی کو فرض کرنے پر کہا گیا ہے کہ کوئی خرابی لازم نہیں آتی، کیونکہ خاتمیت میں فرق نہیں آتا۔

نیز یہاں فرض تقدیری نہیں ہے، بلکہ فرض تجویزی ہے، اسی لیے انہوں نے فرض کے ساتھ لفظ تجویز بھی استعمال کیا ہے۔ غرضیکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی ہونے کو عوام کا خیال کہنا (جبکہ یہی معنی قطعی ہے اور اسی پر اجماع صحابہ اور اجماع امت ہے)

پھر واضح طور پر تاخر زمانی کے لحاظ سے آخری نبی کے معنی کو تین طرح سے نادرست ثابت کرنا اور ساتھ ہی یہ تصریح کرنا کہ خاتم النبیین کا معنی بالذات نبی کے ہیں اور اس پر صراحۃً بار بار یہ کہہ دینا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یا آپ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے، تو خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

یہی وہ عبارات ہیں، جن کی بنیاد پر قادیانی مرزا نے اپنی نبوت کی عمارت قائم کر لی۔

تابش

Marfat.com

إِنَّهُ هُوَ الْحَلِيمُ الْخَبِيرُ

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ مؤلفہ جناب مولینا محمد قاسم صاحب نانوتوی
مزیل التباس ور موضع اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ

تحذیر الناس

۱۳۵۵ھ

باہتمام

احقر محمد علی مالک کتبخانہ امدادیہ دیوبند نے

بمبئی جوب برقی پریس دہلی سے طبع کرا کر

کتبخانہ امدادیہ دیوبند سے شائع کیا

یہ رسالہ و نیز ہر قسم کی اسلامی درسی و غیر درسی کتب نہایت ہی ارزاں قیمت پر ہم سے طلب کریں
کتب خانہ امدادیہ دیوبند

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ زید نے بہ تتبع ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی دربارۂ قول ابن عباسؓ جو در منثور وغیرہ میں ہے ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراھیم کابراھیمکم وعیسیٰ کعیساکم ونبی کنبیکم کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں اور ہر طبقے میں مخلوق الٰہی ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقے میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہیں اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ خاتم مماثل آنحضرت صلعم کے ہوں اسلئے کہ اولاد آدم جس کا ذکر ولقد کرمنا بنی آدم میں ہے اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقے کے آدم کی اولاد ہے بالاجماع اور ہمارے حضرت صلعم سب اولاد آدم سے افضل ہیں تو بلاشبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں آپکے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے انتہی اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہوگا تو میں اسی کو مان لوں گا میرا اصرار اس تحریر پر نہیں بس علماء شرع سے استفسار یہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو متحمل ہیں یا نہیں اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت وجماعت سے ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنے خاتم النبیینؐ معلوم

ؐ یعنی آیۂ کریمہ میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اول اس کے معنے سمجھنے چاہئیں ۱۲

Marfat.com

کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام[1] کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا
بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر
روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ
وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح
میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح
ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسیکو یہ بات گوارا نہوگی کہ اس میں ایک تو خدا
کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و
نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جنکو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اسکو
ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ
اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے
ہیں اعتبار نہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لئے سد باب اتباع
مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوی کرکے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے
پر جملہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ اور جملہ وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ میں کیا تناسب
تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور
ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور
ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے بلکہ بنار خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور
سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہوجاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہوجاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف
بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جسکا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا
لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو لیجئے زمین
و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری
غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی بایں ہمہ یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جسکا تم کہو
وہی موصوف بالذات ہوگا اور اس کا نور ذاتی ہوگا کسی اور سے مکتسب اور کسی اور کا فیض نہوگا
الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہوجاتا ہے چنانچہ خدا کے لئے کسی اور
خدا کے نہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی یعنے بالعرض

[1] یعنی عوام کا خیال تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقط اس معنی کر خاتم النبیین ہیں کہ آپ سب آخری — یعنی یہ عوام کا خیال

Marfat.com

ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس وصف میں کسی کیطرف محتاج نہونا اس میں انبیاء گذشتہ ہوں یا کوئی اور اسی طرح اگر فرض کیجئے آپکے زمانہ میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلہ نبوت بہر طور آپ پر ختم ہوگا اور کیوں نہ ہو عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جب علم ممکن البشر ہی ختم ہو لیا تو پھر سلسلہ علم و عمل کیا چلے غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہوگا بلکہ اگر بالفرض آپکے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے مگر جیسے اطلاق خاتم النبیین اسبات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کچھ تاویل نہ کیجئے اور علے العموم تمام انبیاء کا خاتم کہئے اسی طرح اطلاق لفظ مثلہن جو آیہ اللہ الذی خلق سبع، سمٰوات ومن الارض مثلہن یتنزل الامر بینہن ...... میں واقع ہے اس بات کو مقتضی ہے کہ سوا تبائن ذاتی ارض وسما جو لفظ سمٰوات اور لفظ ارض سے مفہوم ہے اور ان، دونوں لفظوں کا ذکر کرنا اس باب میں بمنزلہ استثنا رہے اور نیز علاوہ اس تبائن کے جو بوجہ اختلاف لوازم ذاتی یا اختلاف مناسبات ذاتی خواہ منجملہ لوازم وجود ہوں یا مفارق بین السماء والارض متصور ہے اور بالالتزام مستثنےٰ ہے بجمیع الوجوہ بین السماء والارض مماثلت ہونی چاہیے سو اس میں سے مماثلت فی العدد اور مماثلت فی البعد اور فوق و تحت ہونے میں مماثلت تو اسی حدیث مرفوع سے معلوم ہوتی ہے جس سے تحقق سبع ارضین معلوم ہوا ہے اور صاحب مشکوٰۃ نے بحوالہ امام ترمذی اور امام احمد باب بدء الخلق میں اس کو روایت کیا ہے اور ترمذی میں کتاب التفسیر میں سورۂ حدید کی، تفسیر میں روایت کیا ہے وہ حدیث یہ ہے۔ وعن ابیہریرۃ قال بینما نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس واصحابہ اذا اتی علیہم سحاب فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل تدرون ما ہذا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ہذہ العنان ہذہ روایات الارض یسوقہا اللہ الے قوم لایشکرونہ ولایدعونہ ثم قال ہل تدرون ما فوقکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فانہا الرقیع سقف محفوظ وموج مکفوف ثم قال ہل تدرون ما بینکم وبینہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال بینکم وبینہا خمسمائۃ عام ثم قال ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال سماءان بعد ما بینہما خمسمائۃ سنۃ ثم قال ذلک حتے عد سبع سمٰوات ما بین کل سمائین ما بین سماء الارض ثم قال ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان فوق ذلک العرش وبینہ وبین السماء بعد ما بین السمائین ثم قال ہل

Marfat.com

اب اتنا ہی اقرار کریں بلکہ اس سے بھی بڑھکر انکار میں تو تکذیب رسول اللہ صلعم کا کھٹکا بھی تھا اقرار میں تو کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات زمینوں کی جگہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسیطرح اور زمینیں تسلیم کریں تو میں ذمہ کش ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھ وقعت نہو گی نہ کسی آیتہ کا تعارض نہ کسی حدیث سے معارضہ رہا۔ آخر معلوم اس میں سات سے زیادہ کی نفی نہیں سو جب انکار اثر مذکور میں باوجود تصحیح ائمہ حدیث یہ جرأت ہے تو اقرار اراضی زائدہ از سبع میں تو کچھ ڈر ہی نہیں علاوہ بریں بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور میں قدر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ افزایش نہیں ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر آباد ہوا اور اس کا ایک شخص حاکم ہو یا سب میں افضل تو بعد اسکے کہ اس شہر کی برابر دوسرا ویسا ہی شہر آباد کیا جاوے اور اس میں بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی اور اس کے حاکم کی حکومت یا اس کے فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کی حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائیگی اور اگر درصورت تسلیم اور چھ زمینوں کے وہاں کے آدم و نوح وغیرہم علیہم السلام یہاں کے آدم و نوح علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ سابق میں ہوں تو باوجود مماثلت کلی بھی آپ کی خاتمیت زمانے سے انکار نہو سکے گا جو دہاں کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مساوات میں کچھ حجت کیجئے ہاں اگر خاتمیت بمعنے اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیار کی افراد خارجی ہی پر آپکی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت خاتمیۃ ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائیگہ یہ اثر شاذ بمعنی مخالف روایۃ ثقات ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا ہو گا کہ حسب زعم منکران اثر اس اثر میں کوئی علت غامضہ بھی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے کیونکہ اول تو امام بیہقی کا اس اثر کی نسبت صحیح لکھنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی علت غامضہ خفیہ قادحہ فی الصحۃ نہیں دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے اور علت تھی تب بھی تھی اگر اور کوئی آیت یا حدیث ایسی ہی ہوتی جس سے سات سے کم زیادہ زمینوں کا ہونا یا انبیاء کا کم و بیش ہونا یا نہونا ثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ وجہ شذوذ یہ ہے مگر جتک

Marfat.com

حفظ الایمان، مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی مطبوعہ دیوبند صفحہ ۸ کا عکس

آئندہ صفحات میں مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب "حفظ الایمان" کے صفحہ ۸ کا فوٹو ہے، جس میں انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے متعلق بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم غیب بالواسطہ کل ہوگا یا بعض، کل تو عقلاً محال ہے اور اگر بعض ہے تو ایسا علم ہر صبی (بچے) مجنون (پاگل) حیوانات اور بہائم (چوپائیوں) کو بھی حاصل ہے، اس میں حضور علیہ السلام ہی کی کیا تخصیص ہے؟"

ظاہر ہے کہ جب کل علم محال ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بعض علم کا ثابت ہونا تسلیم ہے، مگر سوال یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بعض علوم مان کر ان علوم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پاگلوں، بچوں، حیوانوں اور چوپائیوں کے ساتھ تشبیہ دینا کس مسلمان کو برداشت ہو سکتا ہے۔

جبکہ کوئی غیرت مند انسان اپنے باپ جیسے بزرگوں کے لیے مادی جسم کے لحاظ سے بھی حیوانوں اور چوپائیوں کے ساتھ تشبیہ کو گوارا نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ان کے روحانی کمال میں یہ تشبیہ گوارا کر لی جائے۔

جبکہ عرف اور محاورہ میں کسی معزز شخصیت کو حقیر چیزوں کے ساتھ اشتراک کے طور پر ذکر کرنا، معزز شخصیت کی توہین قرار پاتی ہے۔ چنانچہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مجلس میں جب یہ ذکر ہوا کہ نمازی کے آگے سے کتے، گدھے اور عورت کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، تو حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا،

"تم نے ہمیں (عورتوں کو) کتے اور گدھے کے مشابہ کر دیا، تم نے ہمیں کتے اور گدھے کے مساوی کر دیا۔"
(مسلم شریف ص ۲۱۸ جلد ۱)

اس واقعہ میں صرف جنس عورت کا ذکر کتے اور گدھے کے ساتھ کیا گیا ہے، جبکہ کسی معزز شخصیت کا ذکر تو کیا، کسی شخص کا بھی ذکر نہیں ہے، مگر باوجود اس کے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس انداز بیان کو عورتوں کی توہین قرار دیا۔

تابش

Marfat.com

ہر قسم کی کتب تصانیف علمائے دیوبند خریدتے وقت مولوی سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند کو یاد رکھئے

اللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ

حفظ الایمان

مع

بسط البنان

مصنفہ

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ

جسکو

مولوی سید احمد مالک کتب خانہ اعزازیہ دیوبند نے

باہتمام خاص اپنے

کتبخانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور سے شائع کیا

ہر قسم کی درسی و غیر درسی کتب قرآن مجید ملنے کا پتہ مولوی سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ
حمائل مترجم و غیر مترجم قاعدے سیپارے

Marfat.com

۸

بیان خاصیت دلیل جواز نہیں - فافہم ولاتزل واللہ اعلم فقط

جواب سوال سوم - مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے ادراک کے لئے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو اسی بنا پر لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ اور ولو کنت اعلم الغیب وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا قرآن مجید میں لفظ راعنا کی ممانعت اور حدیث مسلم میں عبدی و امتی و ربی کہنے سے نہی - اسی وجہ سے وارد ہے اس لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا اور اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہا بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا ناجائز نہ ہوگا کیونکہ آپ ایجاد و بقائے عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا اور جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل و علا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم غیب بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کر کے کوئی کہتا پھرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حق تعالیٰ شانہ عالم الغیب نہیں (نعوذ باللہ منہ) تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عاقل متدین اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے اس بنا پر تو بانوا فقیروں کی تمام تر بیہودہ صدائیں بھی خلاف شرع نہ ہوں گی تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا کہ جب چاہا بنا لیا جب چاہا مٹا دیا پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے - پھر اگر زید اس کا التزام کر لے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے دلائل نقلیہ بیشمار ہیں خود قرآن مجید میں آپ

Marfat.com

براہینِ قاطعہ : مصنفہ، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی
مصدقہ، مولوی رشید احمد گنگوہی

خط کشیدہ عبارت : صفحہ ۵۵، جس میں پہلی عبارت :

"شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔"

اس عبارت میں شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "مجھے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔" (معاذاللہ)

حالانکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس من گھڑت روایت کو نقل کر کے اس کا رد کیا ہے اور آخر میں "اصلے ندارد" فرمایا ہے کہ اس روایت کا کوئی ثبوت اور اصل نہیں، دیکھئے کتاب مدارج النبوۃ جلد ۱ ص ۷ :

"جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے ندارد۔"

حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ کے آخری جملہ "اصلی ندارد" کو چھوڑ دیا اور مردود روایت کو حضرت شیخ کی طرف منسوب کر دیا ہے (مدارج النبوت کے متعلقہ صفحہ کا عکس ملاحظہ ہو ص ۵۲)

خط کشیدہ دوسری عبارت میں ہے :

"شیطان سے افضل ہو کر اعلم من الشیطان ہو گا، معاذاللہ!"

اس عبارت میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اپنے مخالف مؤلف "انوار الساطعہ" کا رد کرتے ہوئے اس پر الزام دے رہے ہیں کہ مؤلف اپنے زعم میں بڑا اکمل الایمان ہے، تو شیطان سے ضرور افضل ہو کر شیطان سے علم میں بڑا اور اعلم من الشیطان ہو گا۔ انبیٹھوی صاحب نے شیطان سے افضل و اعلم ہونے کو گناہ سمجھتے ہوئے ساتھ ہی معاذاللہ کہہ دیا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کسی کا شیطان سے افضل و اعلم ہونا مولوی صاحب کو گوارا نہیں۔ اسی لیے انہوں نے اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسعتِ علم کی نفی کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کو تمام روئے زمین کا علم ہے اور یہ نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے۔ لہٰذا شیطان اور ملک الموت کے لیے ایسا علم جو محیط روئے زمین ہو، ماننا ضروری ہے۔

اور پھر کہا کہ شیطان اور ملک الموت کے اس حال پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیاس نہ کیا جائے، کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے وسعتِ علم پر کوئی نص نہیں ہے، لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ایسا علم

Marfat.com

ماننا شرک ہے۔

اس بحث سے قطع نظر کہ شیطان کے لیے علم محیط رُوئے زمین کے اثبات پر کونسی نص قطعی ہے اور یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے یہی وسعتِ علمی شرک اور کفر کیسے ہوگی جبکہ شیطان کے لیے یہی وسعتِ علمی ثابت ہو۔ ہمارا سوال صرف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلے میں شیطان کا ذکر کرنا اور پھر علمی کمال میں شیطان کو بڑھانا اور اس کے مقابلے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کمال میں نیچا دکھانا کیا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بے ادبی ہے یا نہیں ؟

اس سے قبل براہینِ قاطعہ کے ص ۶ کا عکس ملاحظہ ہو۔ خط کشیدہ عبارت جس میں انہوں نے اللہ تعالےٰ کے لیئے امکان کذب کا قول کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ خلف وعید امکان کذب ہے۔ حالانکہ قیامت میں خلف وعید بالفعل متحقق ہے۔ جس سے ان کے نزدیک کذب بالفعل متحقق ہونا ثابت ہے۔

حالانکہ اللہ تعالےٰ سے بالفعل کذب کا صدور ماننا کفر ہے۔

نوٹ :- براہین قاطعہ کے ص ۶ - ۵۵ کے عکس میں یہ خیال رہے کہ صفحہ میں درمیانی خط کے نیچے براہینِ قاطعہ ہے۔ اور اوپر انوارِ ساطعہ۔

تابش

Marfat.com

یٰاَیُّہَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْہَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ

اے لوگو! تحقیق آئی تمہارے پاس حجت تمہارے رب کی طرف سے

الحمد للہ العلی الاعلیٰ کہ کتاب لاجواب ماحی رسوم وبدعات
دافع اوہام وظلمات مجلّی نجم لامعہ موشّی بدلائل نافعہ اعنی

البراہین القاطعۃ
۱۳۸۲ھ

علی

ظلام الانوار الساطعۃ

الملقب

بالدلائل الواضحۃ

علی

کراہۃ المروج من المولد والفاتحۃ
۱۹۶۲ء

بامر حضرت بقیۃ السلف حجۃ الخلف راس الفقہاء والمحدثین تاج العلماء الکاملین جناب مولٰنا
رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ

باہتمام۔ مختار علی ابن محمد علی

کتب خانہ امدادیہ دیوبند یوپی انڈیا

Marfat.com

لاکھوں کروڑوں درود اس امام رسل کی روح پرفتوح پر جسکے فیض تعلیم وہدایت سے ہر زندہ دل اپنے مردگانِ غمناک کی ارواح کو فاتحہ و درود سے راحت رساں ہے ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف الرحیم

امابعد: اہلِ اسلام کو اپنی اس حالتِ نازک پر رونا چاہیئے کہ اسلام[1] ایک گلِ پژمردہ کی طرح سموم[2] اختلافات بیجا سے آناً فاناً کمہلایا جاتا ہے، اور عناد و فساد ایک تندبادِ شدید ظلمانی کی طرح ہر طرف سے اٹھا چلا آتا ہے نہ زبانیں سچی نہ سینے صاف ہیکڑوں مفسد[3] ہزاروں اختلاف کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عزاسمہ جس کی شان عالی یہ ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کون ہے کرکے ممدح کرکے داد چاہتا ہے اور یہ فہم و دانش و علم چند جہلا کی تحسین پر اپنے جامہ میں نہیں سماتا چنانچہ خود تحریر رسالہ گواہ اس دعوے کی ہے لہذا خوب روشن ہوگیا اور مثل آفتاب نیمروز کے واضح ہوا کہ مؤلف اس کا مولوی عبدالسمیع رام پوری ہے جو میرٹھ میں بر مکان شیخ الٰہی بخش مرحوم رہتا ہے کہ اس نے ابتدائے طفلی سے رسائل مبتدعین[4] کو جمع کرکے یہ ملکہ واہیہ بہم پہنچایا، اور باوجودیکہ خدمت جناب مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری اور مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری اور مولوی شیخ محمد صاحب تھانوی .... اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہم میں بہ بضاعۃ مزجاۃ علم بے فہم کی حاصل کی تھی ان کو بھی مع علمائے متقدم و متاخر کے نشانِ سہام طعن و شتم بنایا، اس وجہ سے زیادہ تر موجب ملال تعجب کا ہوا، چونکہ جہلائے ضلال اس کتاب پر ناز کرتے ہیں اور خود مؤلف بھی اس تارِ عنکبوت[5] کو حصن حصین[6] تصور کرتا ہے اس کی حقیقت جہل کو کشف[7] کو ضروری جانا تاکہ مؤلف کو مبلغ اپنے علم و فہم کا واضح ہوجاوے اور ہر ناظر پر کیفیت مؤلف کی اور استعداد و لیاقت اس کی ہویدا ہوجاوے، اور اس رد انوار ساطعہ کا نام البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ ...... رکھا گیا اور اس رد میں لفظ مؤلف سے مراد مولوی عبدالسمیع رام پوری ہووے گا اور مجیب سے وہ عالم کہ جس کے جواب پر مؤلف نے بحث شروع کی ہے اور اس جواب میں مقاصد مضامین اس رسالہ کا ابطال اور حاصل مراد مؤلف کا قمع کیا گیا ہے اور اس کے الفاظ و عبارت کی اغلاط اور ہفوات و خرافات کا جواب اور سب طعن کا انتقام اور جملہ جملہ کا افساد و ابطال بسبب خوف و طوالت کے ترک کیا گیا ہے، الاماشاء اللہ تعالیٰ پس بغور ملاحظہ طلب ہے کہ مؤلف کے جملہ مطالب کو نیست و نابود اور جمیع قبائح و مفاسد کو باختصار تمام مشائخ و مشہور باذنہ تعالیٰ کر دیا گیا ہے کہ تھوڑی فہم والا بھی اس تالیف و مؤلف کی قدر پر مطلع ہوجاوے گا، واللہ ولی التوفیق و علیہ الاعتماد و بیدہ ازمۃ الحق والتحقیق۔ قولہ کو کہہ رہا ہے کہ جناب باری عزاسمہ الخ اقول، مسئلہ خلفِ وعید قدماء میں مختلف فیہ ہے امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلفِ وعید آیا جائز ہے کہ نہیں چنانچہ در مختار میں ہے ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصا بل جودا وکرما الخ (خلف وعید جائز ہے کہ نہیں ظاہر تو یہ ہے اشاعرہ اس کے قائل ہیں ...... اس وجہ سے کہ وہ اس کو نقص نہیں شمار کرتے بلکہ بخشش اور کرم تصور کرتے ہیں) ایسا ہی دیگر کتب میں لکھا ہے پس اس پر طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اس پر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے ہاں حق تعالیٰ کو اپنی مخلوق کی مثل[9] پیدا کرنے پر قادر نہ ہونا آج تک کسی اہلِ علم نے نہ کیا تھا، جیساکہ اس شیزدہم[10] صدی کے مبتدعین نے کہا ہے اور عجز قادر مطلق کے مقر[11] ہوئے اور ان اللہ علی کل شیئ قدیر کیخلاف عقیدہ ٹھہرایا، اس پر مؤلف کو افسوس اور عبرت نہ ہوئی پس یہ باجرا لائق دید ہے کہ تمام امت کے خلاف حق تعالیٰ کے عجز پر عقیدہ ٹھہرا

[1] اختلاف کی آندھی [2] اہلِ بدعت [3] گالی گلوچ کے تیروں کا نشانہ [4] گمراہ جاہل [5] مکڑی کا جال [6] مضبوط قلعہ [7] ظاہر [8] مقام [9] واضح [10] تیرہویں صدی [11] اقرار کرنے والے

اور آدمی مرتے ہیں ہر جگہ ملک الموت موجود ہے اور مشکوۃ میں ہے کہ ملک الموت وقت موت میت کے سرہانے ہوتا ہے مومن کے بھی اور کافر کے بھی یہ حدیث طویل ہے اور قاضی ثناء اللہ نے تذکرۃ الموتی میں نقل کیا ہے ایک حدیث کو طبرانی اور ابن مندہ نے اس میں یہ بھی ہے کہ ملک الموت نے رسول اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ ایسا کوئی گھر نہیں نیک یا بد آدمیوں کا جسکی طرف مجھ کو توجہ نہ ہو رات اور دن دیکھتا رہتا ہوں اور ہر چھوٹے بڑے کو ایسا پہچانتا ہوں کہ وہ خود بھی اپنے کو اس قدر نہیں پہچانتے، ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہے بھلا ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مقرب ہے، دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے، درمختار کے مسائل نماز میں لکھا ہے کہ شیطان اولاد آدم کے ساتھ دن کو رہتا ہے اور اس کا بیٹا آدمیوں کے ساتھ رات کو رہتا ہے علامہ شامی نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے مگر جس کو اللہ نے بچا لیا بعد اس کے لکھا ہے واقدرہ علی ذلک کما اقدر ملک الموت علی نظیر ذلک یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دیدی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا انتہی کلامہ، اب عالم اجسام محسوسہ میں اس کی مثال سنیئے، کوئی آدمی مشرق سے مغرب تک آبادی دنیا کی سیر کرے جہاں جاوے گا چاند کو موجود پاوے گا اور سورج کو بھی پاوے گا پھر اگرچہ کہے کہ ایک چاند سب جگہ موجود ہے اور ایک سورج سب جگہ موجود تمہارے قاعدہ سے چاہیئے وہ کافر ہو جاوے کہ اس نے چاند کو ہر جگہ موجود کہا حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ نہ وہ مشرک ہے نہ کافر خاصہ مسلمان ہے پس اسی

حضرت خضر کو ملا اس سے زیادہ پر قادر نہ تھے اور حضرت موسیٰ کو باوجود افضلیت کے نہ ملا تو وہ حضرت خضر مفضول کی برابر اس علم مکاشفہ کو پیدا نہ کر سکے پس آفتاب و ماہتاب کو جو اس ہیئت و وسعت نور پر بنایا اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ[۲] سے معلوم ہوا اب اس پر کسی افضل کو قیاس کر کے اس میں بھی مثل یا زائد اس مفضول سے ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں اول تو عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جاویں بلکہ قطعی ہیں قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہٰذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے اور خلاف تمام امت کے ایک قیاس فاسد سے عقیدہ خلق کا اگر فاسد کیا چاہے تو کب قابل التفات ہوگا دوسرے قرآن و حدیث سے اس کے خلاف ثابت ہے پس اس کا خلاف کس طرح قبول ہو سکتا ہے بلکہ یہ سب قول مؤلف کا مردود ہوگا خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم الحدیث اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور مجلس نکاح کا مسئلہ بھی بحر رائق وغیرہ کتب سے لکھا گیا تیسرے اگر افضلیت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان اگرچہ فاسق ہوں اور خود مؤلف بھی شیطان سے افضل ہیں تو مؤلف سب عوام میں بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اس کی برابر علم غیب بزعم خود ثابت کر دیوے اور مؤلف خود اپنے زعم سے بہت بڑا اکمل الایمان ہے تو شیطان سے ضرور افضل ہو کر اعلم من الشیطان ہوگا معاذ اللہ مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب بھی ہوتا ہے اور رنج بھی ہوتا ہے کہ ایسی نالائق بات منہ سے نکالنا کس قدر دور از علم و عقل ہے، الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور خاصہ کی تعریف تہذیب

[۱] جس پر کسی کو فضیلت حاصل ہو [۲] صریح دلائل سے،   [۱] کے شیطان سے بڑا عالم،

Marfat.com

وآنکه بجانب یمین بود در دلالت روزمره است و اکثر نظر آن حضرت صلی الله علیه وآله وسلم ملاحظه بود یعنی نظر کردن بگوشهٔ
چشم که در جانب صدغ است و آنکه در جانب بینی است آن را موق و ماق میگویند و این از غایت حیا و وقار بود و چون التفات
میکرد وی بکلیت است بتمام بر میگشت و بوزدیدن نظر و گردانیدن عنق اکتفا نمود که از عادت سبکساران و متکبران است
و نظر وی در پیش روی و پس پشت یکسان بود و در احادیث صحیحه آمده است که میفرمود یاران می گفت سبقت کنید از من برکوع
و سجود که من می بینم شما را از پیش و پس یکسان پوشیده نیست بر من رکوع و سجود شما و حقیقت این رویت را خدا داند که چگونه بود
و حقیقت تمامهٔ احوال شریف آن حضرت صلی الله علیه وسلم این چنین است که بکنه آن نتوان رسید و دعوی درک آن بکنه حکم
تاویل متشابهات دارد و آنچه بقیاس عقل و نظر علم میتوان گفت برین تفصیل است که این رویت بصری است یا رویت قلبی
و بهر تقدیر مخصوص است بحال صلوة که محل انکشاف تمام و موجب ازدیاد نور است یا عام است تمامهٔ احوال و اوقات
را و اگر رویت بصری است همین چشم است که در سر است یا پروردگار تعالی قادر است که قوت بصریه در هر جزو بدن پیدا آورد
و اداء ابصار آن حضرت بطریق اعجاز مقابله شرط نبود و بعضی گفته اند که درمیان کتفین آن حضرت دو چشم بود مانند سوراخ
سوزن که ابصار می کرد بآن و نمی پوشید آن را جامها یا خود این جماعه منطبع می شد در حایط قبله چنانچه در آئینه پس مشاهده
می کرد افعال ایشان را و این دو سخن غریب است اگر روایت صحیح ثابت آید آمنا و صدقنا و الا محل توقف است و گفته
اند که باسناد صحیح ثابت نشده است و اگر رویت قلبی مراد است پس آن علمیست بطریق وحی و اعلام و کشف و الهام و گفته اند
که جواب آنست که چنانکه قلب شریف آن حضرت را صلی الله علیه وسلم احاطه و وسعتی در درک و علم معقولات داده بودند حواس
لطیف او را نیز احاطه و درک محسوسات بخشیده بودند و جهات سته را در حکم یک جهت گردانیده بودند والله اعلم و این جا اشکال می آرند
که در بعضی روایات آمده است که گفت آن حضرت صلی الله علیه وسلم که من بنده ام نمیدانم آنچه در پس این دیوار است
جوابش آنست که این سخن اصلی ندارد و روایت بدان صحیح نشده است و اگر باشد گوئیم که آن انکشاف مخصوص بحال نماز
است و اگر عام است موقوف باعلام الهی و خلق اوست علم را چنانچه در سائر مغیبات است و دلالت می کند بران حدیثی که
واقع شده است که یکباری ناقهٔ آن حضرت صلی الله علیه وسلم گم شد بعضی منافقان گفتند که محمد خبر از آسمان میدهد و
نمی یابد که ناقهٔ او کجاست چون این سخن منافقان بآن حضرت صلی الله علیه وسلم رسید گفت من بنده ام و نمی دانم مگر آنچه
بدانا ند مرا پروردگار من و تعالی همین گفت که بتحقیق راه نمود مرا پروردگار تعالی بران ناقه که وی در موضع است
چنین و چنین بند شده است مهار وی در درختی پس رفتند آنجا و یافتند و چنانکه خبر داده بود پس آن حضرت صلی الله علیه
وسلم نمی یابد مگر آنچه دریابانید مرا پروردگار تبارک و تعالی خواه در نماز باشد یا در غیر آن فلا اشکال اما سمع شریف وی صلی الله
علیه وسلم در حدیث آمده است که آن حضرت صلی الله علیه وسلم گفت که من می بینم چیزی که نمی بینید شما و می شنوم چیزی که نمی
شنوید شما من می شنوم اطیط آسمان را و اطیط آواز پالان و آواز شکم تهی و آواز شتر که مانند آن را گویند و فرمود سزاوار است آسمان را

مدارج النبوت
ج ۱
ص ۷
کا
عکس

Marfat.com

صراطِ مستقیم فارسی

یعنی

ملفوظات حضرت سید احمد شہید بریلوی قدس اللہ روحہ

۱۲۰۱ھ ——— ۱۲۴۶ھ

جمع و ترتیب

◉ سید محمد اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ
م ۱۲۴۶ ہجری

◉ مولانا عبد الحئ بڈھانوی علیہ الرحمۃ
م ۱۲۴۳ ہجری

المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ ○ لاہور ۲

Marfat.com

صراطِ مستقیم

مرتبہ مولوی اسماعیل دہلوی

(فارسی) مکتبہ سلفیہ لاہور، ص ۸۶
(اُردو) محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۱۲۶

مذکورہ صفحہ میں نشان زدہ عبارت کا مفہوم:

"نماز میں زنا کے وسوسے سے بیوی کے ساتھ مجامعت کے خیال کو بہتر اور حضور علیہ السلام کی طرف توجہ لگانے کو گدھے اور بیل کے خیال میں مستغرق ہو جانے کے مقابلہ میں بدتر قرار دیا گیا ہے"
(نعوذ باللہ من ذالک)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نماز میں خیال آجانا یا نمازی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصور کرنا ایسا معاملہ ہے کہ قرآن پاک یا نماز میں پڑھے جانے والے کلمات کے مفہوم کو سمجھنے والا ذی شعور نمازی اپنی نماز کے دوران، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصور اور خیال سے بچ نہیں سکتا، بلکہ اس کے لیے یہ امر ناممکن ہے کہ عنوان کی تلاوت کرے اور معنون کی طرف خیال نہ جائے، لہٰذا ایسے نمازی پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال کو ترک کرنے کی پابندی، تکلیف مالا یطاق ہے۔

اس کے علاوہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کو فرمایا: "صلّوا کما رأیتمونی اصلی" یعنی نماز کی ادائیگی میں میری ادائیگی کا خیال رکھو۔ اس حدیث میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف خیال کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

اس شرعی اور عقلی حقیقت کے باوجود بحث میں پڑے بغیر ہم جو عرض کرنا چاہتے ہیں، وہ یہ ہے کیا یہ مناسب ہے کہ زنا، مجامعت، بیل اور گدھے جیسی حقیر چیزوں کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا جائے۔

"صراطِ مستقیم" کی زیر بحث عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گدھے اور بیل کے ساتھ نہ صرف ذکر ہے، بلکہ یہاں تو صراحۃً مقابلہ کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال کو گدھے اور بیل کے خیال سے بدتر قرار دیا گیا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

حالانکہ زنا اور بیوی کے ساتھ مجامعت کے خیال کو ذکر کرتے ہوئے یہ احتیاط برتی گئی ہے کہ یہاں ان دونوں کا مقابلہ بہتری میں کیا اور مجامعت کے خیال کو بہتر قرار دیا گیا۔

(صراطِ مستقیم کے فارسی اور اُردو ایڈیشن کے صفحات کا عکس ملاحظہ ہو)

تابش

Marfat.com

مخل نمی شد بلکه آنهم منجمله کملات نماز میگردید زیرا که آن تدبیر از جمله ملهمات حضرت حق در دل ایشان بوده بخلاف کسی که خود متوجه بتدبیر امری از امور دینیه یا دنیویه شود بر هر که آن مقام منکشف میشود میداند که بمقتضای ظُلُماتٌ

بَعْضُها فَوْقَ بَعْضٍ از وسوسهٔ زنا خیال مجامعت زوجه خود بهتر است و صرف همت بسوی شیخ و امثال آن

از معظمین گو جناب رسالتمآب باشند بچندین مرتبه بدتر از استغراق در صورت گاو و خر خود است که خیال آن با تعظیم و اجلال بسویدای دل انسان میچسپد بخلاف خیال گاو و خر که نه آنقدر چسپیدگی می بود و نه تعظیم بلکه مهان و محقر می بود و این تعظیم و اجلال غیر که در نماز ملحوظ و مقصود میشود بشرک میکشد بالجمله منظور بیان تفاوت مراتب وساوس است آنسان را باید که آگاه شد بهیچ عایق از قصد حضوری حق منجم و پس پا نگردد و غرض درین مقام علاج این مخل است بر وضعیکه فهم هر کس و ناکس تا آن رسد پس اگر وسوسه از قبیل قبیح ترین وساوس بود پس خود بالتجای تمام عاجزی کند هر چند هر خیر منوط بفضل الهی است لیکن در بعض خیرها اسباب ظاهری چندان دخل ندارد و حصول آن مربوط بفضل الهی است و پس از همین قبیل است دفع این وساوس و بخدمت شیخ خود عرض نماید زیرا که مرشد از روی آثار این کار است بر تدبیری مفید تر شاید آگاه سازد و دعا خواهد کرد و اگر وسوسه از طرف نفس یا از طرف شیطان سوای وساوس مذکوره است پس علاجش آن است که اگر مثلا در فرض ظهر پیش آمده بعد از فراغ از فرض و سنت در خلوت و تنهائی هم چندانکه وسوسه کرده شانزده رکعت بخواند اگر در تمام رکعات خیالات ممتد مانده بود و اگر در تمام رکعات خیالات نمانده بعض بحضور و خالی از خیالات گزرانیده و بعض آن ملوث بآلودگی خیالات گشته پس مقابل هر رکعات که در آن وسوسه شده چهار رکعت مقرره نموده بحساب آن بگزارد و تدارک نماز عصر بعد مغرب کند و تدارک مغرب بعد آن و علی هذا القیاس عشا و تدارک فجر بعد طلوع آفتاب کند تا نفل نامشروع نشود و چون این کار بر نفس شاق است البته از آن باز خواهد آمد و خود را باز خواهد داشت و چونکه نفس در کاری بند آید شکر الهی بسیار بجا آورد و مدارات نفس مکافات آن بترفیه و آرام دادن و خواهش او بموجب شرع بوی رسانیدن بعمل آرد و اگر تهجد از ملتزم آن بسبب تسویل نفسانی یا شیطانی قضا شود صباح آن روزه دارد و اگر در روزه مخلی از مخلات شرعیه نفس و شیطان روی کار آرند تنبیه آن شب بیداری همه شب که با آن روزه پیوسته است نماید و شیطان چون از شر خود مایوس میشود نفس را شریک خود می سازد تا مدعای او بر آید در تنبیه و تادیب نفس و تعذیب شیطان هم از شرارت باز می ماند بلکه

Marfat.com

مدعا کا ملا دینا مخلص لوگوں کے خلوص کے مخالف ہے اور خود بخود مسائل کا دل میں آجانا۔ اور ارواح اور فرشتوں کا کشف ان فاخرہ خلعتوں میں سے ہے جو حضورِ حق میں مستغرق با اخلاص لوگوں کو نہایت مہربانیوں کی وجہ سے عطا ہوا کرتے ہیں پس یہ ان کے حق میں ایک ایسا کمال ہے کہ نشان نے جو نعمہ پر منعم ہو گیا ہے اور ان کی نماز بھی عبادت ہے کہ اس کا ثمرہ آنکھوں کے سامنے آگیا ہے۔

ہاں حاجتوں کی وہ دعائیں جو باکمال نیازی سے پروردگار بے نیاز کی بارگاہ میں حاجت روائی کے منحصر ہونے کے اعتقاد کے باعث عین نماز میں صادر ہوتی ہیں اسی قبیل سے ہیں یعنی نماز کے لئے کمال ہے گو وہ قلیل حاجتیں معاش ہی کے متعلق ہوں اور اپنی حاجتوں کے بارہ میں نفس کے ساتھ مشورے کرنا قبیح وسوسوں اور نماز کے نقصان میں سے ہے اور جو کچھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نماز میں سامان لشکر کی تدبیر کیا کرتے تھے سو اس قصہ سے مغرور ہو کر اپنی نماز کو تباہ نہ کرنا چاہیئے ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر　　گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

(یعنی پاک لوگوں کے کاموں کو اپنے اوپر قیاس نہ کر دا گرچہ شیر اور شیر (دودھ) لکھنے میں ایک ہیں)

حضرت خضر علیہ السلام کے لئے تو کشتی کے توڑنے اور بے گناہ بچے کو مار ڈالنے میں بڑا ثواب تھا اور دوسروں کے لئے نہایت درجہ کا گناہ ہے جناب فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ درجہ تھا کہ لشکر کی تیاری آپ کی نماز میں خلل انداز نہ ہوتی تھی بلکہ وہ بھی نماز کے کامل کرنے کا ذریعہ ہو جاتی تھی اس لئے کہ وہ تدبیر اللہ جل شانہ کے الہامات میں سے آپ کے دل میں ڈالی جاتی تھی اور جو شخص خود کسی امر کی تدبیر کی طرف متوجہ ہو خواہ وہ امر دینی ہو یا دنیاوی بالکل اس کے برخلاف ہے اور جس شخص پر یہ مقام کھل جاتا ہے وہ جانتا ہے ہاں بمقتضائے

ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ

اندھیرے میں جو دبے ہیں بعض سے بعض اوپر ہیں۔

زنا کے وسوسے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے۔ کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چپٹ جاتا ہے۔ اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کرلے جاتی ہے۔

Marfat.com

سبحانہ وتعالیٰ عما یقولون علواً کبیرا

بحمد اللہ الکریم المنعام دریں ایام سعادت التیام رسالہ نادرہ مجالہ نافعہ

مشتملہ دلائل عموم قدرت باری تعالیٰ عز اسمہ المسمّٰی بہ

الجهد المقل

في تنزيه

المعز والمذل

تالیف منیف تصنیف شریف علامۂ زمان حضرت مولانا محمود حسن صاحب

مدرس مدرسہ دیوبند

باہتمام العبد المبلو بالبلوی محمد المدعو بہ یحییٰ

قد طبع فی المطبع البلالی الواقع بساڈھورہ

ضلع انبالہ

قیمت فی جلد چار آنے (۴؍)

Marfat.com

"یک روزہ" صفحہ ۱۷، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان، مصنفہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی

"الجہد المقل" صفحہ ۱۴۱، مطبوعہ مکتبہ بلالی، س ڈھورہ مصنفہ مولوی محمود الحسن دیوبندی

جھوٹ اور کذب ایسی بُرائی ہے جس کے قبیح ہونے پر تمام ملتیں متفق ہیں، اسی لیے اس کو قبیح لذاتہ قرار دیا گیا ہے، مگر علماء دیوبند مولوی محمد اسماعیل کی تقلید میں اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے اور وہ فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام پر جھوٹ کا القاء کر سکتا ہے۔

اور یہ دلیل دیتے ہیں کہ جب بندہ جھوٹی بات کرنے پر قدرت رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کو بھی یہ قدرت حاصل ہونی چاہیے، ورنہ بندہ کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ جائے گی۔

حالانکہ تمام امت کا اتفاق اور اجماع ہے کہ کذب، نقص اور عیب ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے اور عیب اور نقص کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے، جبکہ بندہ کے لیے نقص اور عیب محال نہیں۔

تابش

(الجہد المقل اور یکروزہ کے متعلقہ صفحات کا عکس ملاحظہ ہو)

Marfat.com

ہے کہ معتزلہ صرف کلام لفظی کو کلام باری کہتے ہین کیونکہ کلام نفسی کے تو صریح منکر ہی ہین تو اب خلاصہ یہ ہوا کہ کلام لفظی از قبیل افعال ہے نہ از قبیل صفات تو جس صدق و کذب کو اوسکی صفۃ کہا جائیگا وہ بالبداہتہ صفت فعلی ہوگی نہ صفۃ ذاتی ہمارا مطلب اس موقعہ مین فقط یہی ہے کہ صدق و کذب مذکور صفات فعلیہ ہین سو وہ تو بحمد اللہ ثابت و ظاہر ہوگیا مگر دو باتین ہمارے مفید مدعا عبارات مذکور سے اور معلوم ہوگئین اول تو یہ کہ صدق و کذب مذکور کے ثبوت امتناع کے لئے جو کہ صفات فعلیہ مین داخل ہے قبیح وہو سبحانہ لایفعل القبیح سے استدلال کرنا معتزلہ کا مشرب ہے دوسرے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ امر مسلک اہل سنت کے خلاف اور باطل ہے چنانچہ میر صاحب کا وہو نبار علی اصلہم و ستعرف بطلانہ فرمانا اسکے لئے دلیل شافی ہے سو یہ دونون باتین یاد رکھنے کے قابل ہین۔

مقدمہ ہفتم

امر ہفتم یہ ہے کہ صدور قبایح اور قدرت علی القبایح مین زمین آسمان کا فرق ہے امر اول کو عند اہل السنتہ بہ نسبت ذات خالق الکائنات محال کہا جاتا ہے تو امر دوم مسلمات مین سے ہے سب جانتے ہین کہ ذات تعالی شانہ سے افعال قبیحہ کے صدور کی نوبت نہین آسکتی لیکن افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق تسلیم فرماتے ہین کیونکہ خرابی ہے تو اون کے صدور مین ہے نفس مقدوریتہ مین اصلا کوئی خرابی لازم نہین آتی اگر ہوتا ہے تو کمال قدرۃ ثابت ہوتا ہے بلکہ امور مذکورہ کو قدرت سے خارج کرنے مین عموم قدرۃ علی الممکنات جو داخل کمال اور مسلمات اہل سنت مین سے ہے باطل ہوجائیگا کتب عقاید مین قدرتہ تعالی یعم سایر الممکنات اور کل ممکن مقدور۔ موجود ہے ادہر امکان کو مصحح مقدوریتہ کہنا سبکا قول ہے پہر صورت مقدوریتہ قبایح مین مواد ثلثہ مذکورہ امتناع ذاتی مین سے کسی کا تحقق لازم نہین آتا تو اب افعال قبیحہ کو قدرت قدیمہ حق تعالی شانہ سے کیونکر خارج کہہ سکتے ہین البتہ جو امور ایسے ہون کہ اونکے امکان صدور سے انفکاک ذات عن نفسہا یا انفکاک لوازم ذات لازم آئے جیسے اکل و شرب وغیرہ تو اونکو اگر قدرت قدیمہ سے خارج مانئے تو حق ہے کما لایخفی علی اللبیب بالجملہ قبایح کے صدور کو ممکن بالذات کہنا بجا اور مذہب اہل سنت ہے البتہ بوجہ امتناع بالغیر اونکے تحقق و فعلیہ صدور کے کبھی نوبتہ نہین آسکتی جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ قبایح تحت القدرۃ داخل ہوکر بوجہ حکمت و عدل و تقدس ممتنع الوقوع ہین یہ ہرگز نہین کہ امور

Marfat.com

امتناع ذاتی کا دعوی کیا جائے بلکہ امرین مذکورین احقرمین سے کسی ایک طریقہ سے امتناع ذاتی کا ثبوت فرمانا ضرور ہے یعنی یا تو یہ امر محقق ہونا چاہیئے کہ درصورت کذب کلام لفظی انفکاک ذات یا لوازم ذات عن ذات الملزوم ثابت ہوتا ہے ورنہ یہ کسی دلیل سے معلوم ہوجائے کہ کذب مذکور قدرت قدیمہ سے فی حد ذاتہ خارج ہے اور بالنظر الی القدرۃ ممتنع التحقق ہے کسی دوسری صفۃ مثل حکمت وعدل وغیرہ کی وجہ سے ممتنع نہین اور اگر دلیل عقلی ہو تو یہ ضرور ملحوظ رہے کہ درصورت کذب کلام لفظی ذات باریتعالی مین کوئی تغیر اور نقصان لازم آتا ہے یا صفات ذاتیہ مین یا صفات اضافیہ فعلیہ مین جب تلک اس امر کی تعیین نہوگی محض لزوم نقص مطلق سے فریق ثانی کا مدعا یعنی امتناع ذاتی ثابت نہوسکیگا کیونکہ حسب معروضہ سابق نقص فی الصفات الذاتیہ کا اور حکم ہے اور نقص فی الافعال کا دوسرا حکم ہے نقص اول ممتنع بالذات ہے تو نقص ثانی ممتنع بالغیر اسکے سوا یہ بھی ملحوظ رہے کہ کذب کلام نفسی کے ممتنع ہونے کی وجہ سے جو کلام لفظی کا امتناع ثابت کرین تو یہ بھی بیان فرمادین کہ ہر دو معنی مذکورہ کلام نفسی مین سے کون سے معنی مراد ہین اور اون معنی مین امتناع کذب کیسا ہے ذاتی یا بالغیر انشاء اللہ جملہ امور ملحوظ رکھنگے تو جملہ استدلالات واعتراضات فریق ثانی کا ابطال ولغویۃ ثابت ہوجائیگی عقلیہ ہون یا نقلیہ کما سیاتی مفصلا اماثانی یہ امر سب پر روشن ہے کہ جو حضرات قضیہ غیر مطابق للواقع کو مقدور باری فرماتے ہین اونکا یہ مطلب ہے کہ باوجود انکشاف واقع اور ادراک عدم مطابقۃ قضیہ غیر واقعی کا عقد و اصدار قدرت باری جل سلطانہ مین داخل ہے یہ مدعا ہرگز نہین کہ بسبب عدم انکشاف واقع امر غیر واقعی کو واقعی سمجھکر جس کو بعینہ جہل کہتے ہین قضیہ غیر واقعی کا عقد و تنزیل مقدور باری ہے وہ نہیں سمجھا یون بعید کما لایخفی علی من کان لہ قلب او القی السمع وہو شہید یعنی مثلاً حالت قعود زید مین جناب باری کو اوسکے قعود کا علم تام ضروری ہے اور قضیہ زید قایم کے خلاف واقع ہونیکا بھی پورا پورا انکشاف ہے مگر باوجود اسکے بالقصد والاختیار جملہ زید قایم کا منعقد فرمانا اور لباس حروف والفاظ عطا کرکے ملایکہ وعباد پر نازل کردینا ایزدمتعال کی قدرت قدیمہ مین داخل ہے یہ نہین کہ حالت قعود زید مین بسبب عدم علم وغلطی انکشاف اوسکو قایم سمجھکر جملہ زید قایم فرما دینا ممکن ہے جسکو صریح کذب فی العلم یعنی جہل کہنا چاہیئے اسکی امتناع ذاتی مین کسکو کلام ہے خلاصہ یہ نکلا کہ مابہ النزاع بین الفریقین امکان کذب فی الکلام اللفظی ہے امکان کذب فی العلم ہرگز نہین۔

Marfat.com

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى أَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ○ إِنَّمَآ أَمْرُهٗٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○

اور جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے ہیں۔ کیا وہ اس پہ قادر نہیں کہ ان جیسے آدمیوں کو (دوبارہ) پیدا کر دے۔ ضرور وہ قادر ہے اور وہ بڑا پیدا کرنیوالا اور خوب جاننے والا ہے جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اسکا معمول تو یہ ہے کہ اس چیز کو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا بس ہو جاتی ہے

یک روزہ فارسی

از تصنیف

حضرت مولینا شاہ محمد اسمٰعیل شہید رح

ناشر

فاروقی کتب خانہ بکسیلرز پبلشرز ملتان

تعداد اشاعت ایک ہزار — عطا محمد کاتب ملتان — قیمت ۳۱ پیسے

صدیقیہ پریس ملتان

Marfat.com

اقول۔ اگر قول بہ وقوعِ مثلِ مذکور تجویزِ کذبِ مسطور ست معاذ اللہ ذالک
واما قول بامکانِ مثل مذکور پس مستلزمِ امکانِ کذبِ مسطور نیست۔ علاوہ بریں
قول کہ بہ امکان مثل مذکور بایں وجہ ہم مے تواند شد کہ اصلاً اختیار عدم وقوع او اصلا واقع
نشدہ شد وعدم اختیار بعدم وقوع مثل مذکور بل بہ عدم اختیار بقرآن مجید راست از اصل
ممکن نیست داخل تحتِ قدرت الہیہ کما قال اللہ تعالیٰ عزوجل قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ
عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ، ونیز بعد اختیار ممکن است کہ ایشان را فراموش گردانیدہ شود پس
قول بامکان وجود مثل مسلماً منتج بتکذیب نص از نصوص نگردد وسلب قرآنِ مجید بعد
انزال ممکن است داخلِ قدرتِ الہیہ کما قال اللہ تعالیٰ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْ اَوْحَيْنَا
اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا۔

قولہ۔ وھو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال۔

اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست
پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ مواقع والقائے
آں بر ملائکہ وانبیاء خارج از قدرت الہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید
از قدرتِ ربانی باشد چہ عقدِ قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر مخاطبین در قدرت
اکثر افراد انسانی ست۔ کذب مذکور را منافی حکمتِ او دستہ پس ممتنع بالغیر ست۔
عدم کذب از کمالاتِ حضرتِ حق سبحانہ مے شمارند و او را جل شانہ بآں مدح مے
کنند بخلاف اخرس وجماد کہ ایشاں را کسے بعدم کذب مدح نمے کنند۔ ونیز ظاہر ست

Marfat.com

که صفت کمال ہمیں که شخصے که قدرت بر تکلم کذب مے دارد۔ وبنابر رعایت مصلحتے مقتضائے حکمت تنزه از ملوثِ کذب تکلم به کلام کاذب نمے نماید ہماں شخص ممدوح مے گردد۔ به سبب عیب کذب و اتصاف به کمال صدق بخلافِ کسے که لسان او ماؤف شده باشد و تکلم به کلام کاذب نمی تواند کرد یا قوتِ متفکرهٔ او فاسد شده باشد که عقد قضیهٔ غیر مطابقهٔ واقع نمے تواند کرد۔ یا شخصے که ہرگاه کلام صادق مے گوید کلام مذکور از و صادر مے گردد۔ و ہرگاه اراده تکلم به کلام کاذب مے نماید آواز او بند مے گردد یا زبانِ او ماؤف مے شود۔ یا کسے دیگر دہن او را بند مے نماید یا حلقوم او را خفه مے کند۔ یا کسے چند قضایائے صادقه را یاد گرفته است و اصلاً بر ترکیب قضایائے دیگر قدرت نمے دارد۔ بنا بریں کلام کاذب از و صادر نمے گردد۔ ایں اشخاص مذکورین نزد عقلا قابلِ مدح نیستند۔

وبالجمله عدم تکلم بکلامِ کاذب ترفعاً من عیب الکذب وتنزهاً عن التلوث بها از صفات مدح ست و بنابر عجز از تکلم بکلامِ کاذب ہیچگونه از صفاتِ مدائح نیست۔ یا مدحِ آں بسیار ادون است از مدح اول۔

قوله (۱) کبریٰ دلیل الخ

اقول۔ ایں دلیل کبرای قیاس اول ست یعنی ہرچه ممتنع است داخلِ تحتِ قدرتِ الٰہیه نیست۔

مخفی نماند که اگر مراد از لفظ ممتنع دریں مقام ممتنع ذاتی ست پس ایں مقدمه مسلّم ست اما مفید نیست زیرا که وجود مثلِ مذکور ممتنع ذاتی نیست تا در کلیهٔ کبریٰ مندرج گردد

Marfat.com

رسالہ الامداد : مطبوعہ تھانہ بھون ، ص ۳۴ / ۳۵

اشرف علی تھانوی کو کون نہیں جانتا۔ آپ کے زمانے میں

آپ کے ملفوظات وافادات پر مبنی "الامداد" نامی ایک پرچہ تھانہ بھون سے شائع ہوا کرتا تھا، اس کے صفر المظفر ۱۳۳۶ھ کے شمارے میں حضرت کے ایک مرید کا حال اور حضرتؒ کا جواب اس طرح نقل کیا گیا ہے۔ "مُرید صادق خواب میں کلمہ پڑھنا چاہتا ہے، لیکن محمد رسول اللہ کی بجائے اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہے۔ غلطی کا احساس کر کے صحیح پڑھنا چاہتا ہے، مگر زبان سے وہی کلمات سرزد ہوتے ہیں، اتنے میں نیند سے بیدار ہو جاتا ہے اور بیداری کی حالت میں درود شریف پڑھنا چاہتا ہے، مگر زبان سے اللھم صل علیٰ سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی نکلتا ہے۔"

مریدِ صادق اپنی یہ کیفیت اور حال مرشد کی خدمت میں لکھتا ہے۔ صاف اور سیدھی بات تھی کہ اسے ان کفریہ کلمات سے توبہ کی تلقین کی جاتی، مگر اس ظلم کی فریاد کس کے سامنے کی جائے کہ حضرت تھانوی مسندِ افتاء اور سجادۂ طریقت سے اسے جواب دیتے ہیں؛

"اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو، وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔"

اگر اسے بچانا ہی مقصود تھا، تو اسے بے خود مغلوب الحال قرار دیا جاتا۔

اہل صحو وتمکین نے بھی حالتِ بے خودی وحالتِ سکر میں تو انا اللہ یا انا الحق کو بھی درمیانی منزل قرار دیتے ہوتے پسند نہیں کیا، مگر یہ عجیب بزرگ ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللھم صلّ علیٰ نبینا ومولانا اشرف علی ایسے صریح کفریہ کلمات کو پسندیدہ قرار دے رہے ہیں۔

تابش

ملاحظہ فرمایئے "الامداد" کے صفحات؛

Marfat.com

رجسٹرڈ نمبر ۲۷

۷۸٦

وکان اللہ تعالیٰ

ربِّ زِدْنِی عِلْمًا

وفیما یحکی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتخولنا بالموعظۃ مخافۃ السآمۃ علینا

امتثالا للآیہ کہ دال ست بر مطلوبیت زیادت در علوم و امداد و للحدیث کہ دال ست بر مندوبیت تحصیل از فصل دار شاد صحیفہ شہریہ ملقبہ بہ

الامداد

مشتمل بر شعب علمیہ متنوعہ خمسہ مسلسلہ و دائرہ

یعنی امداد الفتاویٰ فی الفقہ والعقائد و حوادث الفتاویٰ فی ما یتعلق بالسوانح الجدیدہ تربیۃ السالک فی الاحوال الخاصۃ من السلوک والرفیق فی سواء الطریق فی الاحوال العامۃ منہ ملفوظات خبرت فی الفوائد المختلفۃ النقلیۃ والعقلیۃ کہ کل آن از افادات سلسلہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ است باجل آن از افاضات حضرت شیخ العرب والعجم مولانا الحاج الشاہ محمد امداد اللہ است کہ لقب صحیفہ مشیرست بہ تبرک بنام نامیش نیز و خاسہا الاشتات از تحقیقات ناظرہ دیگر اہل فضل

جلد (۳)	بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ ہجری	عدد (۸)

باداراۃ الاحقر رفیق احمد

از مطبع امداد المطابع تھانہ بھون جلوہ نمودن گرفت

Marfat.com

داعی ہوتا ہے بعض اوقات حدود شرعیہ کا خیال بھی نہیں رہتا ایسا شخص مشابہ حضرت صدیق اکبرؓ کے اُس حال کے ہے جب تک وہ اسلام نہ لائے تھے کہ اُس وقت بھی وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرماتے تھے مگر محض محبت طبعیہ سے نہ کہ حمیت شرعیہ سے بس خواب میں ایسے خادموں کی حقیقت بتلائی گئی اس خواب میں جزو مہتم بالشان یہی تھا باقی ظاہر ہے والسلام

۲۰ رشوال ۱۳۳۵ھ -

سوال - اب وجہ اس کی عرض کرتا ہوں کہ بیعت ہونے کا خیال مجھکو کیوں ہوا اور حضور کی طرف کیوں رجوع کیا بیعت کا شوق صرف مطالعہ کتب تصوف سے اور حضور کی جانب رجوع اسلئے کہ ہمارے نانا صاحبان مولانا مولوی محمد صاحب مرحوم مولنا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم و مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم لودیانہ والوں سے حضور کے اعتقادات ملتے جلتے تھے اس سے یہ غرض تھی کہ ہمارے نانا یا اور کوئی اپنے دادا وغیرہ علمار کے اعتقادات گو خراب ہی ہوں اُن کو بلاوجہ ترجیح دی جائے اصل غرض یہ ہے کہ حضور کے اور بندہ کے اعتقادات بالکل ایک ہیں اور اگر مولوی صاحبان لودیانوی اور حضور کے درمیان کسی فروعات میں اختلاف بھی ہو ۶۴
تو اسمیں بھی جناب کی طرف رجوع کرتا ہوں (۲) اور حضور کی تصنیف چند کتابیں زیر مطالعہ رہی ہیں جن میں سے بہشتی زیور تو حرز جان ہے اور شرح مثنوی مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور بھی چند تصانیف نظر سے گذریں (۳) ایک دفعہ رامپور ریاست میں جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب جو طالب علم تھے اُن کے پاس ٹھہرنے کا اتفاق ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مولوی صاحب حضور سے بیعت ہیں اس لئے اُن سے اور بھی محبت ہو گئی اثنار گفتگو میں معلوم ہوا کہ ان کے پاس تھانہ بھون سے دو رسالہ الامداد اور حسن العزیز بھی ماہواری آتے ہیں بندہ نے اُن کے دیکھنے کے واسطے درخواست کی تو اُن مولوی صاحب طالب علم نے چند رسالہ مجھکو دیکھنے کے واسطے دئے الحمد للہ جو لطف اُن سے اٹھایا بیان سے باہر ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ حسن العزیز دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سو جانے کا ارادہ کیا رسالہ حسن العزیز کو ایک طرف رکھدیا لیکن جب بندہ نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہو گئی اسلئے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا

Marfat.com

اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اسکو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بیساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھکو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علیٰ سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اُس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہانتک عرض کروں۔

جواب اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ۔

سوال جناب مخدوم ومنادومولانا عم فیوضہم علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکرمت نامہ وارد ہو کر باعث اعزاز ہوا یہ ناچیز حضرت جد امجد قبلہ عالم مدظلہ العالی کا بڑا نواسہ مولوی ...... صاحب مرحوم کا لڑکا ہے اسمیں شبہ نہیں کہ جناب نے ضروریات زمانہ کے لحاظ سے دینی خدمت بہت کی ہے اور بہت سے رسائل مفیدہ دینیات میں تصنیف فرما کر لوگوں کو مستفیض فرمایا مگر آپ سے

Marfat.com

تقویۃ الایمان : مصنفہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی ص ۱۰، ۲۸، ۳۸، ۳۹، ۴۲

ص ۱۰ - "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا، وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"۔

ص ۲۸ - "جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں"۔

" ۳۸ - "انبیاء، اولیاء، ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں"۔

" ۳۹ - "(حضور علیہ السلام) گنوار کی بات سن کر مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے"۔

" ۴۲ - "انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کی جاتے"۔

" ۴۲ - "یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اس اندازِ بیان کو کیا کہا جاتے گا؟ ہمارا اختلاف ہی اس بات پر ہے کہ یہ حضرات حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بات کرتے ہوئے ٹھہر کر سوچنا تو بجاتے خود الفاظ کے استعمال میں، اتنی رعایت بھی نہیں برتتے، جتنی وہ اپنے اساتذہ کے لیے برتتے ہیں۔ اگر یہ اندازِ بیان گستاخانہ نہیں ہے، تو پھر ہمیں گستاخی کی تعریف بھی نئی وضع کرنی پڑے گی۔

ملاحظہ فرمائیے "تقویۃ الایمان" کی عبارات کا عکس،

تابش

Marfat.com

ماشاءاللہ لاقوۃ الاباللہ

فتوے دربارہ تقویۃ الایمان

تقویۃ الایمان

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب

باہتمام سید عبدالعلیم اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب
مالکان
مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ
(لاہور طبع گردید)

(آفتاب عالم پریس لاہور)

کتابیں ملنے کا پتہ:- مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ پوسٹ بکس ۲۴۸ لاہور

Marfat.com

اور ایک تقصیریں اس ڈھب کی ہیں کہ جن میں بغاوت نکلتی ہے جیسے کسی امیر یا وزیر یا چودھری قانون گو کو یا چوہڑے چمار کو بادشاہ بنا دے یا اس کے واسطے تاج و تخت تیار کرے تاکہ اسکے تئیں ظل سبحانی بولے یا اسکے تئیں بادشاہ کا مجرا کرے یا اسکے لئے ایک دن جشن کا ٹھہرا دے اور بادشاہ کی طرح نذر دیوے یہ تقصیریں سب تقصیروں سے بڑی ہیں اسکی سزا مقرر اسکو پہونچتی ہے اور جو بادشاہ اس سے غفلت کرے اور ایسوں کو سزا نہ دیوے اسکی بادشاہت میں قصور ہے چنانچہ عقلمند لوگ ایسے بادشاہ کو بے غیرت کہتے ہیں سو اس مالک الملک شاہنشاہ غیور سے ڈرنا چاہیئے کہ پرلے سرے کا زور رکھتا ہے اور ویسی ہی غیرت سو وہ مشرکوں سے کیونکر غفلت کریگا اور کس طرح انکی سزا نہ دیگا اللہ سب مسلمانوں پر رحمت کرے اور انکو شرک کی آفت سے بچاوے۔ آمین قال اللہ تعالے وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

ترجمہ اور فرمایا اللہ تعالی نے یعنی سورۂ لقمان میں جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور نصیحت کرتا تھا اس کو کہ اے بیٹے میرے مت شریک بنا اللہ کا بیشک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہے ف یعنی اللہ تعالی نے لقمان کو عقلمندی دی تھی سو انہوں نے اس سے سمجھا کہ بے انصافی یہی ہے کہ کسی کا حق اور کسی کو پکڑا دینا اور جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی اور یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جیسے شرع کی راہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے ایسی ہی عقل کی راہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب عیبوں سے بڑا عیب ہے اور یہی حق ہے اسواسطے کہ آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے سو اللہ سے بڑا کوئی نہیں اور شرک اسکی بے ادبی ہے وقال اللہ تعالے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ؕ ترجمہ فرمایا اللہ تعالی نے یعنی سورۂ انبیاء میں اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر کہ اسکو یہی حکم بھیجا کہ بیشک بات یوں ہے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے سو بندگی کرو میری ف یعنی جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانئے اور اسکے سوائے کسی کو نہ مانئے اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک سے منع اور توحید کا حکم سب شرعوں میں ہے سو یہی راہ نجات کی ہے اسکے سوائے اور سب راہیں غلط ہیں واخرج مسلم عن ابی هریرة رضی اللہ تعالے عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملا اشرک فیہ معی غیری ترکتہ وشرکہ وانا منہ بریٔ ترجمہ مشکوۃ کے باب الریا میں لکھا ہے مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابو ہریرہ نے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے کہ میں بڑا بے پروا ہوں ساجھیوں میں ساجھے سے کوئی کرے کچھ کام کہ ساجھی کرے اسمیں میرے ساتھ اور کسی کو سو میں چھوڑ دیتا ہوں اسکو اور اسکے ساجھے کو اور میں اس سے بیزار ہوں ف یعنے جس طرح اور لوگ اپنی شراکت کی چیز آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں سو میں یوں نہیں کرتا

Marfat.com

حرام ہو بلکہ اتنی ہی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گائے سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے سو وہ حرام ہو جاتا ہے پھر کوئی جانور مرغی یا اونٹ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجئے ولی کا یا نبی کا باپ کا یا دادے کا بھوت کا یا پری کا سب حرام ہے اور نا پاک کرنے والے پر شرک ثابت ہو جاتا ہے وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ط مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ط ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ط ترجمہ اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ یوسف میں کہ حضرت یوسفؑ نے قید خانہ میں اور قیدیوں سے کہا اے رفیقوں قید خانے کے کیا کئی مالک جدے جدے بہتر ہیں یا اللہ ایک زبردست نہیں مانتے ہو تم ورے اسکے مگر کئی ناموں کو کہ ٹھہرائے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اتاری اللہ نے انکی کچھ سند نہیں حکم کسی کا سوائے اللہ کے اس نے تو یہی حکم کیا ہے کہ کسی کو اسکے سوائے مت مانو یہی ہے دین مضبوط مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ف یعنے اول تو غلام کے حق میں کئی مالک ہونے بہت نقصان کرتا ہے بلکہ ایک مالک زبردست چاہیئے کہ سب مراد اسکی پوری کرے اور سب کاروبار اس کے بنا دے اور دوسرے یہ کہ ان مالکوں کی کچھ حقیقت بھی نہیں وہ کچھ چیز اصل میں نہیں ہیں بلکہ آپ ہی لوگ خیال باندھ لیتے ہیں کہ مینھ برسانا کسی اور کے اختیار میں ہے اور دانہ اگانا کسی اور کے اور اولاد کوئی اور دیتا ہے اور تندرستی کوئی اور پھر آپ ہی ان کے نام ٹھہرا لیتے ہیں فلانے کام کے مختار کا نام یہ اور فلانے کا یہ پھر آپ ہی ان کو مانتے ہیں اور ان کاموں کیوقت پکارتے ہیں پھر اسیطرح ایک مدت میں یہ رسم جاری ہوتی ہے حالانکہ وہ سب محض اپنے غلط خیالات میں ہیں کچھ انکی حقیقت نہیں وہاں نہ اللہ کے سوا کوئی اور نہ کسی کا یہ نام اگر کسی کا یہ نام ہے تو اسکو کسی کاروبار میں کچھ دخل نہیں سو سب خیال ہی خیال ہے اس نام کا کوئی شخص وہاں مالک اور مختار نہیں جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے محمد یا علی نہیں اور جسکا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں سو ایسا شخص کہ اسکا نام محمد یا علی ہو اور اسکے اختیار میں عالم کے سب کاروبار ہوں ایسا حقیقت میں کوئی شخص نہیں بلکہ محض اپنا خیال ہے سو اس قسم کے خیال باندھنے کا اللہ نے تو حکم نہیں دیا اور کسی کا حکم اسکے مقابل معتبر نہیں بلکہ اللہ نے تو ایسے خیال باندھنے سے منع کیا ہے اور وہ کون ہے کہ اس کے کہنے سے ان باتوں کا اعتبار ہوئے یہی اصل دین ہے کہ اللہ ہی کے حکم پر چلئے اور کسی کا حکم اسکے مقابل میں ہرگز نہ مانئے لیکن اکثر لوگ یہ راہ نہیں چلتے بلکہ اپنے پیروں کی رسموں کو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے تو اللہ کے پہونچنے کی راہ بندوں تک رسولؐ ہی کی خبر دینا ہے سو جو کوئی کسی امام کے یا مجتہد کے یا غوث و قطب کے یا مولوی و مشائخ کے یا باپ دادوں کے یا کسی بادشاہ و وزیر کے یا پادری و پنڈت کی بات کو اور ان کی راہ و رسم کو

Marfat.com

اپنا خیال اور وہم بھی دوڑا سکے پھر کسی کام میں دخل کرنے کی اور اسکی سلطنت میں ہاتھ ڈالنے کی تو کس کو قدرت ہے وہ خود مالک الملک بغیر لشکر اور فوج کے اور بغیر کسی وزیر اور مشیر کے ایک آن میں کروڑوں کام کرتا رہتا ہے وہ کسی کے روبرو سفارش کرے اور کس کا منہ کہ اُس کے سامنے کسی کام کا مختار بن کے بیٹھے سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اُس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بیحواس ہو گئے اور عرش سے فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی ہے بیان کرنے لگے پھر کیا کہئے ان لوگوں کو کہ اُس مالک الملک سے ایک بھائی بندی کا رشتہ یا دوستی آشنائی کا سا علاقہ سمجھ کر کیا کیا بڑھ بڑھ کر باتیں کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ میں نے اپنے رب کو ایک کوڑی کو مول لیا اور کوئی کہتا ہے کہ میں اپنے رب سے دو برس بڑا ہوں کوئی کہتا ہے کہ اگر میرا رب میرے پیر کے سوا کسی اور صورت میں ظاہر ہو تو ہرگز اُس کو نہ دیکھوں۔ اور کسی نے یہ بیت کہی ہے **بیت** دل از مہر محمد ریش دارم ؛ رقابت با خدائے خویش دارم ۔ اور کسی نے یوں کہا **ع** با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار ۔ اور کوئی حقیقت محمدی کو حقیقت الوہیت سے افضل بتاتا ہے، اللہ پناہ میں رکھے ایسی ایسی باتوں سے کیا اچھی بیت کہی ہے کسی شاعر نے **بیت** از خدا خواہیم توفیق ادب ؛ بے ادب محروم گشت از فضل رب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے کہ اُس میں یوں پڑھتے ہیں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ یعنے اے شیخ عبد القادر دو تم اللہ کے واسطے یہ لفظ نہ کہا چاہیے ہاں اگر یوں کہے یا اللہ کچھ دے شیخ عبد القادر کے واسطے تو بجا ہے غرض کہ ایسا لفظ منہ سے نہ بولے کہ جس سے کچھ بو شرک کی یا بے ادبی کی آوے کہ اُسکی بہت بڑی شان ہے اور بڑا بے پروا بادشاہ ہے ایک نکتہ میں پکڑ لینا اور ایک نکتہ میں نواز دینا اسی کا کام ہے اور یہ بات محض بیجا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اُس سے کچھ اور معنی مراد لئے کہ معما اور پہیلی بولنے کی اور بہت جگہ ہیں کچھ اللہ کی جناب میں ضرور نہیں کوئی شخص اپنے بادشاہ سے یا اپنے باپ سے ٹھٹھا نہیں کرتا اور جگت نہیں بولتا اس کام کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور نہ بادشاہ اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِکُمْ عَبْدُ اللّٰہِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ۔

ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عمرؓ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ تمہارے ناموں میں اچھا نام عبد اللہ و عبد الرحمن ہے **ف** یعنے عبد اللہ کے معنے بندہ اللہ کا اور عبد الرحمن کے معنے بندہ رحمن کا سو اسی میں داخل ہے عبد الخالق خدا بخش اللہ دیا اللہ داد غرض جس نام میں اللہ کی طرف نسبت نکلے خصوصاً اللہ کے ویسے نام کا ذکر ہو کہ اور کسی کو نہیں بولتے اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیٍٔ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ لَمَّا وَفَدَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِهٖ سَمِعَهُمْ یَکْنُوْنَهٗ بِاَبِی الْحَکَمِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ

Marfat.com

ضرور چاہیے کہ تم کو سجدہ کریں سو فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی **ف**
یعنے انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اسکے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کو چاہیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیا و انبیاء امام و امام زادہ پیر و شہید یعنے جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم انکے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے نہ خدا کی سی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعضے بزرگوں کو بعضے درخت اور بعضے جانور مانتے ہیں چنانچہ بعضے درگاہوں پر شیر حاضر رہتے ہیں اور بعضے پر ہاتھی اور بعضے پر بھیڑیے مگر آدمی کو اسکی کچھ سند نہ پکڑنی چاہیے بلکہ آدمی ویسی ہی تعظیم کرے کہ اللہ نے بتلائی ہو اور شرع میں جائز ہو مثلاً قبروں پر مجاور بننا شرع میں نہیں بتایا سو ہرگز نہ بنے۔ اور کسی کی قبر پر کوئی شیر رات دن بیٹھا رہتا ہو تو اس کی سند نہ پکڑے کہ آدمی کو جانور کی ریس نہ کرنی چاہیے اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ عَنْ قَيْسِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ يُّسْجَدَ لَهٗ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَكَ فَقَالَ لِيْ اَرَاَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا **ترجمہ** مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قیس بن سعد نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو کہ سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیجیے ان کو پھر آیا میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرہ میں سو دیکھا میں نے ان لوگوں کو کہ سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو سو ہم بہت لائق ہیں کہ سجدہ کریں ہم تم کو تو فرمایا مجھ کو بھلا خیال تو کر جو تو گذرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو کہا میں نے نہیں فرمایا کہ مت کرو **ف**

یعنے میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدے کے لائق ہوں سجدہ تو اسی پاک ذات کو ہے کہ نہ مرے کبھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ کسی زندہ کو کیجیے نہ کسی مُردہ کو نہ کسی قبر کو کیجیے نہ کسی تھان کو کیونکہ جو زندہ ہے سو ایک دن مرنے والا ہے اور جو مر گیا سو کبھی زندہ تھا اور بشریت کی قید میں گرفتار پھر مر کر خدا نہیں بن گیا ہے بندہ ہی بندہ ہے اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ كُلُّكُمْ عَبِيْدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَاءِكُمْ اِمَاءُ اللّٰهِ وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهٖ مَوْلَايَ فَاِنَّ مَوْلَاكُمُ اللّٰهُ **ترجمہ**
مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کوئی

Marfat.com

فتاویٰ رشیدیہ : مرتبہ مولوی رشید احمد گنگوہی

مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سے سوال پوچھا جاتا ہے:

سوال: "ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا کچھ اور کھانا بطورِ تحفہ بھیجتے ہیں۔ ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟"

جواب: "درست ہے۔"

آگے پوچھا جاتا ہے:

سوال: "ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے، مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟"

جواب: "اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں ہے۔"

اسی فتاویٰ رشیدیہ کے صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸ پر دو سوال اور پوچھے جاتے ہیں۔ یہ سوال و جواب بھی پڑھیے مگر قسم ہے آپ کو پیدا کرنے والے کی، محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے کی محبت اور حرمت کا پاس رکھتے ہوئے پڑھیے:

سوال: "محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت بیان کرنا مع اشعار بروایتِ صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی نیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت و دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں؟"

جواب: "محرم میں ذکرِ شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایتِ صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل و شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔"

آگے پوچھا جاتا ہے:

سوال: "جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور تقسیمِ شیرینی ہو، جائز ہے یا نہیں؟"

جواب: کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں ہے۔"

پھر دریافت کیا جاتا ہے:

سوال: "انعقادِ مجلسِ میلاد بدوں قیام بروایتِ صحیح درست ہے یا نہیں؟"

جواب: "انعقادِ مجلسِ مولود ہر حال ناجائز ہے، تداعی امرِ مندوب کے واسطے منع ہے۔"

Marfat.com

مُسلمانو! خدا کے لیے یہ تو بتاؤ کہ یہ کون سی شریعت ہے جس میں ہولی، دیوالی کی چیزیں جائز، اور محرم کی سبیل ناجائز، جس میں ہندو کے سودی کاروبار کی رقم کی پیاؤ درست، مگر مولود کی شیرینی حرام۔

غضب خدا کا! شہادتِ امام حسین علیہ السلام کا بیان صحیح روایت سے بھی جائز نہیں ہے۔ یہ کہیں اس دور کے مفتی تو نہیں جس دور میں اہل بیت کا ذکر فتوے کی رُو سے ناجائز قرار دے دیا گیا تھا۔ اہل بیت اطہار کے فضائل و مناقب سے احادیث کی کتابیں بھری ہوئی ہیں، خود قرآن کریم میں بھی بیان ہوئے ہیں۔ آل نبی کی محبت شروع ہی سے مسلمان قوم کے ایمان کا جزو رہی ہے۔ واعظین و خطباء ہر دور میں آل نبی کے ذکر کے ذریعے خیر و برکت حاصل کرتے رہے ہیں۔ مگر رشید احمد گنگوہی ہیں کہ سرے سے ہی ان کا نام نہیں لینے دیتے۔ کیوں آخر ان کا قصور کیا تھا؟ یہی کہ ان کے جدِ امجد حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں توحید سے آشنا کیا، انسانیت سے آگاہی بخشی اور آج ہم مفتی اور شیوخ الحدیث کے مناصب پر بیٹھنے کے قابل ہوئے یا یہ کہ انہوں نے راہِ حق پر اپنا سب کچھ قربان کر کے ملّتِ اسلامیہ کی آبرو رکھ لی۔ اگر اسلامی تاریخ سے حسینی کردار کو منہا کر دیا جائے تو ہمارے پاس کونسی روشنی اور مینارِ حق ہے جسے نمونہ بنا کر ہم ہر دور کے یزیدوں سے پنجہ آزمائی کا جواز نکال سکتے ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے جدِ امجد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کا بدلہ خوب چکایا ہے کہ ہمارے مولانا نے ان کے ذکر پر ہی کرفیو لگا دیا۔ فالی اللہ المشتکی۔

اور آگے آپ نے غور فرمایا کہ اگر کسی میلاد کی محفل میں قیام نہ کیا جائے اور بیان بھی صحیح روایات پر مبنی ہو تو اس میں حاضری جائز ہے یا نہیں، فرمایا نہیں نہیں، کسی محفلِ میلاد میں جانا جائز نہیں، چاہے کتنی ہی پابندیوں کے ساتھ بھی کیوں نہ ہو رہی ہو۔ ذکر حسین علیہ السلام ہی کی کیا بات ہے، یہاں خود ذکر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ بھی صاف ہو گیا۔

میلاد پاک کی مُبارک محفلیں شروع ہی سے اہلِ اسلام کے ہاں خیر و برکت اور باعثِ لطف و سرور رہی ہیں۔ خود مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ "ہفت مسئلہ" دیکھ لیجیے۔ اس میں آپ نے فرمایا ہے: "مَیں ہر سال میلاد کی محفل منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لذّت محسوس کرتا ہوں۔" پیر کا عمل یہ ہے، مگر مرید فرماتے ہیں کہ "صحیح روایات سے بھی میلاد جائز نہیں۔"

اب یہ فیصلہ قارئین کرام کریں کہ ذکرِ حسین اور میلاد کی محفلوں پر تالے ڈلوانے کی مہم محمد و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و نسبت کی دلیل ہے یا کچھ اور؟

تابش

ملاحظہ فرمایئے "فتاویٰ رشیدیہ" کے متعلقہ صفحات کا عکس:

Marfat.com

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

فتاویٰ رشیدیہ

کامل مبوّب

حضرت مولانا الحاج الحافظ
رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

ناشران:-
محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب
قرآن محل — مقابل مولوی مسافر خانہ۔ کراچی

Marfat.com

ہوئی یا نہیں۔

جواب - جو امر شرعاً حرام ہے کسی کی خاطر داری سے کرنا حرام جانکر بھی فسق اور حرام ہے ہرگز نہیں چاہیئے معصیت میں کسی کی رضا درست نہیں۔ فقط

رشید احمد ۱۳۰۱

بعد دفن مکان میت پر فاتحہ کا حکم

سوال - بعض لوگوں میں دستور ہے کہ جسوقت موتی کو دفن کرکے آتے ہیں اسکے گھر والے اسوقت فاتحہ پڑھتے ہیں یہ فعل فاتحہ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

جواب - اس فاتحہ کا ثبوت کچھ نہیں فقط کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد ۱۳۰۱

میلاد مروجہ کا حکم

سوال - زید نے بکر سے دریافت کیا کہ مجلس میلاد مروجہ حال جائز ہے یا نہیں اور اس میں شریک ہونا کیسا ہے بکر خود بھی مجلس میلاد کرتا تھا اور آئندہ سال کو ارادہ بکر کا بھی ترک مجلس کا تھا بخیال اسکے کہ خرچ ہوتا تھا اور اپنے اعتقاد میں ناجائز جانتا تھا مگر منع کرنا مجلس کا بوجہ اسکے تھا کہ اس وجہ سے کوئی مجھ کو طعنہ نہ دیویگا جبکہ میں اس مجلس کو نہ کرونگا بہانہ شرع کا ہو جاویگا اور خود نہ شریک ہونا مجلس کا اس وجہ سے ترک کیا کہ لوگ معترض ہونگے اول تو ان خیالات سے مانع ہوا بعدہ بہ نیت خالصاً للّٰہ مانع ہوا لہٰذا اس سبب سے بکر کو ترک بدعت سابق وعلاوہ انکار بدعت سے ثواب ہوگا یا نہیں اور باعث ریا تو نہیں ہے۔

جواب - بہر حال گناہ سے محفوظ رہا جب سے قصد ترک کیا بہتر ہوا کہ بعزم ترک گناہ کا ہوا فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد ۱۳۰۱

کسی عرس میں شرکت جائز نہیں

سوال - جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔ (مرسلہ میر محبوب علی صاحب دہلی درہیبہ کلان)[1]

جواب کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں ہے۔

محرم میں تمام رسوم بدعت ہیں

سوال - محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی و نیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں۔

جواب - محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت

---

[1] بعلم مولوی محمد یحییٰ صاحب ۱۲ [2] قال الشیخ علی متقی؟ فی رد بدعات التنزیہ لا دلیل لاجتماع القراءۃ بالقرآن علی المیت بالتخصیص فی المقبرۃ والمسجد والبیت بدعۃ مذمومۃ انتہی ۱۲ [3] قال فی اصول الصفار مسئلہ ومن ذکر مقتل الحسین فی یوم عاشوراء ایجوز ام لا قال لا لان ذلک من شعار الروافض ۱۲

Marfat.com

پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نا درست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں[1] فقط

اہل میت کے یہاں فاتحہ پڑھنے اور جوڑا دینے کا حکم

سوال حسب مروجہ دستور برادری اہل میت کے یہاں جاکر فاتحہ پڑھنا اور گڑی جوڑا دینا درست ہے یا نہیں۔

جواب - یہ سب امور بدعت اور نادرست ہیں البتہ صرف تعزیت کے لئے جانا درست ہے اگر دفن کفن میں شریک نہ ہوا ہو[2] فقط

صلوٰۃ معکوس وغیرہ

سوال - صلوٰۃ غوثیہ جو اکثر عوام پڑھتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور صلوٰۃ معکوس وصلوٰۃ ہول بھی جائز ہے یا نہیں۔　　(از حافظ عبدالرحیم صاحب)

جواب - صلوٰۃ غوثیہ کی حقیقت ہم کو معلوم نہیں اور صلوٰۃ معکوس فی الحقیقت نماز نہیں۔ بلکہ مجاہدہ ہے اور صلوٰۃ ہول کا ثبوت صحاح حدیث سے نہیں فقط　رشید احمد عفی عنہٗ

محفل میلاد مشروعہ کا حکم

سوال - محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف وگزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے۔

جواب - ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے فقط

میّت کو بلا قیود ورسوم ایصال ثواب عین ثواب ہے۔

سوال - میت کو ثواب پہنچانا بغیر تعین تاریخ کے یعنی تیجا دسواں چالیسواں نہ ہو درست ہے یا نہیں۔

جواب - ثواب میت کو پہنچانا بلا قید تاریخ وغیرہ اگر ہو تو عین ثواب ہے اور جب تخصیصات اور التزامات مروجہ ہوں تو نادرست[3] اور باعث مواخذہ ہو جاتا ہے فقط

چالیسویں تک روٹی دینے کا حکم

سوال - مرنے کے بعد چالیس روز تک روٹی مُلّا کو دینا درست ہے یا نہیں۔

جواب - چالیس روز تک روٹی کی رسم کر لینا بدعت[4] ہے ایسے ہی گیارہویں بھی بدعت ہے بلا پابندی رسم وقیود ایصال ثواب مستحسن ہے فقط۔

---

[1] قولہ فی الدر مختار ۱۲ [2] مائۃ المسائل میں مفصل مرقوم ہے ۱۲ [3] فتاویٰ عزیزی جلد دوم صفحہ ۱۰ میں مرقوم ہے مراد از طعام میت طعامی است کہ تا چہل روز سے خورانند و وجہ ا ات قلب آنست کہ بیشتر از ہنگام سنوح موت میت وہم بعد ازاں خیال سرانجام این طعام وتقسیم آن فیما بین الاقربا، یا سکان مساجد دامنگیر خاطر میشود کسانیکہ این طعام بانہا میرسد از وقت موت متوقع وچشم دوختہ برین طعام مے باشند مقصود شرع آنست کہ از موت میت عبرت گیرند وپند پذیرند ودر تفکر آخرت مشغول شوند واز غفلت ہوشیار شوند واین مقصود ازین صورت بالکلیہ مفقود میگردد وانچہ در حدیث صحیح آمدہ است ودر صحاح ستہ موجود است ہمیں قدرست کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن طعام المیت الخ ۱۲

Marfat.com

جواب - زید غلط کہتا ہے حقہ نوش کی نماز اور درود سب مقبول ہوتا ہے البتہ اس حقہ کی بو کا ازالہ نہ کرنا اور منہ میں رکھنا مکروہ ہے فقط -

شرعاً نفع کی حد مقرر نہیں | **سوال** - نفع لینا شرع میں کہاں تک جائز ہے للہ ان مسئلوں کو زیب قلم فرما کر جلد مرحمت فرما دیں۔

جواب - نفع جہاں تک چاہے لے لیکن کسی کو دھوکا نہ دے فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

حقہ اور تمباکو کا حکم | **سوال** - حقہ پینا یا تمباکو کھانا یا سونگھنا کیسا ہے حرام ہے یا مکروہ تحریمیہ یا مکروہ تنزیہیہ ہے اور تمباکو فروش اور نیچے بند کے گھر کا کھانا کیسا ہے۔

(مرسلہ میاںجی عبدالرحمٰن صاحب سہنسپور ضلع بجنور)

جواب - حقہ پینا تمباکو کھانا مکروہ تنزیہیہ ہے اگر بو آوے ورنہ کچھ حرج نہیں اور حقہ تمباکو فروش کا مال حلال ہے ضیافت بھی اُس کے گھر کھانا درست ہے فقط رشید احمد

ہندؤں کے تہوار پر ان کے ہدیہ کا حکم | **سوال** - ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاذ یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔ (مرسلہ میاںجی عبدالرحمٰن صاحب سہنسپور ضلع بجنور)

جواب - درست ہے فقط - رشید احمد عفی عنہ

گیروا رنگ کا حکم | **سوال** - کپڑے گیرو میں رنگنا جیسے صوفی لوگ رنگتے ہیں کیسا ہے۔

(مرسلہ میاںجی عبدالرحمٰن صاحب سہنسپور ضلع بجنور)

جواب - گیرو میں کپڑے رنگنا درست ہے بشرطیکہ ریا نہ ہو فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ -

الجواب صحیح - محمد عبداللطیف عفی عنہ

ہندؤں کے تہوار پر خوشی کے گیت گانا ناجائز ہے۔ | **سوال** - ہندوؤں کے لڑکوں کو ان کے تہوار ہولی یا دیوالی میں بطور رشیدی اُن کے تہوار کی تعریف میں کچھ اشعار بنا کر جس طور کہ میاں جی لوگ پڑھایا کرتے ہیں پڑھانا درست ہے یا نہیں۔ (مرسلہ میاںجی عبدالرحمٰن صاحب سہنسپور ضلع بجنور)

جواب - یہ درست نہیں فقط رشید احمد عفی عنہ

عرس وغیرہ میں بہ نیت بیع دسترا جانا جائز نہیں | **سوال** - مسلمانوں کے میلوں میں جیسے پیران کلیر وغیرہ میں واسطے سوداگری

ے مولوی محمد یحییٰ صاحب ۱۲ -

Marfat.com

قبول کرے اور کھا دے جبکہ اس نے قرض لیکر وہ مال طیار کیا ہو خواہ پھر وہ رنڈی اپنے کسب حرام سے وہ قرض ادا کرے تو حضور فرمادیں کہ ڈوم رنڈی وغیرہ کا مال لیکر اپنے قرضدار کو دیدینا یا وہ قرض لیکر ہی دے اور پھر وہ مال اسے لینا جائز ہے یا نہیں۔

(مرسلہ مولوی ابرار احمد صاحب بچھرایوں ضلع مرادآباد مدرسہ جعفریہ ۱۳۲۰ھ)

جواب۔ اگر کوئی شخص قرض لیکر کسی کار خیر میں لگا دے یا کسی کو صدقہ اور ہدیہ دے تو وہ کام بھی ہو جاوے اور اس موہوب لہ کو یہ صدقہ اور ہدیہ بھی لینا درست ہے مگر جب واہب مدیون اپنا قرض حرام مال سے ادا کریگا تو سخت گنہگار رہوگا اور اصل مالک کا دیندار رہیگا ایسے ہی یہ حرام مال کا قرضہ میں لینے والا بھی اگر مسلمان ہے تو سخت گنہگار رہیگا فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

ولائتی قند کا حکم

سوال۔ ولایتی قند اور مٹھائی تر یا خشک کھانی درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ جس کی نجاست یا حرمت تحقیق ہو یا غالب گمان ہو وہ نہ کھاوے اور جس کا حال معلوم نہ ہو اسکا کھانا لینا درست ہے فقط۔

رافضی کے ہدیہ کا حکم

سوال۔ رافضی کا ہدیہ دعوت اور جنازہ میں نماز کی شرکت جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ رافضی کا ہدیہ دعوت کھانا گو درست ہے مگر حضور نماز جنازہ اور ان سے محبت نادرست ہے اسلئے دعوت وغیرہ بھی نہ کھانی چاہیئے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ[۱] رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

ہندؤں کی سبیل سے پانی پینا درست ہے

سوال۔ ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کرکے مسلمانوں کو اسکا پانی پینا درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں ہے فقط۔

اسقاط حمل کا حکم

سوال۔ ایک بے بیاہی عورت کو حمل رہ گیا اب بوجہ بیعزتی کے خفیہ کرنا اور ساقط کرنا چاہتی ہے ایسی صورت میں علاج اسقاط کرنا اور کرانا گناہ ہوگا یا نہیں۔

جواب۔ اگر اس میں جان پڑگئی ہے تو پھر اسقاط میں سعی کرنا بیشک سخت گناہ اور بحکم قتل ہے ہرگز ایسی دوا دینی درست نہیں ہے فقط۔

قبلہ وکعبہ کہنے کا حکم

سوال۔ خط میں القاب قبلہ وکعبہ لکھنا درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ قبلہ وکعبہ کسی کو لکھنا درست[۲] نہیں ہے فقط۔

---

[۱] بقلم مولوی محمد یحییٰ صاحب۔ ۱۲ [۲] فتاوی رشید میں مرقوم ہے ۱۲

Marfat.com

وَلَقَدْ قَالُوْ کَلِمَۃَ الْکُفْرِ وَکَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِھِمْ وَھَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْ

مرزا غلام احمد قادیانی مسیلمۂ پنجاب

نے اسلام کے مٹانے کا قصد کیا مگر خدائے قدیر نے اُن کو اسمین ناکام کیا۔ اور وہ

ناکامی کی حالت مین اپنے اقرار سے لعنتی موت مرے

چونکہ مرزا صاحب کے کفریات اُن کے رسائل میں منتشر تھے اور مسلمانوں کو اسقدر فرصت نہ تھی کہ مرزا صاحب کی کل تصانیف کو مطالعہ کریں۔ اور بہت سے مرزائی وقت پر انکار یا لغو تاویل سے کام لیتے ہیں اسوجہ سے مسلمانوں کے نفع کے لئے مرزائی کفریات، توہین انبیاء علیہ السلام، دعویٰ نبوت و رسالت تشریعی و انکار حشر اجساد و دیگر مزوریات کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ جو خدا کے فضل و کرم سے مسلمانوں کیلئے بہت مفید

ثابت ہوا۔ اس رسالہ کا نام

اَشَدُّ الْعَذَابِ عَلٰی مُسَیْلِمَۃِ الْپُنْجَابْ

اور لقب

دینِ مرزا کفرِ خالص

یہ رسالہ جس مسلمان کے ہاتھ میں ہوگا خدا کے فضل سے کوئی مرزائی اس سے بات نہ کر سکے گا۔ اس فرقہ کا کفر و ارتداد مرزائی اقوال سے آفتاب کیطرح روشن کر دیا گیا ہے ہر مسلمان اسکو ورد و سر نکو سنائے

مطالق مقر بعض مطبع مجتبائی جدید دہلی۔

ملنے کا پتہ:- اختر جنرل سٹور گاؤشالہ روڈ لائلپور

مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی چاندپوری کی کتاب

اشد العذاب کے چند صفحات کے فوٹو جن سے ان کے فتوے معلوم ہو سکیں گے۔

فتاویٰ ص ۴۳ پہ ملاحظہ ہوں۔

Marfat.com

سے ہونا ہر عام اور خاص مسلمان جانتا ہو۔ غرض کسی ضروری دین کا انکار قطعی یقینی بالاتفاق کفر اور ارتداد ہے صرف توحید
اور رسالت ہی کے انکار کرنے سے مسلمان مرتد نہیں ہوتا۔ بلکہ جو ضروری دین ہے اُس کے انکار سے بالاتفاق
امت مرتد اور کافر ہو جائیگا۔ توحید اور رسالت کا انکار بھی تو موجب ارتداد اسی لئے ہوا ہے کہ وہ ضروریات
دین سے ہے۔ تو پھر اس میں اور دوسرے ضروریات دین میں کوئی فرق اس وجہ سے نہیں ہو سکتا جب
ایمان و اسلام کی حقیقت یقین اور تسلیم اور اقرار ہے تو جو شخص توحید و رسالت اور تمام ضروریات دین پر ایمان
لے آیا ہے اور اُن کو اسی طرح تسلیم کرتا ہے جیسے وہ ثابت ہوئے ہیں، تو اب اگرچہ وہ فسق و فجور میں مبتلا ہو
ضرور مومن ہے اور خاتمہ بالخیر ہوا تو ضرور اس کو خدا سے نجات حقیقی اور جنت ملے گی اور رحمت ابدی کا
مستحق ہے بخلاف اس بدنصیب کے کہ جو نماز روزہ بھی ادا کرتا ہے اور تبلیغ اسلام میں ہندوستان ہی میں نہیں تمام
یورپ کی خاک بھی چھانتا ہو بلکہ فرض کرو کہ اُسکی سعی اور کوشش سے تمام یورپ کو اللہ تعالیٰ حقیقی ایمان و اسلام بھی
عنایت فرما دے۔ مگر اس دعوے اسلام و ایمان اور سعی تبلیغ اور کوشش وسیع کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیتا
ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بمعنی آخر الانبیاء نہ جانتا ہو اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ جھوٹا جانتا ہو جھوٹ
بولنا اُسکی عادت بتاتا ہو۔ اللہ تعالیٰ ایک حتمی اور قطعی خبر دے کہ فلاں دن فلاں وقت یوں ہوگا اور وہ خبر بھی ایسی ہو
جو ایک نبی کے دعوے نبوت کا معجزہ ہو معیار صداقت ہو مگر پھر باوجود لفظوں میں کچھ نہ ہونے کے کوئی شرط مضمر
رکھ لے اور وعدہ خلافی کرکے نبی کو معاذ اللہ رسوا کرے اور اُسکی اُمت کو گمراہ کردے اور یہی خداوند عالم کی عادت
مستمرہ بتلائے یا اور ضروریات دین کا انکار کرے وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے کافر ہے اُسکی مثال
ایسی ہے جسکو کسی دیوانہ کتے نے کاٹ لیا ہو اور اُسکا زہر اُسکے رگ و ریشہ میں سرایت کرچکا ہو اور ہڑک اُٹھ چکی
ہو وہ تمام دنیا کو چاہے سیراب کردے تمام ہندوستان کے دریا اور نہریں اُسی کے قدموں کے نیچے سے بہتی ہوں
مگر اُس بدنصیب کو ایک قطرہ پانی کا نصیب نہیں ہو سکتا وہ دنیا کو سیراب کرے مگر خود تشنہ کام ہی دنیا سے
رخصت ہوگا۔ ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر۔ دین کے کام کرنے سے مغرور نہ ہونا چاہیئے قابل
لحاظ یہ ہے کہ وہ خود بھی مسلمان ہے یا نہیں؛ علیٰ ہذا القیاس کسی فاسق اور فاجر کو دیکھ کر اُسے ذلیل اور بے دین
نہ سمجھے جب کہ ایمان اُس کے قلب میں موجود ہے۔

پیغامیو! قدیریو! - اب سمجھا کہ مرتضیٰ مرزا صاحب اور مرزائیوں، قادیانیوں، قدیریوں، پیغامیوں سے عام گنہگار مسلمانوں
کو کیوں اچھا سمجھتا ہے، معاصی سے مناسبت نہیں بلکہ ایمان کی قدر ہے اور تمہارے نماز روزہ سے نفرت

Marfat.com

اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے، احتیاط شک کی جگہ ہوتی قطع اور یقین میں احتیاط نہیں ہوسکتی۔ اگر ایک چیز دور سے پوری طرح سے نظر نہیں آتی اور شک ہے کہ شیر ہے یا انسان تو احتیاط کا مقتضے یہی ہے کہ گولی نہ ملے مگر جب قریب سے خوب اچھی طرح دیکھ رہا ہے کہ شیر آرہا ہے خود بھی جانتا ہے اور دوسرے ہزارہا آدمی کہہ رہے ہیں کہ شیر آرہا ہے مگر پھر بھی شکاری صاحب گولی نہیں مارتے اور یہ فرماتے ہیں کہ میں احتیاط کرتا ہوں کہیں یہ آدمی نہ ہو۔ تو یاد رہے کہ اس احتیاط کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بے احتیاطی سے اپنی جان اور مسلمانوں کی جان کھو دیگا یہ احتیاط نہیں بے احتیاطی ہے جب ایک شخص نے قطعاً یقیناً ایک ضروری دین کا انکار کیا اور وہ انکار محقق ہوگیا تو اب اسکو کافر نہ کہنا خود بے احتیاطی سے کافر اور مرتد ہونا ہے۔ مثلاً مرزاجی نے عیسیٰ علیہ السلام کو فحش گالیاں دیں جو آگے لکھی جاتی ہیں اس کے بعد بھی کوئی شخص مرزا صاحب کو مسلمان ہی کہے تو اسکا یہی مطلب ہوا کہ عیسےٰ علیہ السلام کی تعظیم کرنا یا عیسیٰ علیہ السلام کی توہین نہ کرنا اس کے نزدیک ضروریات اسلام سے نہیں باوجود عیسےٰ علیہ السلام کے گالیاں دینے کے بھی جب آدمی مسلمان ہوسکتا ہے تو حاصل یہی ہوا کہ اسلام نے گالیاں دینی اور انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے کی اجازت دی ہے۔ حالانکہ انبیاء علیہ السلام کی تعظیم کرنی اور توہین نہ کرنا ضروریات دین سے ہے۔ تو مرزا صاحب کو کافر اور مرتد نہ کہکر خود ایک ضروری دین کا انکار کرکے کافر ہوگیا یا مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ نماز پنجگانہ اور زکوٰۃ، روزہ، حج کچھ فرض نہیں اور اس کی کوئی اپنے نزدیک تاویل بھی کہدے تو اب یہ شخص بوجہ ضروریات دین کے منکر ہونے کے کافر ہوگیا، مرتد ہوگیا۔ پھر بھی باوجود اس کے ایک شخص احتیاط کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے مسلمان ہی کہو تو اس کا مطلب یہی ہوا کہ یہ فرائض اربعہ اسکے نزدیک فرض نہیں ان کی فرضیت کا اقرار ضروریات دین سے نہیں حالانکہ ان کو فرض جاننا ضروریات دین سے ہے۔ تو اب اس کی احتیاط کا حاصل یہی ہوا کہ اس نے چار ضروریات دین کا انکار کیا اور خود کافر اور مرتد ہوگیا۔ ورنہ اسکے معنی کیا کہ یہ چیزیں تو ضروریات دین سے ہوں مگر منکر کافر نہ ہو اور مسلمان باقی رہے۔

جیسے کسی مسلمان کو اقرار توحید و رسالت وغیرہ عقائد اسلامیہ کیوجہ سے کافر کہنا کفر ہے کیونکہ اس نے اسلام کو کفر بتایا اسیطرح کسی کافر کو عقائد کفریہ کے باوجو مسلمان کہنا بھی کفر ہے کیونکہ اُسنے کفر کو اسلام بنا دیا، حالانکہ کفر کفر ہے اور اسلام اسلام ہے اس مسئلہ کو مسلمان خوب اچھی طرح سمجھ لیں اکثر لوگ اسمیں احتیاط کرتے ہیں حالانکہ احتیاط یہی ہے کہ جو منکر ضروری دین ہو اسے کافر کہا جائے ہکیا بنا فقین توحید و رسالت کا اقرار نہ کرتے تھے یا پانچوں وقت قبلہ کیطرف نماز نہ پڑھتے تھے مسلمہ کذاب وغیرہ مدعیان نبوت اہل قبلہ نہ تھے انہیں بھی مسلمان کہہ گئے ہ؟ اہل قبلہ کے یہی معنی ہیں کہ تمام ضروریات دین کو

Marfat.com

نہیں اگر یہ نتیجہ صحیح ہے تو تمام دین و دنیا اسلام ہی تباہ و برباد ہو جائیگا کوئی عالم کیسا ہی قابل اور خوش نیت ہو۔ مگر اُس سے فیصلہ میں کیا غلطی نہیں ہو سکتی پولیس کے جسقدر چالان ہیں کیا سب صحیح ہی ہوتے ہیں اور جس قدر چالان صحیح ہوں اُن میں کیا ملزم کو سزا ہونی ضروری ہے تو اب اس بنا پر تمام بدمعاش چور یہ کہکر رہا ہو جائینگے کہ بعض حکام غلطی کرتے ہیں بعض بد نیت ہوتے ہیں بعض چالان پولیس کے صحیح ہوتے ہیں بعض غلط۔ لہٰذا چور بدمعاش مزے سے چوری بدمعاشی کریں اور اُن کو کوئی سزا نہ دیجائے اور پولیس کا کوئی چالان قابل توجہ نہ رہے۔ جسکو پولیس چور کہے اسکو مجدد محدث اور ولی سمجھا جائے جیسے دنیا میں تمام امور کی جانچ ہوتی ہے اسیطرح فتووں کو بھی اُن کی اصول پر کَس لو اگر صحیح ہو تو مانو ورنہ غلط ہیں۔ یہ تو نہیں کہ کسی عالم کی غلطی یا بدبختی سے تمام دنیا کے علماء کے صحیح فتاوے بھی قابل قبول نہ رہیں۔ اگر ایسا ہو تو قیامت برپا ہو جائے نہ دین رہے نہ دنیا۔ کیا کوئی شخص مسیلمہ کذاب اور مرزا غلام احمد صاحب اور اُن کے امثال کو دیکھکر یہ کہدیگا کہ جو مدعی نبوت ہے۔ وہ معاذ اللہ العظیم ایسے ہی جھوٹے تھے سلسلہ نبوت ہی کو غلط بتا کر تمام دین سے سبکدوش ہو جائیگا۔ مسیلمہ اسود عنسی مرزا جی باب بہاء اللہ وغیرہ کے جھوٹے دعوے نبوت سے سب مدعیان نبوت معاذ اللہ جھوٹے اور غیر قابل اعتبار تھوڑا ہی ہو سکتے ہیں دنیا میں جھوٹ سچ دونوں ہی ہیں۔ مگر جھوٹ جھوٹ ہے سچ سچ۔ غرض یہ عذر ایک طفلانہ عذر ہے جسکو کوئی اہل انصاف بنظر التفات نہیں دیکھ سکتا۔ مرزا غلام احمد اور ان کے تمام مرید معتقد کافر مرتد اور ان کے عقائد مذکورہ جاننے کے بعد ان میں سے کسی کے کفر و ارتداد میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، ان پر جو کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے وہ بالکل صحیح ہے انہیں توبہ کرنی چاہیئے۔ یہ غلط حیلے مفید نہیں۔

یہ عذر کہ علماء ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں چنانچہ علماء دیوبند کو بھی علماء بریلی کافر کہتے ہیں۔ غلط ہے

مرزائی جب بہت تنگ اور عاجز ہوتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ آخر علماء دیوبند جو آج ہندوستان میں مرکز اسلام و مرکز حنفیت و مرکز قرآن و حدیث فقہ علوم عقلیہ و نقلیہ کا سرچشمہ ہیں انکو بھی تو مولوی احمد رضا خان صاحب اور اُن کے ہم خیال کافر کہتے ہیں تو کیا علمائے دیوبند کافر ہیں۔ اگر وہ کافر نہیں تو پھر مرزائی کیوں کافر ہیں۔ اس کا جواب بھی خوب توجہ سے سن لینا چاہیئے۔ علمائے دیوبند کی تکفیر اور مرزا صاحب اور مرزائیوں کی تکفیر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

بعض علمائے دیوبند کو خان بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں جانتے۔ چوپائے مجانین کے علم کو آپکے (صلی اللہ علیہ وسلم) علم کے برابر کہتے ہیں شیطان کے علم کو آپکے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) علم سے زائد کہتے ہیں لہٰذا وہ کافر ہیں۔ تمام علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ خانصاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے جو ایسا کہے وہ کافر ہے مرتد ہے

Marfat.com

ملعون ہے لاؤ ہم بھی تمہارے فتوے پر دستخط کرتے ہیں بلکہ ایسے مرتدین کو جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے یہ عقاید بیشک کفریہ عقائد ہیں ۔ مگر خانصاحب کا یہ فرمانا کہ بعض علمائے دیوبند ایسا اعتقاد رکھتے یا کہتے ہیں یہ غلط ہے افترا ہے بہتان ہے ،،

جب ہم ان عقائد کو کفر اور ارتداد کہتے ہیں تو ہم اسکے معتقد کیسے ہو سکتے ہیں ۔ نہ یہ کلمات کفریہ ہم نے کہے ، نہ ہمارے

بزرگوں نے نہ ایسے مضامین خبیثہ ہمارے قلب میں آئے ہم تو ایسے شخص کو جسکا یہ اعتقاد ہو قطعی کافر جانتے ہیں ۔ یہ ہیں

وہ عبارات جن کی طرف ان مضامین خبیثہ کو منسوب کرتے ہیں ۔ انکا مطلب صاف ہے جہاں مضامین کے بالکل مخالف ہے ۔ اب یہ سوال کہ پھر خانصاحب نے ایسا کیوں کیا اسکا جواب یہ ہے کہ وہ بھی تیرھویں صدی کے فرضی مجدد ہی ہونے کے مدعی تھے ۔

مشاہرہ دار مجددوں کا یہی حال ہوتا ہے مرزا صاحب نے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر کہا ، خانصاحب نے اپنے تمام مخالفوں کو کافر کہا ، ندوۃ العلماء ہوا سبھی جو شریک ہو جو اسکا ممبر ہو جو کسی ندوی سے سلام کرلے وغیرہ وغیرہ سب کافر ہو ، ہاں وہ کافر ، غیر مقلد وہ کافر نیچری سب کافر غرض جو انکا ہمخیال نہیں وہ کافر حتٰی کہ خود کافر ، مرید کافر ، ان کے پیر بھی کافر کفر کی مشین گن ہی جو ہوئی مگر چندہ بلقان میں شریک نہ ہوئے تحریک خلافت میں شریک نہ ہوئے بلکہ جو شریک ہو وہ کافر ، اب میں زیادہ کچھ عرض نہیں کرتا سمجھنے والے خود سمجھلیں کہ جو امر مسلمانوں کی بہبودی کا ہوا خانصاحب نے کفر سے ورے ٹھہرایا ہی نہیں ، مولوی عبد الباری صاحب ایکسو ایک وجہ سے کافر اور جب مولوی ریاست علیخانصاحب شاہجہانپوری سے گفتگو ہوئی تو دو چار وجہ بھی مشکوک سی ہی ارشاد ہوگئیں داروغہ جہنم ہی جو ٹھہرے اُنکے جسقدر مرید ہیں وہ اب جو کر رہے ہیں ۔ وہ معلوم ہے ۔ غرض کوئی محجوب ہی اس پردہ زنگاری میں بڑے مجدد اور چھوٹے مجدد ایک ہی تھیلی کے بٹے معلوم ہوتے ہیں کسی ایک ہی ابرو کے تیر کے شکار ہیں دونوں کی غرض یہی معلوم ہوتی ہے کہ دنیا میں سوائے اُن کے اذناب کے کوئی مسلمان نہ رہے اور وہ جیسے مسلمان ہیں معلوم ہے ان مضامین کی تشریح دیکھنی ہو تو ملاحظہ ہو ۔ الشہاب المدرار ، توضیح اقوال الاخیار ، تزکیۃ الخواطر عما اتقی فی امنیۃ الاکابر ۔ توضیح البیان فی حفظ الایمان قطع الوتین ممن تقول علی العلمین ۔ الختم علی لسان المخصم وغیرہ یہ مسئلہ تو یہاں ضمنی آگیا ہے ۔

اصل بات یہ عرض کرنی تھی کہ بریلوی تکفیر اور علمائے اسلام کا مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر کہنا ، ہمیں زمین و آسمان کا

فرق ہے اب پھر کبھی اسکو نہ پرلانا ، اگر خانصاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے ۔ جیسا کہ

انہوں نے انھیں سمجھا تو خانصاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعًا ثابت ہو گئے

Marfat.com

تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

اب جیسے علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بمعنی آخر الانبیاء نہ سمجھے کسی کو بھی منصب نبوت کا ملنا شرعاً جائز سمجھے وہ قطعاً کافر ہے، انہیں مرزا صاحب سے کہلوا دو اور وہ مر گئے تو خود کہہ دو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں آپ کے بعد کوئی نبی موجود نہیں ہو سکتا جو مدعی نبوت شرعیہ حقیقیہ ہو یا کسی کو نبی سمجھے وہ کافر ہے پھر تم سے کہنا ہم تمہارے ساتھ ہیں کوئی آنکھ بھر کر تو تمہیں دیکھ لے، اس صورت میں مرزا جی تو ہاتھ سے جاتے ہیں مگر اسلام ملتا ہے مگر مرزا صاحب کو کافر کہنا ہوگا۔ جیسے علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے آپ کے (صلی اللہ علیہ وسلم) علم سے علم شیطان لعین کو زیادہ کہے یا آپ کے (صلی اللہ علیہ وسلم) علم کے برابر صبیان ومجانین وبہائم کو کہے وہ کافر ہے مرتد ہے ملعون ہے جہنمی ہے فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الخلق ہیں زیادہ کیا معنی آپ کے علم کے کوئی برابر بھی نہیں ہو سکتا بلکہ علم نبوی سے کسی کے علم کو نسبت ہی نہیں تم بھی کہہ دو کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرے انہیں گالیاں دے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تنقیص شان کرے ان سے مساوات کرے وہ کافر ہے مرتد ہے مرزا صاحب نے بیشک عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیں اور انبیاء علیہم السلام کی توہین کی لہذا مرزا صاحب بیشک کافر مرتد ملعون جہنمی ہیں کہو اس کی ہمت ہے اگر نہیں تو پھر علمائے دیوبند سے تمہیں کیا واسطہ وہ پکے مسلمان تم پکے کافر مرتد۔ غضب تو یہ ہے جو وجوہ کفر تم پر عائد کئے جاتے ہیں تم ان کو کفر ہی نہیں جانتے تم تو ان کو عین ایمان کہتے ہو۔ ختم نبوت کا انکار کر کے گفتگو کرتے ہو قرآن وحدیث سے بقائے نبوت کو ثابت کرتے ہو۔ مرزا مدعی نبوت کو مجدد۔ محدث۔ ولی مسیح موعود کیا کیا مانتے ہو، مرزا صاحب سے جب کہا جاتا ہے کہ تم اپنے کو عیسیٰ علیہ السلام سے فضیلت دیتے ہو تو مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ بیشک اور میں کیا خدا نے اُسکے رسول نے مسیح موعود کو اسکے کارناموں کیوجہ سے مسیح ابن مریم سے افضل قرار دیا تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یوں کہا جاتا ہے کہ تم اپنے کو ان سے افضل کیوں قرار دیتے ہو۔ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ تم نے یہ کیا تو جواب ملتا ہے کہ ہاں کیا انبیاء بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے مجھ پر کوئی ایسا اعتراض نہیں جو پہلے انبیاء علیہم السلام پر نہ ہو سکے، الغرض جو الزام لگایا گیا اس سے انکار نہیں بلکہ اقرار کے ساتھ اُس کو عین ایمان بتایا جاتا ہے۔ اب تو معلوم ہو گیا کہ علمائے دیوبند کی تکفیر میں اور مرزائیوں کی تکفیر میں زمین وآسمان کا فرق ہے، علمائے دیوبند جن امور کی بناء پر کافر بتائے جاتے ہیں وہ اُن سے بری ہیں اُنکو کفر جانیں اعتقاد رکھتے

Marfat.com

ہیں اور مرزا صاحب اور مرزائی عقائد کفریہ اقوال کفریہ کو تسلیم کرتے ہیں انکا اقرار کرتے ہیں اُن کو عین ایمان سمجھتے ہیں اور جو کہیں کہیں تاویل کرتے ہیں تو وہ باطل، تاویل الکلام بما لا یرضیٰ بہ قائلہ ہے، ایک جگہ تاویل کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کا دوسرا کلام اُس کی تغلیط کرتا ہے۔ بیچارے عاجز ہیں مگر ایمان سے دشمنی ہے مرزا صاحب کو جھوٹا نہیں کہتے، اس غرض سے یہ رسالہ لکھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ مرزائیوں کو اس سے ہدایت اور مسلمانوں کو استقامت عنایت فرمائے، ابھی تک بفضلہ تعالیٰ مسلمان اس سے ناواقف نہیں کہ ان صریح کفریات کو بھی دیکھکر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو مسلمان ہی کہے جائیں،

ایک بات اور قابل ذکر ہے مرزائی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ عبارات مرزا صاحب کی پیش کرتے ہیں۔ جنمیں ختم نبوت کا اقرار ہے عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم اور عظمت شان کا اقرار ہے، اُس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے کافر نہ تھے ایک مدت تک مسلمان تھے اور چونکہ دجال تھے اس وجہ سے اُن کے کلام میں باطل کے ساتھ حق بھی ہے تو یہی عبارات مفید نہیں جبتک کوئی ایسی عبارت نہ دکھادیں کہ میں نے جو فلاں معنی ختم نبوت کے غلط بیان کئے تھے وہ غلط ہیں صحیح معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد صلے اللہ علیہ وسلم کوئی نبی حقیقی نہ ہوگا یا عیسیٰ علیہ السلام کو جو فلاں جگہ گالیاں دیکر کافر ہوا تھا اُس سے توبہ کر کے مسلمان ہوتا ہوں سو رنہ دیسے تو مرزا صاحب اور تمام مرزائی الفاظ اسلام ہی کے بولتے ہیں اسی وجہ سے مسلمان دھوکہ میں آجاتے ہیں کہ یہ تو ختم نبوت کے بھی قائل ہیں عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم بھی کرتے ہیں قرآن کو بھی مانتے ہیں حشر اجساد پر بھی ایمان لاتے ہیں غرض تمام آمنت باللہ اور ایمان مجمل و مفصل ازبر ہے یہ مسلمان کیوں نہ ہوں گے۔ مگر مسلمانو یہ ان کے الفاظ ہیں لیکن معنے وہ نہیں جو قرآن و حدیث نے بتلائے ہیں معنے ان کے وہ ہیں جو مرزا صاحب نے تصنیف کر کے کفر کی بنیاد ڈالی ہے۔ لہذا جو عبارات مرزا صاحب اور مرزائیوں کی لکھی جاتی ہیں جب تک ان مضامین سے صاف توبہ نہ دکھائیں یا توبہ نہ کریں تو اُن کا کچھ اعتبار نہیں، مسلمانوں کی واقفیت کے لئے مرزا صاحب اور اُن کے اذناب کے چند اقوال لکھدئے ہیں ورنہ تتبع کیجائے تو نمعلوم اور کسقدر ایسے کفریات بھرے ہوں گے۔

جملہ اہل اسلام کی خدمات میں عرض ہے کہ اس عاجز و محتاج الی رحمت اللہ الغفار کے لئے اور جملہ اہل اسلام کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسلام پر قائم رکھے، اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین۔

عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کے متعلق جو مرزائی جواب دیتے ہیں وہ تو اس رسالہ میں بفضلہ تعالیٰ پورے آگئے ہیں، رہا مسئلہ ختم نبوت و دعویٰ نبوت سو بیچاریوں کیلئے تو مرزا صاحب کی یہ عبارات ہی کافی ہیں کہ مرزا صاحب

Marfat.com

علمائے حجاز کا فتویٰ تکفیر

اور علمائے دیوبند کا اقرار

علامہ سید احمد آفندی برزنجی مفتی مدینہ منورہ سمیت تقریباً پچاس نامور علمارِ حجاز نے علمارِ دیوبند کی زیرِ بحث گستاخانہ عبارات پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ ان میں سے سات نے اپنے فتوی میں یہ لکھا کہ ان علمائے دیوبند کی یہ عبارات گستاخانہ اگر ثابت ہو جائیں تو بلاشبہ یہ علمار کافر ہیں، جبکہ باقی سینکڑوں علمارِ عرب و عجم نے زیرِ بحث عبارات کی بنا پر علمارِ دیوبند پر غیر مشروط فتویٰ کفر صادر کیا ہے۔

علمارِ دیوبند نے اپنی گستاخانہ عبارات کے ثبوت میں الجھاؤ پیدا کرنے کی غرض سے، حجازِ مقدس کے سات علمارِ کرام کے مشروط فتویٰ کفر کو غنیمت سمجھا اور ان سات علمارِ کرام کو انہوں نے سراہا۔

(دیکھئے مقدمہ الشہاب الثاقب، چند صفحات کے فوٹو)

مگر اس سے آگے الجھاؤ پیدا کرنے کے لیے علمارِ دیوبند کو کچھ نہیں سُوجھتا کہ وہ کیا کریں۔ زیرِ بحث عبارات سے ان کے انکار کی کوشش اس لیے کامیاب نہیں ہو سکتی، کیونکہ دیوبند سے مطبوعہ یہ عبارات لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں۔

ان عبارات پر فتویٰ کفر کو غلط اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ خود علمارِ دیوبند بھی ایسی عبارات پر یہی فتویٰ دے چکے ہیں علمارِ عرب و عجم کے فتویٰ سے انکار یوں نہیں ہو سکتا کہ وہ خود اپنی تصنیفات میں ان فتاویٰ کا اقرار کر چکے ہیں۔

اب آخری حربہ یہ رہ جاتا ہے کہ زیرِ بحث عبارات کی غلط سلط تاویلات کر دی جائیں، اور یعنی مطلب یہ ہے، مطلب وہ ہے۔ مراد یہ ہے اور مراد وہ ہے، کا سہارا لیا جائے، مگر یہ حربہ اس لیے ناکام ہے کہ زیرِ بحث عبارات عُرف اور محاورہ میں صریح گستاخی قرار پا چکی ہیں۔ جب الجھاؤ کے لیے کوئی موقف متعین نہ ہو سکا، تو علمارِ دیوبند نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اپنے بڑوں کو بچانے کے لیے جو کچھ ہو سکتا ہے، وہ سب کچھ آزما لیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ علمارِ دیوبند اس مسئلہ میں سخت کشمکش کا شکار ہیں اور بے حواسی میں الگ الگ راگ الاپ رہے ہیں۔

تابش

Marfat.com

الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب

از

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

معہ

غایۃ المامول
فی تتمہ منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول ﷺ

از

علامہ سید احمد آفندی برزنجی مفتی مدینہ منورہ
علی ساکنہا الصلوٰۃ والسلام

ترغیم حزب الشیطان
بتصویب حفظ الایمان

از

حضرۃ مولانا ابوالرضا محمد عطاء اللہ قاسمی بہاری
رحمہ اللہ تعالے

انجمن ارشاد المسلمین
۲-بی، شاداب کالونی ○ حمید نظامی روڈ ○ لاہور

Marfat.com

عرضِ ناشر

تقریباً دو سال پیشتر انجمن ارشاد المسلمین کی طرف سے شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی تصنیف لطیف " الشہاب الثاقب " کی اشاعت کا اعلان کیا گیا تھا۔ لیکن مختلف عوارض کی بنا پر اس کی طباعت تاخیر و تعویق کا شکار ہوتی رہی۔ جس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ انجمن کے ناظم اعلیٰ محترم انوار احمد صاحب کا ارادہ تھا کہ کتاب پر ایک ایسا محققانہ مقدمہ لکھا جائے کہ جس میں کتاب مذکور کے خلاف پھیلائی جانے والی بعض اہم غلط فہمیوں کا ایسا دندان شکن جواب دیا جائے کہ جس سے احمد رضا خاں صاحب کے سفر حرمین شریفین کے تمام مخفی گوشے اجاگر ہو جائیں اور حرمین شریفین میں احمد رضا خاں صاحب نے جو مکروہ کارروائی پورے مکر و فریب کے ساتھ کی تھی اس کے تمام خد و خال لوگوں کے سامنے آجائیں اور ان کی تکفیری کارروائی کا سارا پس منظر واضح ہو جائے۔

لیکن اس کے لئے کوئی دوسرا شخص تیار نہ تھا اور وہ اپنی گوناگوں مصروفیات کے باعث اس کے لئے مناسب وقت جلد نہ نکال سکے۔ بہرحال اب یہ طویل مقدمہ تکمیل کے مراحل سے گزر کر آپ کے سامنے ہے۔ ہم اس کی تعریف و توصیف کے سلسلہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتے اس کا فیصلہ قارئین کے ہاتھ میں ہے۔

ہم " الشہاب الثاقب " کے ساتھ علامہ سید احمد آفندی برزنجی مفتی مدینہ منورہ (احمد رضا خاں صاحب نے موصوف کا ذکر خیر جن القابات و خطابات سے کیا ہے وہ حسام الحرمین ص پر ملاحظہ ہو) کی کتاب " غایۃ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول " بھی شائع کر رہے ہیں جو علامہ موصوف نے احمد رضا خاں صاحب کے خلاف تحریر فرمائی تھی۔ جس پر دیگر علماء مدینہ منورہ (زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً) نے اپنی تقریظات لکھیں اور اپنے تائیدی دستخط ثبت فرمائے۔ جس سے یہ

Marfat.com

حقیقت پوری طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ " فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں کیا تھے ؛ اور ان کے نزدیک احمد رضا صاحب کے بعض عقائد و نظریات کس قدر گمراہ کن تھے ؛ یہ کتاب آج کل نہ صرف کمیاب بلکہ قریباً نایاب ہو چکی تھی۔ ہم اس کتاب کی افادیت بڑھانے کے لئے اس کا ترجمہ بھی ساتھ ہی شائع کر رہے ہیں۔ جو ہمارے رفیقِ کار اور انجمن کے اول نائب امیر جناب مولوی نعیم الدین صاحب نے کیا ہے۔

چونکہ بریلوی حضرات ایک یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ علماء دیوبند نے " حفظ القرآن " کی عبارت کے جو جوابات دیئے ہیں وہ آپس میں متخالف و متعارض ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن چاندپوری رح کے جواب کے مطابق حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رح کافر قرار پاتے ہیں۔ اور حضرت مدنی رح کے جواب کے پیش نظر حضرت چاندپوری رح کافر ہیں۔ (العیاذ باللہ)۔ اس لئے ہم " الشہاب الثاقب " کے ساتھ ہی حضرت مولانا ابوالرضا محمد عطاء اللہ صاحب قاسمی بہاری رح کی کتاب " ترغیم حزب الشیطان بتصویب حفظ الایمان " بھی شائع کر رہے ہیں جس میں اس اعتراض کا مسکت و دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔

" الشہاب الثاقب " میں درج شدہ بعض الفاظ کے بارے میں حضرت علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم کی ایک پرانی روایت کا درج کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ۔

" ایک بار حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی طالب علم نے یہ سوال کیا کہ " الشہاب الثاقب " میں بعض مقامات پر " وہابیہ " کے لئے لفظ " خبیث " استعمال کیا گیا ہے جو بہت سخت ہے۔ تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ " الشہاب الثاقب " کا مسودہ جس طالب علم کو صاف کرنے کیلئے دیا گیا وہ وہابیوں کا سخت مخالف تھا۔ اس نے بعض مقامات پر " وہابیہ " کے ساتھ ایسے الفاظ کا اضافہ کر دیا۔ پھر جلدی اشاعت کے باعث اسکی تصحیح نہ کی جاسکی اور اگلے طابعین پھر اسی کی کاپی کرتے رہے "۔

Marfat.com

لگا دیا ہے۔

اپنی تقاریظ میں شرط لگانے والے علمائے حرمین شریفین

کی اصل عبارتیں ملاحظہ ہوں

۱ : مولانا شیخ احمد ابوالخیر میرداد رح اپنی تقریظ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

فان من قال بهذه الاقوال معتقداً لها كما هي مبسوطة فی هذه الرسالة لا شبهة انه من الكفرة الضالين المضلين - لہ	ترجمہ ! کیونکہ جو شخص اس رسالہ کی تفصیل کے مطابق ان اقوال کا معتقد ہوگا تو اس کے گمراہ اور گمراہ کرنے والے کافروں میں سے ہونے میں شبہ نہیں۔

۲ : علامہ شیخ صالح کمال رح رقمطراز ہیں۔

فهم والحال ما ذكرت مارقون من الدين - لہ	ترجمہ ! وہ لوگ دین سے خارج ہیں۔ بشرطیکہ حال وہی ہو جو تو نے ذکر کیا ہے۔

۳ : علامہ محمد علی بن حسین مالکی رح تحریر فرماتے ہیں۔

فاذا هو كما قال ذالك الهمام يوجب ارتدادهم لہ	ترجمہ ! واقعی جس طرح مصنف بلند ہمت نے بیان کیا ہے اس کے بموجب تو ان کے اقوال ان کا کفر واجب کر رہے ہیں۔

لہ (حاشیہ برصفحہ آئندہ)

Marfat.com

۴: مولانا عمر بن حمدان المحرسی رح لکھتے ہیں۔

فهؤلاء ان ثبت عنهم ما ذكره هذا الشيخ ... . فلا شك في كفرهم۔ [۱]	ترجمہ! ان لوگوں سے اگر وہ باتیں ثابت ہو جائیں جو اس شیخ (احمد رضا خان صاحب) نے ذکر کی ہیں ...... تو پھر ان کے کفر میں کوئی شک نہیں۔

۵: مولانا سید شریف احمد برزنجی رح اپنی تقریظ میں رقم فرما ہیں۔

هذا حكم هؤلاء الفرق والاشخاص ان ثبتت عنهم هذه المقالات الشنيعة۔ [۲]	ترجمہ! ان فرقوں اور شخصوں پر حکم کفر تب لگے گا۔ اگر ان سے یہ مقالات شنیعہ ثابت ہو جائیں۔

۶: شیخ محمد عزیز وزیر مالکی رح نے اپنی تقریظ میں اپنے استاذ اور شیخ مولانا سید شریف احمد برزنجی رح کی تقریظ کی تائید کی ہے۔ [۳]

۷: شیخ عبد القادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی مدرس مسجد نبوی اپنی تقریظ میں ارقام فرماتے ہیں۔

فاذا ثبت وتحقق ما نسب هؤلاء القوم	ترجمہ! سوال میں ذکر شدہ باتوں کی نسبت ان لوگوں کی طرف

۱؎ (حاشیہ صفحہ گزشتہ) حسام الحرمین ص ۳۷۔ ۲؎ حسام الحرمین ص ۱۴۴۔ ۳؎ حسام الحرمین ص ۶۷
۱؎ حسام الحرمین۔ ص ۱۲۵۔ ۲؎ حسام الحرمین۔ ص ۱۴۱۔ ۳؎ حسام الحرمین ، ص ۱۴۵

Marfat.com

۱۰

..... مما هو مبین فی السوال نعند ذالك یحکم بکفرهم. [1]

جب ثابت ہو جائے گی تب ان کے کفر کا حکم لگایا جائے گا۔

اس کے بعد موصوف اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

وانما قیدنا بالثبوت و التحقیق لان التکفیر نجاجه خطرة و مهایعه وعرة۔ [2]

ترجمہ! ہم نے ثبوت اور تحقیق کی قید اس لئے لگادی ہے کہ تکفیر کی راہوں میں خطرہ ہے۔ اور اس کے راستے دشوار گزار ہیں۔

چونکہ مذکورہ بالا تقریظ لکھنے والے سات علماء حرمین نے اپنی تقریظ میں شرط لگادی ہے اور یہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ جملہ شرطیہ کے اندر شرط اور جزاء میں حکم نہیں ہوا کرتا ہے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ مذکورہ بالا حضرات نے نہ خود علماء دیوبند کی تکفیر کی ہے اور نہ احمد رضا خان صاحب کے فتوائے کفر کی تائید۔ بلکہ ان ساتوں حضرات کی تقاریظ کا خلاصہ یہ ہوا کہ اگر علماء دیوبند کے عقائد وہی ہوں جو احمد رضا خان صاحب نے اپنے رسالہ " حسام الحرمین " میں ذکر کئے ہیں تو وہ کافر قرار پائیں گے ورنہ نہیں۔

اور ۳۳ میں سے جب سات علماء یوں نکل گئے۔ اب باقی بچ گئے ۲۶ علماء۔ گویا علماء دیوبند کی تکفیر کے مسئلہ میں علماء حرمین شریفین میں سے صرف ۲۶ علماء کرام نے احمد رضا خان صاحب کی بظاہر [3] غیر مشروط تائید و تصدیق کی ہے۔

---

[1] حسام الحرمین ص ۱۵۷۔ [2] حسام الحرمین ص ۱۵۷۔ [3] "بظاہر" کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ مفتی کا جواب ہمیشہ اس شرط کے ساتھ مشروط (بقیہ حاشیہ برصفحہ آئندہ)

Marfat.com

مولوی حسین احمد مدنی کی کتاب الشہاب الثاقب کے صفحہ کا عکس جس میں انہوں نے ایک فتوے کو تسلیم کیا ہے۔

بَابُ اَوَّلْ

فتویٰ لینے میں جو دھوکہ اور کید و فریب بازی کی گئی اس کا بیان

کید اوّل (یعنی پہلا فریب) جنہیں عالمان دین کی نسبت کفر کا فتویٰ حرمین سے حاصل کیا ہے ان پر وہ جھوٹے الزام واتہام لگائے گئے ہیں جن سے وہ بالکل بری اور پاک ہیں اور وہ عقیدے اور خیالات ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جن سے وہ مقدس عالمان ہندوستان سخت بیزار ہیں اور خود بھی ان کو کفر سمجھتے ہیں، حرمین شریفین کے عالموں نے اسی سوال کے مطابق جواب دیدیا اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں پر کفر و شرک کا حکم لگا دیا کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ جیسا سوال ہوتا ہے ویسا ہی جواب لکھا جاتا ہے اگر یہی سوال لکھکر اور کسی شخص پر یہی الزام اور بہتان لگا کر ہندوستان کے ان مقدس عالموں کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی کفر و شرک کا حکم لگا دیں گے چنانچہ متعدد فتوے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے کہ جو شخص شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم کہے خدا کو جھوٹا کہے اس کا کیا حکم ہے تو آپ نے فتویٰ اس کے کفر کا دیا اور ہم فتاویٰ سے ان کی عبارت بھی نقل کریں گے اس لئے حرمین شریفین کے بعض عقلمند اور پر احتیاط عالموں نے یہ لکھدیا ہے کہ اگر سائل کا بیان صحیح ہے اور ان لوگوں کا فی الحقیقت یہی عقیدہ ہے تو وہ کافر و جہنمی ہیں، چنانچہ بطور نمونہ چند عالموں کا قول فتویٰ میں سے نقل کیا جاتا ہے ایک عالم فرماتے ہیں من قال بھذہ الاقوال معتقدا لھا کما ھو مبسوط فی ھذہ الرسالۃ لاشبھۃ انہ من الضالین یعنی جو شخص ان باتوں کا قائل ہو اور جس تفصیل سے اس رسالہ میں لکھا ہے اسی تفصیل سے اعتقاد رکھتا ہو وہ بلاشبہ گمراہ ہے۔ ملاحظہ ہو تقریظ نمبر ۲ صفحہ (۳۰) سطر (۲۰) حسام الحرمین یعنی فتویٰ عربی مؤلف بریلوی خذلہ اللہ تعالیٰ دوسرے عالم لکھتے ہیں فھؤلاء الحاصل ماذکرت کفرۃ مارقون یعنی اگر فی الحقیقت ان لوگوں کا یہی حال ہے جو تم نے لکھا ہے تو وہ کافر ہیں خارج از دین ہیں، ملاحظہ ہو تقریظ نمبر ۳ صفحہ ۲۴ سطر (۵) تیسرے عالم فرماتے ہیں وان من ادعی ذلک فقد کفر یعنی جو اس کا دعویٰ کرے وہ بے شک کافر ہے (ملاحظہ ہو تقریظ ۲۲ صفحہ ۱۲۸ سطر (۱۶)۔ چوتھے عالم نے تو نہایت ہی احتیاط کی اور بہت تفصیل سے یہ لکھا ہے کہ اگر ان لوگوں سے وہ باتیں ثابت ہو جائیں کہ جنکو بریلوی شیخ چلی نے لکھا ہے یعنی غلام احمد سے دعویٰ نبوت کا اور مولانا رشید احمد صاحب و مولانا خلیل احمد صاحب و مولانا اشرف علی صاحب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین تنقیص ثابت ہو جائے تو ان لوگوں

Marfat.com

اس نے اپنے استاد خاص ابلیس لعین سے سیکھا ہے۔

چھٹا بہتان اور مکر عظیم

یہ فریب اور مکر بہت ہی بڑا دجال المجددین اور اس کے اتباع کا ہے کہ جس کی وجہ سے اہل عرب میں خصوصاً اور اہل ہند میں عموماً اس طائفہ کی اشاعت ہوتی ہے اور اسی نام کی بدولت دنیا جہان سے دھوکہ دیکر روٹیاں ہاتھ آتی ہیں یہ جملہ مکاریوں کی اصل اور تمام دغابازیوں کی بنیاد ہے۔ صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا، اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا، اور ہزاروں آدمی اس کے اور اسکی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے، اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاری سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے غرضکہ وجوہات مذکورۃ الصدر کی وجہ سے ان کو اس کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بیشک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہیئے۔ وہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اسقدر رنج و عداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں، چونکہ مجدد المضلین اور اس کے اتباع کو اہل عرب کی نظروں میں خصوصاً اور اہل ہند کی نگاہوں میں عموماً ان کے بہی خواہ اور دوسروں کو ان کا دشمن، دین کا مخالف ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے اس لئے اس لقب سے بڑھکر انکو کوئی لقب اچھا معلوم نہیں ہوتا جہاں کسی کو متبع شریعت و تابع سنت پایا جھٹ وہابی کہدیا تاکہ لوگ متنفر ہو جاویں اور ان لوگوں کے مصالح اور ترقیوں میں جو طرح طرح کی مکاریوں سے حاصل ہوتی ہیں فرق نہ پڑے، صاحبو! شراب پیو، ڈاڑھی منڈاؤ، گوربستی کرو، نذر غیر اللہ مانو، زنا کاری، اغلام بازی ترک جماعت و صوم و صلوٰۃ جو کچھ کرو یہ سب علامات اہل سنت والجماعت ہونے کی ہیں اور اتباع شریعت صورۃً و عملاً جس کو حاصل ہو وہ وہابی ہو جاوے گا مشہور ہے کہ کسی نواب صاحب نے کسی اپنے ہمنشین سے کہا کہ میں نے سنا ہے تم وہابی ہو، انھوں نے جواب دیا حضور میں تو ڈاڑھی منڈاتا ہوں میں کیسے وہابی ہو سکتا ہوں میں تو خالص سنی ہوں، دیکھئے علامت سنی ہونیکی ڈاڑھی منڈانا ہو گیا۔ دجال مجددین نے اس رسالہ میں اس غرض خاص سے ان اکابر کو وہابی کہا ہے تاکہ اہل عرب دیکھتے ہی غیظ و غضب میں آکر تلملا جاویں اور بلا

مولوی حسین احمد مدنی کی کتاب کے ایک صفحہ کا عکس جسمیں انہوں نے محمد بن عبدالوہاب کے متعلق ریمارکس دیئے ہیں بحوالہ ص ۴۲

Marfat.com

اقرارِ کفر

حال ہی میں دیوبندی مکتبِ فکر کی طرف سے علامہ سید احمد برزنجی مفتی مدینہ منورہ کی تصنیف "غایۃ المامول" شائع کی گئی ہے جس کے ٹائیٹل پر مصنف کے القاب تین سطروں میں بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے یہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ علامہ برزنجی دیوبندیوں کے نزدیک انتہائی مسلّم شخصیت ہیں۔

علامہ برزنجی صاحب نے جہاں مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور دیگر علماء عرب و عجم کی موافقت کرتے ہوئے علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات کو کفریہ قرار دیا ہے، اور انتہائی اہتمام سے کفر کی تائید فرمائی ہے وہاں انہوں نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے بارے میں بھی اختلاف کیا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی رائے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم تمام ممکنات حتّٰی کہ علومِ خمسہ کو بھی محیط کیا ہے، جبکہ علامہ برزنجی موصوف کی رائے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم شریف اگرچہ تمام ممکنات کو محیط ہے، مگر علومِ خمسہ اس سے خارج ہیں۔

علامہ برزنجی نے اپنی اس رائے کے اثبات میں رسالہ "غایۃ المامول" لکھا، جس کے مقدمہ میں انہوں نے اس ساری حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے مسئلہ میں مولانا احمد رضا سے اختلاف کرتے ہوئے میں یہ رسالہ لکھ رہا ہوں، مگر علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات کے کفر پر دوسرے علماء کی طرح میں بھی متفق ہوں اور آج بھی میرا یہی فتویٰ ہے۔

فرماتے ہیں: "ہم نے اس رسالہ (حسام الحرمین) پر تقریظ و تصدیق لکھ دی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں (علماء دیوبند) سے یہ مقالاتِ شنیعہ ثابت ہو جائیں، تو یہ لوگ کافر اور گمراہ ہیں، کیونکہ یہ سب باتیں اجماعِ امت کے خلاف ہیں۔"

(ترجمہ، غایۃ المامول، ص ۲۹۹ - مترجم: مولوی نعیم الدین دیوبندی)

دیوبندی مکتبِ فکر کی طرف سے غایۃ المامول" کو چھاپنے اور شائع کرنے کا مقصد یہ دکھانا ہے کہ علامہ برزنجی مفتی مدینہ منورہ نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی مخالفت کی ہے جیسا کہ انہوں نے اس کے ٹائیٹل پر لکھا ہے: "احمد رضا خاں صاحب کا گمراہ کن عقیدۂ غیبیہ علمائے حجاز کی نظر میں" بلکہ "الشہاب الثاقب" کے ابتداء میں ص ۸ - ۹ "عرضِ ناشر" کے تحت لکھا ہے: "ہم "الشہاب الثاقب" کے ساتھ علامہ سید احمد آفندی برزنجی کی کتاب "غایۃ المامول" کے چند صفحات کے فوٹو بھی شائع کر رہے ہیں جو علامہ موصوف نے

Marfat.com

احمد رضا خاں صاحب کے خلاف تحریر فرمائی تھی، جس پر دیگر علماء مدینہ منورہ نے اپنی تقریظات لکھیں اور اپنے تائیدی دستخط ثبت فرمائے، جس سے یہ حقیقت پوری طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں کیا تھے؟ ہم اس کتاب کی افادیت بڑھانے کے لیے اس کا ترجمہ شائع کر رہے ہیں، جو ہمارے رفیق کار اور انجمن کے اول نائب امیر جناب مولوی نعیم الدین صاحب نے کیا ہے" ملخصاً۔

غرضیکہ "غایۃ المامول" کی اشاعت اور اس کے مصنف کے القابات خود اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ کتاب اور اس کا مصنف علماء دیوبند کے نزدیک انتہائی مسلّم اور مقبول ہیں۔

غایۃ المامول کے مطالعہ سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

(۱) اگر بقول علماء دیوبند احمد رضا خاں کے "گمراہ کن عقیدۂ غیبیہ" سے علامہ برزنجی کا اختلاف معلوم ہوا (حالانکہ علامہ برزنجی نے اپنی کتاب میں کہیں بھی گمراہ ہونے کا حکم لگایا اور نہ ہی یہ فتویٰ دیا) مگر علماء دیوبند نے اپنے خلاف علامہ برزنجی کا فتویٰ کفر دوبارہ تسلیم کر لیا اور اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ یوں ایک بار پھر انہوں نے اپنے کفر کا التزام کر لیا۔

(۲) علامہ برزنجی نے "غایۃ المامول" پر مزید ۱۳ علماء مدینہ منورہ کے تصدیقی دستخط کروا کر علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر فتویٰ کفر کی تقریظ و تصدیق کرنے والے علماء حجاز کی تعداد میں اضافہ کر دیا جس کو دیوبندیوں نے خود بھی تسلیم کر لیا، کیونکہ "غایۃ المامول" کے مشمولات میں علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات اور ان پر علامہ برزنجی کا فتویٰ کفر بھی موجود ہے۔

(۳) مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے ایک مسئلہ میں اختلاف کے باوجود علامہ برزنجی کا علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر فتویٰ کفر' میں مولانا احمد رضا خاں کی تائید و توثیق کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ علماء حرمین نے علیٰ وجہ البصیرت بڑے غور و فکر کے ساتھ علماء دیوبند پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

اس تفصیل سے دیوبندیوں کا یہ الزام بے بنیاد ثابت ہو گیا کہ علماء حجاز نے احمد رضا خاں کے تعارف یا ان کے مباحثِ علمیہ یا ان کے عجز و انکسار سے متاثر ہو کر اور یا علماء حرمین نے اپنی شہرت کی خاطر یا سادہ لوح ہونے کی بنا پر دھوکہ میں آکر علماء دیوبند کے خلاف فتویٰ کفر پر دستخط کر دیئے جیسا کہ "شہابِ ثاقب" اور اس کے مقدمہ میں کہا گیا ہے۔

تابش

Marfat.com

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ

اے پیغمبر! آپ فرما دیجئے کہ زمین و آسمان میں کوئی شخص غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔

(النمل: ۶۵)

احمد رضا خان صاحب کا گمراہ کن عقیدہ غیبیہ، علمائے حجاز کی نظر میں۔

غایۃ المأمول

فی تتمۃ

منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول

للشیخ الفاضل الکامل الجامع بین المعقول والمنقول الحاوی للفروع والاصول علامۃ الزمان فہامۃ الاوان حامل لواء التحقیق مالک ازمۃ التدقیق حضرۃ مولانا السید احمد آفندی البرزنجی الحسینی المفتی بالمدینۃ المنورہ (رحمہ اللہ تعالیٰ)

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین

۶ بی۔ شاداب کالونی حمید نظامی روڈ۔ لاہور

Marfat.com

اوتی الایات البینات۔ والمعجزات الباھرات۔ سیدنا و مولانا محمد خیر الوسائل۔ القائل حین سئل عن الساعة " ما المسئول عنھا باعلم من السائل " و علی جمیع الانبیاء والمرسلین۔ وعلی آلھم وصحبھم والتابعین۔

اما بعد!

فقد کنت الفت رسالةً مختصرةً جوابًا عن سوال و ردالی من الھند مضمونھا انہ

" وقع تنازع بین علماء الھند فی علمہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل ھو محیط بجمیع المغیبات حتی الخمس المذکورة فی قولہ تعالی " اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ الآیة او غیر محیط بذالک وان جماعة من العلماء ذھبوا الی الاول والاخرون الی الثانی ففی ای الفریقین یکون الحق؛

پر جسے کھلی ہوئی نشانیاں اور بڑے بڑے معجزات دیئے گئے جو ہمارے آقا و مولیٰ ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو بہترین وسیلہ ہیں۔ جن سے قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ جس سے سوال کیا گیا ہے وہ قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ علم نہیں رکھتا اور ان کے ساتھ ہی، دیگر تمام انبیاء و مرسلین اور ان کی آل واصحاب و اتباع پر بھی۔

اما بعد!

ہندوستان سے آنے والے ایک سوال کے جواب میں۔ میں نے ایک مختصر رسالہ لکھا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ۔

" علماء ہند میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے بارے میں جھگڑا پڑ گیا ہے کہ آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم، کا علم مغیبات خمسہ (جن کا ذکر آیت اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ میں ہے[1]) سمیت تمام مغیبات کو محیط ہے یا نہیں۔ علماء کی ایک جماعت پہلی شق کی قائل

---

[1] السجدہ: ۳۴

Marfat.com

نريد منكم بيان ذالك بالادلة الشافية "

فالفت تلك الرسالة وبينت فيها انه صلى الله عليه وسلم اعلم الخلق وانه علمه محيط بجميع مهمات الدين ومحيط ايضا بمهمات الكائنات فى الدنيا والاخرة - ولكن المغيبات الخمس لا تدخل تحت شمول علمه الشريف للادلة الواضحة الدالة على ذالك من الكتاب والسنة وكلام السلف وان ذالك لا يخدش ادنى خدش فى علو مقامه ورفعة درجته فتلقوا رسالتى المذكورة بكمال الرغبة ونهاية القبول -

ثم بعد ذالك ورد الى المدينة المنورة رجل من علماء الهند يدعى احمد رضا خان فلما اجتمع بى اخبرنى اولا بان فى الهند اناسا من اهل الكفر و

ہے۔اور دوسری شق کی حقیقت جاننا چاہتے ہیں کہ آپ شافی دلائل سے یہ بیان فرمائیں کہ حق کس جماعت کے ساتھ ہے

پس میں نے وہ سابقہ رسالہ تصنیف کیا اور اسمیں بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری مخلوق میں سب سے زیادہ علم ہے۔ اور آپ کا علم جمیع دینی امور کو محیط ہے۔ بلکہ دنیا و آخرت کے تمام اہم امور کو محیط ہے لیکن قرآن وسنت اور کلام سلف کے واضح دلائل کی بنا پر مغیبات خمسہ آپ کے علم شریف میں داخل نہیں ہیں اور یہ بات آپ کے مقام کی برتری اور بلندی مرتبت میں ذرہ بھر قادح نہیں ہے پس انہوں نے میرے اس رسالے کو انتہائی رغبت اور پوری قبولیت کیساتھ لے لیا۔

پھر اس کے بعد علماء ہند میں سے ایک شخص جسے احمد رضا خان کہا جاتا ہے مدینہ منورہ آیا۔ جب وہ مجھ سے ملا تو اوّلاً اس نے مجھے یہ بتایا کہ ہند میں اہل کفر و ضلال میں سے کچھ لوگ ہیں جن میں سے ایک غلام احمد قادیانی ہے جو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

الضلال منهم غلام احمد القادیانی
فانه یدعی مماثلة المسیح والوحی
الیه والنبوة۔ ومنهم الفرقة
المسماة بالامیریة ۔ والفرقة
المسماة بالنذیریة۔ والفرقة
المسماة بالقاسمیة۔ یدعون
انه لو فرض فی زمنه صلی اللہ
علیه وسلم۔ بل لو حدث بعده
نبی جدید لم یخل ذالك
بخاتمیته۔ و منهم الفرقة
الوهابیة الکذابیة اتباع
رشید احمد الکنکوهی القائل
بعدم تکفیر من یقول بوقوع
الکذب من اللہ تعالی بالفعل۔
ومنهم رشید احمد الذی یدعی
ثبوت اتساع العلم للشیطان
و عدم ثبوته للنبی صلی اللہ علیه
وسلم۔ ومنهم اشرف علی التانبی
القائل ان صح الحکم علی
ذات النبی صلی اللہ علیه و سلم
بعلم المغیبات کما یقول به

کے مماثل ہونے اور اپنے لئے وحی اور نبوت
کا دعوے کرتا ہے۔ انہیں میں سے ایک فرقہ
امیریہ ہے۔ ایک نذیریہ ہے۔ ایک قاسمیہ
ہے۔ جو دعویٰ کرتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانہ میں کوئی نبی فرض کر لیا جائے
بلکہ اگر آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہو جائے
تب بھی آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں
آتا۔ انہیں میں سے ایک فرقہ وہابیہ کذابیہ
ہے جو رشید احمد گنگوہی کا پیرو ہے۔ جو
اللہ تعالیٰ سے بالفعل کذب کے وقوع کا
قول کرنے والے کو کافر نہیں قرار دیتا۔ انہیں
میں سے ایک شخص رشید احمد ہے جو مدعی
ہے کہ وسعت علم شیطان کے لئے ثابت ہے
لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں۔
انہیں میں سے ایک اشرف علی تھانوی ہے
جو کہتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
پر علم مغیبات کا حکم لگانا بقول زید صحیح ہو تو
سوال یہ ہے کہ اس کی مراد بعض مغیبات
ہیں یا سب؟ اگر بعض مراد ہیں تو اس
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ایسا
علم غیب تو زید۔ عمرو۔ بکر۔ بلکہ جمیع

Marfat.com

زید فالمسئول عنه انه ماذا اراد بهذا ؟ البعض الغیوب ام کلها ؟ فان اراد البعض فای خصوصیة فیه لحضرة الرسالة فان مثل هذا العلم بالغیب حاصل لزید وعمرو بل لکل صبی ومجنون بل لجمیع الحیوانات والبهائم۔

وانه الف رسالة فی الرد علیهم وابطال اقوالهم سمّٰها "المعتمد المستند" ثم اطلعنی علی خلاصة من تلک الرسالة فیها بیان اقاویلهم المذکورة فقط۔ والرد علیهم علی سبیل الاختصار وطلب تقریظا وتصدیقا علی ذالک فکتبناله التقریظ والتصدیق المطلوب وحاصل ماکتبنا انه ان ثبت عن هؤلاء تلک المقالات الشنیعة فهم اهل کفر و ضلال لان جمیع ذالک خارق لاجماع الامة۔ واشرنا فی ضمن ذالک الی بعض الادلة فی ابطال اقاویلهم ثم بعد ذالک اطلعنی احمد رضا خان المذکور علی رسالة له ذهب

حیوانات و بہائم کو حاصل ہے۔

اور اس نے مجھے بتایا کہ اس نے ان فرقوں کے رد اور ان کے اقوال کے باطل کرنے کے لئے ایک رسالہ موسومہ "المعتمد المستند" لکھا ہے۔ پھر اسنے مجھے اس رسالہ کے خلاصہ (حسام الحرمین) پر مطلع کیا۔ اس میں صرف ان فرقوں کے اقوال مذکورہ کا بیان اور ان کا مختصر سا رد تھا۔ اور اس رسالہ (حسام الحرمین) پر تصدیق و تقریظ طلب کی۔ ہم نے اس پر تقریظ و تصدیق لکھ دی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں سے یہ مقالات شنیعہ ثابت ہو جائیں تو یہ لوگ کافر و گمراہ ہیں۔ کیوں کہ یہ سب باتیں اجماع امت کے خلاف ہیں۔ اور اپنی تقریظ کے ضمن میں ہم نے ان کے اقوال کے ابطال کے لئے بعض دلائل کی طرف بھی اشارہ کیا۔

پھر اس کے بعد مجھے احمد رضا خان نے اپنے ایک اور رسالہ پر مطلع کیا۔ جس میں وہ اس بات کی طرف گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم ہر چیز کو

Marfat.com

فيها الى انه صلى الله عليه وسلم
علمه محيط بكل شئ حتى المغيبات
الخمس وانه لا يستثنى من ذالك الا
العلم المتعلق بذات الله تعالى وصفاته
المقدسة۔ وانه لا فرق بين علم
البارى سبحانه وتعالى وعلمه
صلى الله عليه وسلم فى الاحاطة
المذكورة الا بالقدم والحدوث۔ و
ان له على مدعاه هذا برهانا
قاطعا وهو قوله تعالى "وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ
الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" فلم ال
جهدا فى بيان ان الاية المذكورة
لا تدل على مدعاه دلالة قطعية و
ان الاحاطة العلمية بجميع
المعلومات التى لا تتناهى مختصة
بالله تعالى ولم يقل بحصولها
لغيره تعالى احد من ائمة الدين
فلم يرجع عن ذالك واصر وعاند ولما
كان زعم هذا غلطا وجرأة
على تفسير كتاب الله بغير دليل
احببت الآن ان اجمع كلاما مختصرا

محیط ہے۔ حتیٰ کہ مغیبات خمسہ کو بھی۔ اور
یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے
متعلق علم کے علاوہ کوئی چیز بھی آپ کے
علم سے مستثنیٰ نہیں۔ اور یہ کہ خدا تعالیٰ
اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
علم کے درمیان احاطۂ مذکورہ میں صرف
حدوث وقدم کا فرق ہے اور یہ کہ اس
کے پاس اپنے اس دعویٰ پر دلیل قاطع اللہ
تعالیٰ کا قول "وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ
تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" ہے۔ (یعنی
ہم نے آپ پر قرآن کریم کو ہر چیز کا بیان
بنا کر نازل کیا ہے) پس میں نے اس بات
کے بیان میں کوئی کوتاہی نہیں کی کہ آیت
مذکورہ اس کے مدعیٰ پر دلالۃ قطعیہ کے
طور پر دلالت نہیں کرتی۔ اور یہ کہ تمام
معلومات غیر متناہیہ کا احاطۂ علمیہ
اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور
ائمہ دین میں سے کسی نے بھی غیر اللہ کے
لئے غیر تناہی کے احاطۂ علمیہ کا قول
نہیں کیا۔ لیکن احمد رضا خان نے اپنے
قول سے رجوع نہیں کیا بلکہ وہ اپنی بات

Marfat.com

يكون تتمة لرسالتنا الاولى
فيه بيان بطلان استدلاله
على مدعاه بالآية المذكورة -
مشيرا الى بعض مهمات رسالته
المذكورة التي ذكرها تاسيدا
لقوله - مبينا نقضها وعدم
صحتها من وجوه عديدة
لئلا يظن من اطلع على تقريظنا
المذكورة اننا وافقناه في هذا
المطلب فاقول وبالله التوفيق ان
رسالتنا هذه تنقسم الى بابين.
الباب الاول في الوجوه الدالة على
عدم صحة دعواه - والباب الثاني
في ذكر نصوص ائمة الدين الدالة
على صحة ما جرينا عليه في
هذه الرسالة وفي التي قبلها۔

پر اڑا رہا اور حق سے عناد کیا۔ چونکہ اس کا
یہ گمان غلط اور اس کی قرآن کی یہ تفسیر
بلا دلیل تھی اس لیئے میں نے چاہا کہ میں ایک
مختصر کلام جمع کر دوں جو ہمارے پہلے رسالہ
کا تتمہ بن جائے جس میں اس کے اپنے دعوی
پر آیت مذکورہ سے استدلال کے باطل
ہونے کا بیان کرتے ہوئے اس کے رسالہ
کی بعض اہم باتوں کی طرف بھی اشارہ کر دیا جائے
ساتھ ہی متعدد وجوہ سے اس رسالہ کے نقض
اور اس کی عدم صحت کو بھی بیان کر دیا جائے
تاکہ جو شخص ہماری مذکورہ تقریظ پر مطلع ہو وہ
یہ گمان نہ کرے کہ ہم نے اس مطلب میں اس
کی موافقت کی ہے۔ پس اللہ کی توفیق سے کہتا
ہوں کہ ہمارا رسالہ دو بابوں پر منقسم ہے۔ پہلا
باب ان دلائل کے بیان میں ہے جو اس کے
دعوی کے صحیح نہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں
اور دوسرا باب ائمہ دین کی ان تصریحات کے
بیان میں ہے جو ہمارے موجودہ اور سابقہ
رسالہ میں بیان کردہ مسلک کے صحیح ہونے
پر دال ہیں۔

Marfat.com

علامہ اقبال کے تاثرات

۱۹۳۴ء میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کی علامہ اقبال سے ملاقات ہوئی۔ حضرت حجۃ الاسلام نے علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات سنائیں، تو علامہ نے بے ساختہ مندرجہ بالا تبصرہ کیا۔ اس واقعہ کے راوی ہیں حضرت استاذ العلماء مفتی تقدس علی خاں مدظلہٗ العالی، جو حضرت حجۃ الاسلام کے شاگرد، خلیفہ اور داماد ہیں اور طویل عرصہ تک دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے مہتمم رہے ہیں۔ ان دنوں آپ جامعہ راشدیہ، پیر جو گوٹھ (سندھ) کے شیخ الجامعہ ہیں، ذیل میں ان کا ایک مکتوب پیش کیا جا رہا ہے:

غالباً یہ ۱۹۳۴ء کا واقعہ ہے جبکہ مسجد وزیر خاں میں آخری فیصلہ کن مناظرہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حضرت حجۃ الاسلام قبلہ قدس سرہ بہ نفس نفیس لاہور تشریف لے گئے تھے، اور مولوی اشرف علی تھانوی کو خصوصی دعوت دے کر ان کے لیے ڈبہ ریزرو کر کے ان کی آمد کا انتظام کیا گیا تھا، لیکن باوجود اصرار کے وہ نہیں آئے۔

اسی موقعہ پر کسی مقام پر حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہٗ اور ڈاکٹر اقبال صاحب مرحوم کی ملاقات ہوئی۔ حضرت موصوف نے واپسی پر بریلی شریف کے چند احباب کے سامنے یہ تذکرہ فرمایا کہ دیوبندی حضرات کی گستاخانہ عبارتیں ڈاکٹر صاحب موصوف کے سامنے پڑھی گئیں، تو ڈاکٹر صاحب نے بے ساختہ کہا:

"مولانا! یہ ایسی عبارات، گستاخانہ ہیں، ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا۔ ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑنا چاہیئے۔"

(علامہ محمد اقبال)

تقدس علی قادری رضوی بریلوی

مورخہ ۱۲ ماہِ خاص ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مکتوب کا عکس ملاحظہ ہو ص ۳۵

Marfat.com

امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے ایک تاریخی خط کی نقل پیش کر رہے ہیں جو آپ نے آج سے تقریباً ساٹھ سال قبل ۱۳۲۹ھ میں مولوی اشرف علی تھانوی کو لکھا تھا اور جو رسالہ "دافع الفساد عن مراد آباد" میں چھپ چکا تھا۔

معارضۂ عالیہ امام بریلوی قدس سرہٗ

نقل

بنام

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۵

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ فقیر بارگاہ عزیز قدیر عز جلالہٗ تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے اب حسب معاہدہ وقرارداد مراد آباد پھر محرک ہے کہ آپ کو سوالات ومواخذات حسام الحرمین کی جواب دہی کو آمادہ ہوں ۔ میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سُنا دیں اور وہی دستخطی پرچہ اسی وقت فریقین مقابل کو دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کے بدلنے کی گنجائش نہ رہے ۔ معاہدہ میں ۲۷ صفر مناظرہ کے لیے مقرر ہوئی ہے۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی ۔ گیارہ روز کی مہلت کافی ہے وہاں بات ہی کتنی ہے ۔ اسی قدر کہ یہ کلمات شان اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں توہین ہیں یا نہیں ؟ یہ بعونہ تعالیٰ دو منٹ میں اہل ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے لہٰذا فقیر اس عظیم ذوالعرش کی قدرت ورحمت پر توکل کر کے یہی ۲۷ صفر روز جاں افروز دوشنبہ اس کے لیے مقرر کرتا ہے آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مہری دستخطی روانہ کریں اور ۲۷ صفر کی صبح مراد آباد میں ہوں .... اور آپ بالذات اس امر اہم واعظم دین کو طے کریں اپنے دل کی آپ جیسی بتا سکیں گے وکیل کیا بتائے گا ۔ عاقل بالغ مستطیع غیر معذور کی توکیل کیوں منظور ہو ؟ معہذا یہ معاملہ کفر واسلام کا ہے ۔ کفر واسلام میں وکالت کیسی ؟ اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آسکتے اور وکیل کا سہارا ڈھونڈیے ، تو یہی لکھ دیجئے ۔ اتنا تو حسب معاہدہ آپ کو لکھنا ہی ہوگا کہ وہ آپ کا وکیل مطلق ہے ۔ اس کا تمام ساختہ درداختہ قبول سکوت ، نکول ، عدول سب آپ کا ہے اور اس قدر اور بھی ضرور رکھنا ہوگا کہ اگر بعون العزیز المقتدر عز جلالہ آپ کا وکیل مغلوب یا معترف یا ساکت یا فار ہوا تو کفر سے توبہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھاپنی ہوگی کہ توبہ میں

Marfat.com

۵۰۶

وکالت ناممکن ہے اور اعلانیہ کی توبہ اعلانیہ لازم ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر رہتا ۔ ہم کہ توبہ کرنی ہوئی تو آپ ہی پوچھے جائیں گے پھر آپ خود ہی دفع اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں ؟ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ نئے اور بات بنانے دوسرا آئے ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم آپ برسوں سے ساکت اور آپ کے حواری رفع خجلت کی سعیٔ بے حاصل کرتے ہیں ۔ ہر بار ایک ہی طرح کے جواب ہوتے ہیں آخر تا بہ کے ؟ یہ اخیر دعوت ہے ۔ اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرضِ ہدایت ادا کر چکا ۔ آئندہ کسی کے غوغہ پر التفات نہ ہوگا ۔ منوا دینا میرا کام نہیں ۔ اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و الہ وصحبہ اجمعین
والحمد للہ رب العالمین

مہر

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ
۱۵ر صفر المظفر روز چہارشنبہ ۱۳۲۹ھ

مآل یہی ہوا کہ اکابر دیوبند گھبراتے رہے ۔ خجالت و شرمندگی نبھاتے رہے رجوع و اتحاد سے گریز کیا اور ایک بہت بڑا فتنہ باقی رہ گیا ۔

○

۱ رسائل رضویہ جلد دوم ص ۵۰۱

Marfat.com

شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کی طرف سے فتوائے کفر پر تقریظ و تائید

کچھ عرصہ پہلے سرگودھا سے ایک پمفلٹ شائع ہوا تھا، جس میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی تھی کہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ، مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند اور مصنف "تحذیر الناس" کے مداح اور معتقد ہیں اور یہ کہ "تحذیر الناس" میں عقیدہ ختم نبوت کا انکار کرنے پر انہیں نانوتوی صاحب پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہی مضمون ماہنامہ "الرشید" دیوبند نمبر میں شائع کیا گیا، حالانکہ یہ سفید جھوٹ تھا۔

ذیل میں ہم حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے مکتوب گرامی کا عکس پیش کر رہے ہیں جس میں انہوں نے دیوبندیوں کی فریب کاری کا پردہ چاک فرمایا ہے:

تابش

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ وعلی من تبعہم باحسان الی یوم الدین - اما بعد ! کچھ عرصہ ہوا فقیر کے پاس ایک استفتاء پہنچا کہ زید یہ کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی صرف آخری نبی اگر نہ بھی لیا جائے بلکہ یہ معنی بھی کر لیا جائے کہ تمام انبیاء کرام حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار و فیوض سے مقتبس ہیں تو نہایت مناسب ہوگا کیا زید پر فتویٰ کفر لگایا جا سکتا ہے یا نہ ؟ جواب میں لکھا کہ اس قول پر زید کو کافر نہ کہا جائیگا بعد میں سنا گیا کہ بعض علماء اہل سنت نے فقیر کے اس فتویٰ کو اس وجہ سے ناپسند کیا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی کے رسالہ تحذیر الناس کی اس نوعیت کی عبارت پر علمائے اہل سنت نے کفر کا فتویٰ دیا ہے - چنانچہ رسالہ مذکور کا مطالعہ کیا تو تحذیر الناس کی عبارت اور اس استفتاء کی عبارت میں فرق بعید ثابت ہوا کہ رسالہ مذکور کی تکفیر مندرجہ ذیل تصریحات پر مبنی ہے -

(۱) خاتم النبیین کا معنی لا نبی بعدہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ لینے پر مُصر ہے - حالانکہ یہ معنی احادیث صحاح سے ثابت ہے - اس پر اجماع صحابہ ہے ومن بعدہم الی یومنا ھذا متواتر متوارث یہی معنی کیا جا رہا ہے -

(۲) رسالہ مذکورہ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخر الانبیاء کرنے سے کلام ما قبل لکن وما بعد لکن یعنی مستدرک منہ و مستدرک کے مابین کوئی تناسب نہیں رہتا -

(۳) رسالہ میں موجود ہے کہ یہ معنی کرنے سے کلام الٰہی میں حشو و زوائد کا قول کرنا پڑے گا لیکن زائد حرف ماننا پڑے گا

(۴) کہتا ہے کہ یہ مقام مدح ہے اور آخر الانبیاء ماننے سے مدح ثابت نہیں ہوتی بلکہ عام انسانوں کے عام حالات ذکر کرتے ہیں اور یہ معنی لینے میں کوئی فرق نہیں وغیر ذلک من السخافۃ الفضیلۃ الجزوی اس فقیر نے ضروری خیال کیا کہ اس صورت واقعیہ اور اس فرضی استفتاء میں فرق کی بنا پر رسالہ مذکورہ کی عبارت کے بارے میں اپنی ناقص رائے ظاہر کرے -

(۱) تحذیر الناس میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنی خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا تاکہ دو معانی مانعۃ الجمع کی تاویل کی جا سکے - بلکہ آخر الانبیاء کے معنی کو غیر صحیح ثابت کرنے کے الفاظ لائے گئے ہیں لہذا احادیث صحیحہ سے انکار اور اجماع صحابہ سے فرار اور باقی امت کے متفق عقیدہ و اجماع سے لفظاً و قطعی طور پر ثابت ہے

Marfat.com

(۲) مصنف رسالہ کے ذہن میں کلام ماقبل لکنّ و مابعد لکن میں تناسب کی نفی سمجھی گئی ہے اگر اپنے کیے ہوئے معنی پر نظر ڈالتے تو اس صورت میں کبھی ان کو یہ نہ نظر آتا۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کو فیض رساں ہیں۔ اب بتائیے کہ اس مستدرک منہ اور مستدرک میں فرق لکن نے کیا کیا۔ اور کیا مناسبت اس استدراک کی وجہ سے پیدا ہوئی ؟

(۳) اور معنی کے اعتبار سے بھی حرف لکن زائد ثابت نہ ہو تو کیا ہوا۔ واو عاطفہ یہ کام نہ کر سکتی تھی ؟ استدراک کی ترکیب کیوں استعمال فرمائی گئی ؟ اس کو دیکھ کر نادان کو سمجھ ہوتی تو معنی لانے بعد صلے اللہ علیہ وسلم کرنے سے مدح بالذات اس موصوف بالذات کیلئے اظہر من الشمس اور ابین من الامس موجود ہے۔ احادیث صحیحہ کے انکار کی بھی ضرورت پیش نہ آتی۔ شذوذ عن الجماعۃ بھی نہ کرنا پڑتا غور فرمائیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۝
یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تم سے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن تم یہ مت خیال کرو کہ باپ کی سی شفقت و رأفت و رحمت سے تم محروم ہو کیونکہ وہ رحمۃ للعالمین کافۃ الناس کیلئے قیامت تک آخری رسول ہیں جن کی شفقت و رحمت باپ سے ہزاروں درجہ زیادہ ہے جو ہمیشہ کیلئے تمہیں نصیب رہے گی وہ تو عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ کا رتبہ رکھنے والے رسول ہیں۔ اب بتائیے موصوف بالذات و مقام مدح والا اشکال حل ہوا یا نہ ؟ اور مستدرک منہ اور مستدرک کے مابین مناسبت سمجھ میں آئی یا نہ ؟ اور مصنف کے دماغ سے حشو و زوائد خارج ہوا یا نہ ؟ مصنف تحذیر الناس ان چند علمی مصطلحات کا ذکر وہ بھی بالکل بے محل اور بے ربط کرتے ہوئے اپنی عامیانہ نظر و فکر پر پردہ نہ ڈال سکا اور التزاماً منکر احادیث صحیحہ و نصوص متواترہ قطعیہ ثابت ہونے کے علاوہ شاذ عن الجماعۃ و خارق اجماع ثابت ہوا۔ لہذا فقیر کا فتویٰ عدم تکفیر اس فرضی زید کے متعلق ہے نہ کہ مصنف تحذیر الناس کیلئے۔ والحق ما قد قیل فی حقہ من قبل العلماء الاعلام

فقیر محمد قمر الدین السیالوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف

Marfat.com

عکس ماہنامہ تجلی دیوبند

شمارہ اپریل ۱۹۵۶ء

جس میں مفتی دیوبند کی طرف سے بانیٔ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی پر کفر کے فتوے کا بیان اور پھر اس پر تبصرہ

عکس ماہنامہ تجلی دیوبند

شمارہ مارچ واپریل ۱۹۶۳ء

جس میں "ایک حادثہ ایک کہانی" کے عنوان سے مہتمم دارالعلوم دیوبند پر دارالافتاء دیوبند کی طرف سے فتویٰ کفر کا بیان اور تبصرہ۔

ان دونوں واقعات میں فتویٰ کفر جاری کرنے والے مفتی اور فتویٰ سے متاثر ہونے والے دونوں فریقوں کے درمیان محاذ آرائی اور آخر میں بغیر توبہ کے مصالحت کا بھی بیان ہے، جس سے قارئین کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ علماء دیوبند کے نزدیک فتویٰ کی کیا اہمیت رہ گئی ہے، حالانکہ اگر مفتی صاحب نے فتویٰ غلط دیا، تو اس پر توبہ لازم تھی، ورنہ جس کے خلاف فتویٰ دیا گیا تھا، اس پر توبہ لازم تھی۔ چونکہ فتویٰ کا معاملہ مشہور و معروف ہو چکا تھا، لہذا رجوع کرنے والے فریق پر اعلانیہ توبہ کرنا لازم تھا۔

تابش

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تجلی دیوبند

میں اس اشاعت کو اپنے محترم چچا علامہ شبیر احمد عثمانی رحؒ کی اُس جرأت بیباک کی طرف منسوب کرتا ہوں جس نے تلواروں کی چھاؤں اور گولیوں کی بوچھار میں بھی کلمۃ الحق سے منہ نہیں موڑا۔ (عامر عثمانی)

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوتا ہے — عام سالانہ قیمت پانچ روپے، اس پرچہ کی قیمت ۸؎

شمارہ ۲ — بابت ماہ اپریل ۱۹۵۶ء — جلد ۷

۱	آغازِ سخن	عامر عثمانی	۲
۲	منظومات	مختلف شعراء	۶۲
۳	انمول ہیرے	جناب حافظ عبدالسمیع صاحب	۶۳
۴	مسجد سے میخانے تک	ملا ابن العرب مکی	۶۵

اشد ضروری

اگر اس دائرے میں ◯ سُرخ نشان ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری ختم ہے، یا تو آپ منی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیجیں یا وی۔ پی کی اجازت دیں، یا اگر آئندہ خریداری جاری نہ رکھنی ہو تب بھی اطلاع دیں، خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ وی۔ پی سے بھیجا جائے گا۔ جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔

پاکستانی خریدار

اپنا چندہ ہمارے پاکستانی پتہ پر (جو اسی صفحے پر چھپا ہوا ہے) بھیجکر رسید منی آرڈر ہمیں بھیجدیں۔ کیونکہ ہند و پاک کے درمیان وی۔ پی کی آمد و رفت بند ہے۔

منیجر

ترسیل زر اور خط و کتابت
دفتر تجلی دیوبند ضلع سہارنپور

ترتیب دینے والے

پاکستان کا پتہ: جناب شبیر

Marfat.com

نہیں۔ اور بھی کتنے ہی فتوے وقتاً فوقتاً ان کے قلم سے ایسے نکلتے رہتے ہیں جو نہ نکلنے چاہئیں، لیکن ان کی زد چونکہ کسی ایسے خطرناک نشانے پر نہیں پڑتی جو ان کی راتوں کی نیندیں حرام کردے اس لئے بات بڑھتی نہیں۔

بہرحال استفتاء اور فتویٰ آپ نے پڑھ لیا۔ اب وہ وضاحتی بیان ملاحظہ فرمائیے جو حضرت مہتمم صاحب کیطرف سے اس ہنگامہ خیز حادثہ کے بعد دفتر اہتمام کے انچارج مولوی عبدالحق صاحب نے اخبارات میں شائع کرایا ہے۔

وضاحتی بیان

اخبار دعوت دہلی مورخہ ۲۲ر دسمبر ۶۲ء میں حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے بارے میں غلط فہمی پیدا کرنے والا ایک استفتاء اور فتویٰ شائع ہوا ہے جس کو دیکھ کر ملک کے مختلف حصّوں سے استفسارات آنے شروع ہو گئے۔ سوالات چونکہ باختلاف عبارات یکساں تھے اس لئے اس فتوے سے پیدا شدہ غلط فہمی کو دُور کرنے کے لئے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے درج ذیل جوابات تحریر فرمائے ہیں:۔

(۱) کیا واقعی آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے تھے اور کیا آپ کی ان عبارات کا مطلب بھی یہی ہے جو مستفتی نے آپکی کتاب "اسلام اور مغربی تہذیب" سے پیش کی ہیں۔

جواب:۔ حاشا ثم حاشا نہ میرا یہ عقیدہ ہے اور نہ میری کسی عبارت کا یہ مفہوم یا اس سے میری مراد ہے، اس بارے میں میرا عقیدہ وہی ہے جو تمام اہل سنت والجماعۃ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلا باپ کے محض مریم عذراء کے بطن سے پیدا ہوئے اور وہ ابن اللہ نہ تھے، ابن مریم تھے۔ نیز ان کے تولد کے بارے میں بھی اپنا وہی عقیدہ ہے جو قرآن حکیم کی روشنی میں تمام اہل سنت والجماعۃ کا سلف سے خلف تک چلا آرہا ہے کہ مریم پاک کے سامنے حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک بشر سوی (کامل الخلقۃ) کی صورت میں نمایاں ہوئے۔ ان کے گریبان میں پھونک ماری اور وہ حاملہ ہو گئیں۔

بطور استنباط ایک علمی لطیفہ کے طور پر اس کتاب میں جو کچھ عرض کیا ہے وہ یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام مریم صدیقہ کے سامنے ظاہر ہوتے وقت صورت محمدی میں تھے اور بشر سوی اور کامل الخلقت ہیئت شبیہ محمدیؐ تھی اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شبیہ محمدیؐ سے ایک تمثالی ابنیت کی نسبت ہو گئی اور ان کے معجزات وکرامات میں جو زیادہ تر صورت سازی، صورت نمائی، صورت آرائی اور صورت زیبائی کی شان پائی جاتی ہے، یہ اسی صورت محمدیؐ کے آثار ہیں جس کی تمثالی نسبت سے مسیح علیہ السلام اپنے بدء خلقت میں مستفید ہوئے۔ ظاہر ہے کہ مریم صدیقہ کے سامنے نہ حضور علیہ السلام جلوہ گر ہوئے نہ آپ کی ذات وہاں موجود تھی۔ موجود تھے تو صرف جبرئیل علیہ السلام جن پر حسب استنباط مذکورہ شبیہ محمدی چھائی ہوئی تھی تو نہ یہاں کسی واقعی یا حقیقی ابنیت کا سوال پیدا ہوتا ہے نہ ابوت کا۔ صرف ایک تمثالی اور شباہتی ابنیت سامنے آتی ہے جو نسبت یا انتساب کا درجہ رکھتی ہے نہ کہ نسب کا۔ پس اس پر کچھ شرعی قرائن اور کچھ متقدم علماء کے کلام سے استشہاد کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ کے پیدا ہونیکے عقیدے پر اس تمثالی ابنیت سے جبکہ وہ بدرجۂ استنباط بھی ہو نہ کہ بدرجۂ عقیدہ کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ وہ عقیدہ اپنی جگہ جو واجب الاعتقاد ہے یہ علمی لطیفہ اپنی جگہ ہے جس کا نہ ماننا ضروری ہے نہ ترک ضروری۔

مسئلہ میں پیچیدگی بظاہر اس سے پیدا ہوئی ہے کہ میں نے شیخ عبدالغنی نابلسی کے کلام کو (جو اہل سنت کے موقف سے کچھ ہٹا ہوا تھا) اس موقف سے قریب کرنے اور باہمی تطبیق دینے کی سعی کی تاکہ ان کا کلام مخالف اہل سنت والجماعۃ نہ رہے۔ اس میں تعبیری دقت اور نزاکت پیدا ہوئی، مگر یہ کوئی جرم کی بات نہیں کہ کسی بڑے کے کلام کی توجیہ کرکے

Marfat.com

کسی انسان پر طاری ہوتا ہے تو عقل و ہوش اور احساس و رجحان اور بصیرت و بصارت سب مغلوب و ماؤف ہو جاتے ہیں۔ اور اس سے وہ حرکات سرزد ہو جاتی ہیں جن کا ارتکاب وہ عام حالت میں ہرگز نہ کرتا۔ اسی طرح مفتیانِ کرام کے دل و دماغ پر چھائی ہوئی بغض و عناد کی گھٹا نے ان کی ساری علمیت اور بصیرت و دانائی کو مغلوب کر کے یہ وسوسہ ڈالا کہ ہو نہ ہو یہ جماعتِ اسلامی کے کسی فرد کی خامہ فرسائی ہے۔ جب یہ وسوسہ پیدا ہو گیا تو کارگہِ عناد میں فتویٰ کفر کے ڈھلنے میں کیا دیر لگتی تھی۔

تفصیل اس اجمال کی سہ روزہ "دعوت" دہلی کی ۱۷ر جنوری ۵۶ء کی اشاعت میں ملاحظہ فرمائیے۔ کسی نے حضرت مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی چند سطریں ان کی کتاب "تصفیۃ العقائد" سے نقل کر کے دارالافتا دارالعلوم دیوبند کو بھیجیں اور پوچھا کہ ان سطروں کے لکھنے والے کے بارے میں آنجناب کا شرعی فیصلہ کیا ہے؟

خدا جانے کونسی منحوس گھڑی تھی کہ ان عقیل و فہیم مفتیوں کے دماغ میں جن کے ہزاروں فتوے ملک کے کونے کونے کو علمِ دین کی روشنی پہنچاتے رہے ہیں۔ اور جن کے علم و فضل کی قسمیں تک کھائی گئی ہیں۔ یہ بات آگئی کہ ہو نہ ہو یہ عبارت مودودی کی یا اسکے کسی چیلے کی ہے۔ بس پھر کیا تھا۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ مندرجہ ذیل فتویٰ صادر فرمایا:۔

فتویٰ نمبر ۱۴۱۔ الجواب۔

"انبیاء علیہ السلام معاصی سے معصوم ہیں ان کو مرتکب معاصی سمجھنا (العیاذاً باللہ) اہل سنت والجماعۃ کا عقیدہ نہیں۔ اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہی اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات کا پڑھنا جائز بھی نہیں"

فقط واللہ اعلم سید احمد علی سعید۔ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

جواب صحیح ہے۔ ایسے عقیدے والا کافر ہے۔ جب تک وہ تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلق کریں۔

مسعود احمد عفا اللہ عنہ

(مہر دارالافتاء فی دیوبند۔ الہند)

گیا ہے کہ فخر الاماثل محترم معظم جناب مولانا محمد طیب صاحب توضیحی مضمون لکھ کر اشاعت کے لئے اخبارات کو بھیجا ہے۔ یہ ابھی تک ہماری نظروں سے نہیں گذرا۔ بے شک مذکورہ فتوے سے حضرت العلّامہ مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے دامن صافی پر جو سیاہی حد درجہ افسوس ناک طور پر ڈالی گئی ہے اس کو دھونا نہ صرف حضرت موصوف کا فرض ہے۔ بلکہ ہر اُس شخص کا فرض ہے جو حضرت مولانا قاسمؒ کی فضیلت و عظمت سے باخبر ہو۔ اور جو بدنامی اس فتوے سے دارالعلوم جیسے معزز ادارے کی ہوئی ہے اسکی مناسب تلافی کرنے کے لئے حضرتِ مہتمم صاحب سے زیادہ موزوں اور بہتر کون ہو سکتا ہے؟

تاہم یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ حضرت مہتمم صاحب قبلہ صرف یہی تو کر سکتے ہیں کہ فتویٰ مذکور کی غلطی اور حضرت مولنا قاسمؒ کی عبارت کی صحت و صداقت کو بیش از بیش دلائل سے واضح فرما دیں۔ لیکن یہ چیز فی الحقیقت مناسب تلافی نہیں کریگی کیونکہ حضرت مولانا قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خاکم بدہن کافر و گمراہ ہونا تو کجا معمولی غلط نویس ہونا بھی نہ تو اُس شخص کے نزدیک درست ہے جس نے اپنے مضمون میں مذکورہ فتوے کو نقل کیا ہے نہ ہم ایک منٹ کو بھی یہ تصور کر سکتے ہیں کہ حضرت مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے ایسی بات نکل سکتی ہے جو قرآن و سنت کے سراسر خلاف ہو۔ مضمون نگار کا اور ہمارا بالیقین یہی خیال اور فیصلہ ہے کہ غلطی فتوے دینے والوں کی ہے۔ اور غلطی کے پیچھے بے علمی نہیں عصبیت کارفرما ہے۔ تب مولانا قاسم صاحبؒ کی عبارت کی توثیق و تصویب تحصیل حاصل سے زیادہ کچھ نہیں۔ بلکہ اس سے یہ حقیقت اور بھی زیادہ ثابت و صادق ہو جاتی ہے کہ زاویۂ نظر اور نیت اگر صالح نہ ہو تو صحیح سے صحیح تر چیز بھی غلط سے غلط تر نظر آ سکتی ہے۔ نیز یہی مفتی ہیں جن کے قلم سے مودودی اور جماعتِ اسلامی کے بارے میں مخالفانہ فتووں کا صدور ہوتا رہا ہے۔ لہٰذا جتنی جتنی مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کی تصویب و تصدیق کی جائے گی اتنی ہی اتنی یہ بات "مسلّم" اور محقق ہوتی چلی جائے گی کہ عبارات کے تراشوں پر دیئے ہوئے سابقہ فتوے غلط در غلط تھے۔ جو شخص یا اشخاص سورج کو سیاہی کا گولہ سمجھ کر یکدم اس کے تاریک تر ہونے کا فتویٰ دے سکتے ہیں وہ کم روشن چیز کے بارے میں کیونکر عادل و ثقہ

ماہنامہ تجلّی دیوبند

خاص نمبر

ایڈیٹر: عامر عثمانی (فاضل دیوبند)

Annual Rs 7. 1/50 n.P.

Marfat.com

آغازِ سخن

ایک کہانی، ایک حادثہ!

یہ کہاوت جتنی پرانی ہے اتنی ہی درست بھی ہے کہ "انسان خطاؤ نسیان سے مرکب ہے" کون ہے جس کے بارے میں دعویٰ کیا جا سکے کہ اسکی پوری فردِ عمل خطاؤ نسیان کی چھاپ سے خالی ہے۔ آدمی سے خطا ہو اور پیہم ہو۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بڑے سے بڑے عالم، شیخ یا دانشور سے فکر و عمل کی چوک ہو جانا اس کی عظمت کے منافی نہیں ہوا کرتا۔

ہاں آدمی کے کردار و سیرت کی جانچ اس وقت ہوتی ہے جب اسے اس کی خطا سے آگاہ کیا جائے۔ اس وقت جو بھی ردِعمل اس کی طرف سے ظاہر ہوگا اسکے آئینے میں بالغ نظر حضرات اس کے باطن کے خفی گوشے دیکھ سکیں گے اور فیصلہ کیا جا سکے گا کہ اس کے ضمیر، اس کی صداقت پسندی اور اس کے نفس کا کیا حال ہے۔

ابھی دسمبر ۶۲ء کے آخری عشرے میں یہ حادثہ پیش آچکا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی جناب مولانا مہدی حسن صاحب نے کسی مستفتی کے پیش کردہ استفتاء پر بعض عبارتوں کو کفر و ضلالۃ کا گنجینہ قرار دیا مگر ان کی قسمت سے یہ عبارتیں نکلیں جناب مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی۔ پھر تو وہی آزمائش کی نازک گھڑی آپہنچی جو آدمی کے جسم سے اوپر کی کیچلی اُتار دیتی ہے اور وہ آئینے کے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔

واقعہ مع تفصیل کے اخبارات میں آچکا ہے اور ہند و پاک کے جریدوں میں اس پر متعدد ریمارک بھی ہوئے ہیں۔ خاص طور پر مدیر فاران کراچی نے بہت بسط سے اظہارِ خیال کیا ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ تمام قارئینِ تجلی بھی اس داستانِ عبرت سے آگاہ ہی ہوں، لہٰذا ہم استفتاء اور فتویٰ دونوں نقل کر کے اس پر کچھ عرض کریں گے عرض کرنا اس لئے ضروری ہے کہ اب تک کسی بھی تجزیہ کرنے والے نے بے لاگ انصاف کا حق ادا نہیں کیا۔ ایک اُٹھتا ہے وہ مہتمم صاحب کو واحد مجرم قرار دے ڈالتا ہے۔ دوسرا اُٹھتا ہے وہ سراسر خاطی مفتی صاحب کو باور کراتا ہے۔ بعض لطیف اور قابلِ لحاظ گوشے بھی کسی کی توجہ حاصل نہیں کر پائے، حالانکہ ہمارے نزدیک اس قضیے کا عبرت انگیز پہلو یہ نہیں کہ دو بڑی ہستیوں میں سے ایک نے یا دونوں نے کوئی غلطی کی۔ غلطی تو آدمیت کا زیور ہے۔ غلطی سے مبرا ہونے کے دعویداروں کو اپنا شجرۂ نسب فرشتوں سے جوڑ دینا چاہیئے۔ عبرت انگیز یہ پہلو ہے کہ غلطی کے انکشاف کے بعد متعلقہ حضرات کا کیا ردِ عمل رہا اور یہ ردِ عمل کردار و سیرت کے کن مخفی گوشوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ جن حضرات نے اس قضیۂ نامرضیہ سے متعلق ساری تحریریں پڑھ لی ہوں گی انھیں بھی ان صفحات میں کچھ نئی باتیں اور منفرد زاویئے مل جائیں گے و باللہ التوفیق۔

یہ ہم بتا دیں کہ اتنی تاخیر سے کس لئے یہ داستان تجلی میں دی جا رہی ہے جبکہ تجلی کی پچھلی تاریخ اس سکوت و تساہل سے مطابقت نہیں رکھتی۔ بات یہ ہے جب یہ حادثہ فاجعہ پیش آیا تو ہمیں رنج و حزن کے جذبات نے اپنے

Marfat.com

گھیرے میں لے لیا۔ بظاہر غلطیاں بھی بجائی جا سکتی تھیں، لیکن رسوائی مہتمم کی ہو یا مفتی کی وہ ہماری ہی تو رسوائی ہے ہماری عزت و ذلت کا مدار ہمارے بزرگوں پہ ہے۔ دونوں ہی محترم حضرات ہمارے بزرگ تھے۔ راہنما تھے۔ قوم کی ناک اور ملت کے مقتدا تھے۔ ان کی لغزشوں اور بے احتیاطیوں پر بھی کے چراغ جلانا خود اپنی قبر پر چراغاں کرنے کے سوا کیا تھا۔ بھلے بھلے حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب کی خدمت میں پہنچے اور راہنمائی چاہی کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں بار بار کی حاضری میں کیا کیا باتیں ہوئیں یہ کہانی تو طویل ہے بس حاصل سمجھ لیجئے کہ فی الوقت سکوت کو اولیٰ قرار دیا گیا۔

"انتظار کرو اور دیکھو" کا موقف اس وقت اس لئے بھی بہتر تھا کہ بعض اکابر کی ملاقاتیں حضرت مفتی صاحب سے جاری تھیں اور نہیں معلوم تھا کہ —— یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین! دوسری طرف مہتمم صاحب علیل تھے اور ان سے گفتگو کا حاصل بھی یہی نکلا کہ فوری طور پر کچھ لکھنا قبل از وقت ہوگا۔

اس ڈرامائی ساعت میں اس صورت حال نے اور بھی ڈرامائیت پیدا کر دی تھی کہ باوجود بعض بزرگوں کی تفہیم کے حضرت مفتی صاحب رجوع پر آمادہ نہیں ہو رہے تھے اور ان کی سنگین استقامت سے عاجز آ کر دہلی علماء ایک نیا فتویٰ مرتب کرنے کی زمین ہموار کر رہے تھے جس کے ذریعہ حضرت مہتمم صاحب کے دامن سے کفر و زندقہ کی اس سیاہی کو دھو یا جائے جو حضرت مفتی صاحب کی لگائی ہوئی تھی۔

ہم کان دبا کر بیٹھ گئے اور فروری کا تجلی اس کہانی سے خالی رہا۔ لیکن اعلان اسمیں بھی آ ہی گیا تھا وہ بھی استاذ مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب کی اس اجازت کے بعد ہی آیا تھا کہ اب آپ لکھ سکتے ہیں۔

پھر جو کچھ اب لکھا جا رہا ہے یہ بھی اذن کے بعد ہی ہے خود مہتمم صاحب دام ظلہ سے کافی طویل گفتگو کرنے اور ایما لے لینے کے بعد ہی قلم پکڑا گیا ہے۔ اب یہ الگ بات ہے کہ قلم پکڑنے کے بعد ہم ذوات و شخصیات کی نیاز مندیوں سے بالاتر ہو کر صرف وہی لکھنے کے عادی ہیں جس پر ہمارا ضمیر اور ایمان و دیانت صاد کر دیں۔ حق و صداقت ہر شے سے بلند ہیں۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ۔

اب آپ استفتاء ملاحظہ فرمائیں جو ضلع بھاگلپور سے دار العلوم ہی کے ایک فاضل جناب انیس الرحمان قاسمی نے دار الافتاء کو بھیجا تھا۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی عالم دین فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا کی تشریح اور اس سے درج ذیل نتائج اخذ کرتے ہوئے اس طرح لکھے:۔

اقتباس[۱]:۔ "یہ دعویٰ تخیل یا وجدان محض کی حد سے گذر کر ایک شرعی دعویٰ کی حیثیت میں آجاتا ہے کہ مریم عذرا کے سامنے جس شبیہ مبارک اور بشر سوی نے نمایاں ہو کر پھونک ماری وہ شبیہ محمدی تھی۔

اس ثابت شدہ دعویٰ سے بین طریق پر خود بخود کھل جاتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا اس شبیہ مبارک کے سامنے بمنزلہ زوجہ کے تھیں جب کہ اس کے تصرف سے حاملہ ہوئیں"

اقتباس[۲]:۔ "پس حضرت مسیحؑ کی ابنیت کے دعویدار ایک حد تک ہم بھی ہیں مگر ابن اللہ مان کر نہیں بلکہ ابن احمد کہہ کر خواہ وہ ابنیت تمثالی ہی ہو"

اقتباس[۳]:۔ "حضورؐ تو بنی اسمٰعیل میں پیدا ہو کر کل انبیاء کے خاتم قرار پائے اور عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ہو کر اسرائیلی انبیاء کے خاتم کئے گئے جس سے ختم نبوت کے منصب میں ایک گونہ مشابہت پیدا ہو گئی الولد سر لابیہ"

اقتباس[۴]:۔ بہر حال اگر خاتمیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کو

Marfat.com

حضورؐ سے کامل مناسبت دی گئی تھی تو اخلاقِ خاتمیت اور مقاماتِ خاتمیت میں بھی مخصوص مشابہت و مناسبت دی گئی جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسوی کی بارگاہِ محمدی سے خلقاً و خُلقاً رتبتاً و مقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا باپ و بیٹوں میں ہونی چاہئے۔"

براہِ کرم مندرجہ بالا اقتباسات کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اس کی صحت و عدم صحت کو ظاہر کرکے بتائیں کہ ایسا "شرعی دعویٰ" کرنیوالا اہلسنت والجماعت کے نزدیک کیا ہے؟

المستفتی

الجواب:-

جو اقتباسات سوال میں نقل کئے ہیں ان کا قائل قرآنِ عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا ہے، بلکہ درپردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور ان کا انکار کر رہا ہے۔ جملہ مفسرین نے تفاسیر میں تصریح کی کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو مریم علیہا السلام کی طرف بھیجے گئے وہ شبیہہ محمدی نہ تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ السلام اور صحابۂ کرامؓ نے کبھی یہ نہ سمجھا بلکہ "مثل عیسٰی عند اللہ کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون) كلمته القاها الى مريم وروح منه" فارسلنا اليها روحنا فتمثل لها بشرا سويا (الى قوله تعالى) فقال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زكيا۔ قال ربك هو علي هين ولنجعله آية للناس الى آخر الآيات "ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين" کے قائل تھے اور اس پر اجماعِ امت ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو حضرت مریم کو خوش خبری سنانے آیا تھا۔ شخص مذکور ملحد و بے دین ہے، عیسائیت و قادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ وہ اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدے عیسٰی ابن اللہ کو صحیح و ثابت کرنا چاہتا ہے جس کی تردید علیٰ رؤس الاشہاد قرآنِ عزیز نے کی ہے۔ نیز لا تطروني كما اطرت النصارى عيسى بن مريم الحديث۔ بآنگِ دہل شخص مذکور کی تردید کرتی ہے۔ الحاصل یہ اقتباسات قرآن و احادیث اور جملہ مفسرین اور اجماعِ امت کے خلاف ہیں مسلمانوں کو ہرگز اسطرف کان نہ لگانا چاہیئے، بلکہ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کرنا چاہتے جب تک کہ توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سید مہدی حسن مفتی دار العلوم دیوبند

یہ استفتاء اور جواب روزنامہ دعوت (دہلی) میں شائع ہوا اور ساتھ ہی یہ زلزلہ افگن راز بھی اسی میں بے نقاب کیا گیا کہ استفتاء کے اقتباسات حضرت مہتمم صاحب کی کتاب "اسلام اور مغربی تہذیب" کے ہیں۔

ویسے ہمارے لئے تو یہ راز راز نہ تھا، کیونکہ یہی استفتاء چند ماہ قبل قاسمی صاحب نے ہمیں بھی بھیجا تھا اور اس میں مہتمم صاحب کے نام کی پردہ داری نہیں کی گئی تھی۔ تجلی میں کسی سوال و جواب کی فوری اشاعت تو یوں بھی آسان نہیں ہوتی پھر اس استفتاء کے بارے میں ہم نے خیال کیا کہ خود حضرت مہتمم صاحب سے گفتگو کر لینے کے بعد جواب لکھیں۔ مگر ان دنوں موصوف زیادہ تر سفر میں رہے اور جن دنوں دیوبند قیام رہا راقم الحروف باہر چلا گیا۔ اس طرح یہ معاملہ ٹلتا رہا اور ٹلنا بھی فی الحقیقت ایک تقدیری امر تھا۔ تقدیر ساز ہی نے جب یہ طے فرما دیا ہو کہ مفتی مہدی حسن صاحب کا قلم مہتمم صاحب کی تکفیر کرے اور اولوالالباب کے لئے عبرت کا سامان فراہم ہو تو ہمارے قلم سے فوری جواب کیونکر نکل جاتا۔

قدرت کے کھیل نرالے ہیں۔ مشہور کہاوت ہے کہ دودھ کا جلا چھاچھ کو بھی پھونک کر پیتا ہے۔

ابھی زیادہ مدت نہیں گذری کہ ذمہ دارانہ تحقیق کے بغیر فتویٰ دینے کی خراب عادت نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کو وادیِ کفر تک پہنچایا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ آئندہ ایسے عاجلانہ فتوے نہ صادر کئے جائیں لیکن عبرت پذیری کم ہی لوگوں کے حصے میں آتی ہے، اپنی عظیم ذمہ داریوں کا پورا احساس کئے بغیر حضرت مفتی صاحب آج بھی بے احتیاطی پر قائم ہیں۔ ایک اسی فتوے کا معاملہ

Marfat.com

خلاف کوئی زبان کھولتا ہے تو اسے ہم دشمن اور الزام تراش اور شریر ٹھیراتے ہیں۔ حالانکہ بسا اوقات زبان کھولنے والا سچی بات کہتا ہوتا ہے۔

ایسا ہی ہم زیرِ بحث قضیہ میں دیکھ رہے ہیں۔ علمائے دیوبند کا طرزِ مخالفت بلا ریب وشک یہ واضح کہہ رہا ہے کہ اصلاح پسند، صاحبِ علم وفضل، حق نواز اور عادل وعاقل ہونے کے باوجود ان حضرات کے خلوص پر نفرت وعداوت غالب آگئی ہے۔ یہ جماعتِ اسلامی کے حق میں ہدایت واصلاح کا وہ طرز اختیار نہیں کر رہے جو ہادیٔ برحق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار ومشرکین کے حق میں اختیار فرمایا تھا۔ بلکہ وہ طرز اختیار کر رہے ہیں جو ایک نفرت کرنے والا معاند ومخاصم اختیار کرتا ہے۔

اس کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا واقعی جماعتِ اسلامی اس لائق ہے کہ اس کا زن بچہ کولھو میں پیل دیا جائے۔ کیا اس کے نظریات و عقائد میں حقیقۃً ایسی بنیادی خرابیاں پائی جاتی ہیں کہ صُلح ومفاہمت کے عوض اس پر بمباری ہی لازم وضروری ٹھیرے؟

ان سوالات پر یہاں ہمیں بحث نہیں کرنی۔ ہمیں صرف یہ کہنا ہے کہ نفرت وعناد اور مخاصمت کے اگر واقعۃً کچھ اسباب موجود ہیں تو ان میں سب سے قوی سبب وہ مبالغہ پسند اور جذبات زدہ محبت وعقیدت ہے جو ہم مسلمانوں کی اکثریت کو صوفیاء واولیاء سے ہے اور جس کی نفسیات اجمالاً ہم ابھی بیان کر آئے ہیں۔

قصہ یہاں سے شروع ہوا کہ مولانا مودودی نے اپنے مخصوص طریقۂ اصلاح ودعوت کے تحت بعض اولیاء واتقیاء پر کچھ اس طرح کی تنقیدیں کیں جو اگرچہ سنجیدہ علمی انداز کی تھیں لیکن، جن کا انداز مانوس طرزِ ادب اور مروجہ طریقِ احترام سے ہٹا ہوا تھا۔ ان سے علماء کے جذبات وخیالات کو ٹھیس لگی اور محبت ونفرت کی نفسیات نے اپنا کام شروع کر دیا۔ محبت نے تو یہ اثر دکھلایا کہ تمام محبوب اسلاف کے اقوال واعمال کا ہر ہر گوشہ ناقابلِ بحث سو فی صدی برحق، تنقید سے بالاتر، کامل و اکمل نظر آنے لگا۔ اور نفرت نے یہ اثر دکھلایا کہ مولانا مودودی ایک مخلص نقّاد کے عوض جس سے غلطی بھی ہو سکتی ہے فتنہ پرداز، مخالف، دشمنِ اولیاء، معاند اور گستاخ وبے ادب نظر آنے لگے جس کی ہر بات قابلِ نفرت جس کی بھی منہ چڑانا جس کا

ادا لائقِ نفریں ٹھیری۔ یہ دعویٰ ہمیں نہیں کہ مولانا مودودی نے تصوف یا صوفیاء پر جو کلام کیا ہے وہ حرف گیری سے بالاتر ہے۔ یا جس طرز کو انھوں نے اختیار کیا ہے وہ علماء کے قیاس کردہ اثرات ونتائج سے بالکل خالی ہے۔ نہ ہم اس کے مدعی ہیں کہ مولانا مودودی کے اجتہادات وقیاسات بے خطا اور اٹل ہیں۔ اور یہ بات بھی نہیں کہ جماعتِ اسلامی کے بعض اور ذمہ داروں نے صوفیاء کے اشغال ووظائف اور مرشدین کے طُرُقِ ارشاد وبیعت پر جو تنقیدیں کی ہیں وہ ہر پہلو حق بجانب ہیں اور اُن کا طرزِ بیان قطعاً لائقِ اعتراض نہیں ہے لیکن یہاں سوچنا یہ ہے کہ نفرت ومحبت کے دوگونہ تاثرات میں ہمارے علماء کرام اور اُن کے ہمنواؤں نے بہت سی ایسی چیزیں بھی جماعتِ اسلامی اور مولانا مودودی کی طرف منسوب کرنی شروع کر دیں جو بے بنیاد تھیں افترا تھیں۔ الزام محض تھیں۔ ان کے اثبات کے لئے عبارتوں کے تراشے لائے گئے اور ریت پر عمارتیں اُٹھائی گئیں۔ تحقیر وتذلیل کی گئی اور فتوے نکالے گئے۔ کیچڑ اُچھالی گئی اور فقرے کسے گئے۔

اخلاص کا جنازہ نکالنے والی نفرت وعداوت کی نشاندہی کے لئے تقریر وتحریر کی دسیوں شہادتیں عوام کے سامنے آچکی ہیں۔ لیکن صرف نشاندہی ہی نہیں، بلکہ اس نفرت وعداوت کا ڈھنڈورہ بھی اُس فتوے نے پیٹ دیا جس میں قاسم العلوم غزالیِ وقت حضرت العلامہ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو خود مفتیانِ دار العلوم دیوبند نے نہ صرف اہلسنت والجماعت سے خارج کر دیا، بلکہ نعوذ باللہ من ذالک کافر ٹھیرا دیا!

کیوں؟ صرف اس لئے کہ مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کو وہ جماعتِ اسلامی کے کسی فرد کی عبارت سمجھے اور جماعتِ اسلامی کے کسی فرد پر کیچڑ اُچھالنے اور بمباری کرنے میں انھیں جو لطف حاصل ہوتا ہے اسے ایک نفرت کرنے والا قلب ہی محسوس کر سکتا ہے۔

حقیقت میں اگر مفتیانِ کرام کے دل ودماغ پر عناد ونفرت کا پورا تسلط نہ ہوتا تو پہلی ہی نظر میں وہ سمجھ لیتے کہ یہ عبارت جس پر کفر کا فتویٰ لگا رہے ہیں۔ جماعتِ اسلامی کے کسی فرد کی ہو ہی نہیں سکتی کیوں کہ اس کا انداز بیان اور اسلوب بداہۃً اب سے کافی پہلے زمانے کا حامل ہے لیکن، جس طرح غصہ، نفرت، جوشِ انتقام

Marfat.com

اسے سلف کے موقف سے ہٹنے نہ دیا جائے ورنہ اس تمثالی ابنیت کے نکتے اور اس کی عرض کردہ تفسیر نیز اس کی تعبیر میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے اور نہ ہی یہ نکتہ کسی نص کے خلاف ہے بلکہ اسکی تائیدیں اور بھی محققین کے کلاموں میں ملتی ہیں تاہم پھر بھی یہ کوئی اصرار کے قابل بات نہیں اس کا رد اور قبول میرے نزدیک دونوں برابر ہیں۔

سوال:۔ (۲) کیا آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یا بیک وقت دو خاتم مانتے ہیں جو عیسٰی علیہ السلام کو اپنی کتاب میں خاتم تسلیم کر رہے ہیں۔

جواب:۔ معاذ اللہ یہ دو خاتموں کا عنوان آپ کی اس تحریر سے پیشتر کبھی حاشیۂ خیال میں بھی نہیں گذرا چہ جائیکہ اس غلط تخیل کو کتاب کا موضوع بنا کر پیش کیا جاتا۔ اس کتاب کی کسی عبارت کا نہ یہ مفہوم ہے اور نہ میری مراد ہے نہ عقیدہ عیسٰی علیہ السلام کو اسرائیلی سلسلہ کے پیغمبروں کا خاتم کہا گیا ہے اس سے نہ تو حضورؐ کے خاتم النبیین ہونے پر کوئی اثر پڑ سکتا ہے نہ دو متوازی خاتم ثابت ہوتے ہیں۔

حقیقی معنی میں خاتم الانبیاء صرف حضورؐ کی ذات اقدس ہے۔ آپ زمانی خاتم بھی ہیں۔ منصب و مقام کے لحاظ سے بھی خاتم ہیں اور ذات کے لحاظ سے بھی خاتم ہیں۔ اس لئے خاتم النبیین کے لفظ کا جب اطلاق کیا جائیگا تو صرف آپ ہی کی ذات مراد ہوں جیسا کہ میں نے اپنے ایک رسالہ خاتم النبیین میں اس کو کافی مدلل اور مبرہن طریقہ پر واضح کیا ہے۔ عیسٰی علیہ السلام اگر اسرائیلی سلسلے کے خاتم ہیں تو نہ وہ اصطلاحی ختم نبوت ہے کہ ان پر خاتم النبیین کا اطلاق صحیح ہو اور نہ اس سے حضورؐ کی ختم نبوت پر کوئی اثر پڑ سکتا ہے کہ دو متوازی خاتموں کا سوال کھڑا کیا جائے۔

بہر حال قرآن کریم نے جب ہر قوم اور ہر امت کے لئے ہادی، نذیر اور رسول تسلیم کئے ہیں اور قوموں کی ابتدا بھی ہوتی ہے اور انتہا بھی جس سے ان اقوام میں نبوتوں کا آغاز بھی ہوا ہے اور اختتام بھی۔ اسی طرح ان میں رسولوں کے سلسلے میں سب سے آخری پیغمبر کو اس سلسلے کا خاتم کہہ دیا جائے تو اس سے حقیقی خاتم النبیینؐ کے منصب خاتمیت پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ ان کو خاتم کہنا ایک اضافی اور نسبتی بات ہوگی اور حضورؐ کو خاتم کہنا ایک حقیقی اور منصبی بات ہوگی جس سے معاذ اللہ نہ ختم نبوت کے انکار کا شاخسانہ کھڑا ہو سکتا ہے اور نہ دو متوازی خاتموں کا عنوان ہی پیدا کیا جا سکتا ہے

(مولانا) محمد عبد الحق صاحب انچارج دفتر اہتمام
دار العلوم دیوبند یکم شعبان ۱۳۸۲ھ

ٹھیک اسی وقت وہ فتوی بھی پریس میں آگیا جس کے بارے میں ہم بتا چکے ہیں کہ مفتی مہدی حسن کے رجوع سے مایوس ہو کر علمائے کرام اس کی تسوید کی فکر میں تھے۔ اس فتوے کے مرتب نائب مفتی مولانا جمیل الرحمان صاحب ہیں اور اس پر مفتی محمود احمد صاحب اور دار العلوم کے تمام بڑے استادوں کے دستخط ثبت کرائے گئے ہیں۔ اس میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ مہتمم صاحب کی جن عبارتوں پر اعتراض کیا جا رہا ہے وہ اعتراض سے بالاتر ہیں۔

اظہار رائے ہم بعد میں کریں گے۔ ابھی آپ شاندار رجوع بھی ملاحظہ فرمالیں جو اسی جوار بھاٹا کے دور میں مفتی مہدی حسن صاحب کی طرف سے شائع ہوا اور اس کے اثر سے سمندر خروش بظاہر مائل بہ سکون ہو گیا۔

لطف یہ ہے کہ رجوع پر آمادگی ظاہر کئے بغیر حضرت مفتی صاحب انھی دنوں اپنے وطن چلے گئے تھے اور وہاں سے حضرت مہتمم صاحب کو جو خط لکھا تھا اس میں بھی کم و بیش یہ الفاظ ضرور موجود تھے کہ رجوع مصلحت کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس سے ذاتیات و شخصیات متاثر ہوتی ہیں۔

اس کے بعد خدا ہی بہتر جانتا ہے کیا پیش آیا اور کس نے مفتی صاحب کے قلب میں رجوع کا خیال ڈال دیا کہ چند ہی روز بعد الجمعیۃ (بابت ۱۱ر جنوری ۶۳ء) میں مندرجہ ذیل اطلاع خود مفتی صاحب کی طرف سے شائع ہوتی ہے۔

نقل مطابق اصل

ملاحظہ ہو:۔

Marfat.com

اطلاع عام

جمادی الاولیٰ ۸۲ھ کو مولوی انیس الرحمن قاسمی ساکن ضلع بھاگلپور نے بغیر ذکر نام کتاب کے چند اقتباسات پیش کرتے ہوئے سوال کیا تھا کہ یہ چار اقتباسات اہل سنت والجماعت کے مسلک کے مطابق ہیں یا نہیں قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کا جواب دیا جائے۔ سائل کی ایمانداری اور دیانت کا تقاضا تو یہ تھا کہ جس کتاب کے اقتباسات پیش کئے گئے صاحب کتاب سے خود براہ راست مراد و مقصود کو متعین کرا لیتے کہ ان عبارتوں کا کیا مطلب ہے۔ اہل سنت کے مسلک اور ظاہر قرآن و حدیث کے مخالف تو نہیں ہے لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ کتاب و مصنف دونوں کا نام چھپا کر سوال کی صورت میں اقتباس پیش کئے گئے۔ اقتباسات اپنی ظاہری صورت و عبارت کے لحاظ سے ظاہر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور مسلک اہل سنت کے خلاف معلوم ہونے پر ۲۰ ۸۲ھ کو اس کا جواب لکھا گیا اور روانہ ہوگیا۔ اس جواب کے پہنچنے کے بعد بھی سائل کے ذمہ ضروری تھا کہ صاحب کتاب سے دیانت داری کے ساتھ مقصود و مراد کی وضاحت کرا لیتے لیکن یہ صورت بھی نہ ہوئی بلکہ ہنگامہ اور فتنہ برپا کرنے کے لئے سوال و جواب کو اخبار دعوت دہلی مورخہ ۲۲ر دسمبر ۶۲ء میں شائع کرا دیا۔ جواب کے لکھنے کے وقت تک مجھے کتاب کے نام اور صاحب تالیف کسی کا علم نہ تھا کہ یہ اقتباس کتاب "اسلام اور مغربی تہذیب" کے ہیں جو کہ حکیم الاسلام حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم کی تصنیف ہے۔ اخبار دعوت دیکھنے کے بعد علم ہوا اور کتاب کا مطالعہ کیا۔ جواب صرف قاسمی مکتب خیال کے مولوی انیس الرحمن صاحب کے اعتماد پر لکھا گیا تھا۔ اخبار دعوت میں اشاعت کے بعد علم ہوا کہ مقصود حقانیت نہ تھی عوام کے ذہنوں کو پریشان کرنا اور کسی قلبی مضمر شے کا بخار نکالنا تھا ورنہ اشاعت نہ کی جاتی اور مؤلف مدظلہ سے تحقیق کر لی جاتی۔ اب جبکہ حضرت مہتمم صاحب مدظلہم نے اپنے وضاحتی بیان میں اقتباسات کے متعلق توضیح و تشریح فرمادی اور مقصود کو ظاہر فرما دیا جو اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۴ شعبان میں شائع ہو چکا ہے اس کی روشنی میں جواب کا حکم ان اقتباسات کتاب اور صاحب کتاب پر عائد نہیں ہوتا۔ اس بیان کی روشنی میں میں اپنے جواب سے رجوع کرتا ہوں کہ یہ جواب اس وضاحت بیان کے بعد کالعدم ہے اطلاع عوام کے لئے یہ تحریر لکھ دی تاکہ فتنہ اور ہنگامہ پیدا نہ ہو۔ اسلامی جماعت کے ارکان کے ایمان و دیانت کا مقتضی یہ نہیں ہے جو اس قسم کے سوال میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اس سے کئی سال قبل بھی گمنام اقتباس نقل کرکے جواب حاصل کیا گیا تھا۔ سائل کی ایمانداری یہ چاہتی ہے کہ اپنے آپ کو اور کتاب و مؤلف کو ظاہر کر دے کہ میں کون ہوں اور کیوں سوال کر رہا ہوں اور کتاب کا نام کیا ہے تاکہ اس کے سیاق و سباق کو دیکھا جائے تاکہ مقصود واضح ہو۔ الحاصل جواب سے میں نے رجوع کر لیا ہے۔ وضاحت کے بعد جواب کا وہ حکم اقتباسات پر عائد نہیں ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

سید مہدی حسن (صدر مفتی دارالعلوم دیوبند)

یہ ہوا اس ڈرامے کا ڈراپ سین اور اب ہم اس کے مالہٗ و ما علیہ پر اپنے خیالات ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔

سب سے پہلے غور طلب یہ ہے کہ مہتمم صاحب کی جن عبارتوں پر مفتی صاحب نے اندھیرے میں فتویٰ لگایا ہے ان کی حیثیت آخر ہے کیا؟ کیا وہ واقعی ایسی ہیں کہ ان پر بے دھڑک کفر و الحاد کا فتویٰ لگا دینا چاہئے یا مفتی صاحب نے حدودِ عدل سے تجاوز کیا ہے؟

ہماری قطعی رائے یہ ہے کہ مہتمم صاحب کا پیش کردہ نکتہ اگرچہ کئی اعتبار سے لائق گرفت ہے لیکن ایسا بھی نہیں کہ اسے شد و مد کے ساتھ کفر و الحاد کا گنجینہ قرار دیا جائے اور ایسی شدید رائے ظاہر کی جائے جیسی مفتی صاحب نے کی ہے مہتمم صاحب نے اپنے وضاحتی بیان میں جو کچھ کہا ہے اس کے بغیر بھی خود ان اقتباسات ہی سے جن پر فتویٰ دیا گیا ہے یہ بات ظاہر تھی کہ حضرت عیسیٰؑ کی ابنیت بطور

تمثال و تشبیہ بیان کی جا رہی ہے اور یہ بھی کہ باپ اللہ کو نہیں بلکہ ایک انسان کو بنایا جا رہا ہے جو اگرچہ سب سے بڑا پیغمبر ہے مگر بہر نوع بشر ہی ہے اور کسی بیٹے کا باپ بننے کی صلاحیت اس میں موجود ہے۔ بڑی سے بڑی بات جو ان اقتباسا کے بارے میں کہی جا سکتی تھی یہ تھی کہ ان کا مصنف خیالات کی تاریک وادیوں میں بھٹک گیا ہے اور اندیشہ ہے کہ بہت سے قارئین کو بھی بھٹکا دے گا۔ اس سے بھی زیادہ یہ کہا جا سکتا تھا کہ ایسے نکات قابلِ رد ہیں، گمراہ کن ہیں، جرم و گناہ ہیں۔

الفاظ کچھ بھی ہوتے اور کتنا ہی غصہ مفتی صاحب ظاہر فرماتے، لیکن مسلمان پر کفر و الحاد کا فتویٰ آخری فتویٰ ہے۔ عدالت کسی قتل کے ملزم کو پھانسی کی سزا اسی وقت دیتی ہے جب ثبوت و شہادت شبہ سے بالاتر ہو اور کوئی گنجائش بری کرنے کی باقی نہ رہ جائے۔ ذرا سی بھی خامی رہ جانے پر وہ نسبتاً ہلکی سزا پر اکتفا کرتی ہے کیونکہ پھانسی کی سزا تو آخری سزا ہے جسے وثوق و یقین ہی کی حالت میں نافذ کیا جا سکتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح مفتی صاحب کو توازن، تعدیل اور حقیقت پسندی سے کام لینا چاہیئے تھا۔

ویسے یہ ہمیں یقین ہے کہ فتوے کے پیچھے دین کی محبت اور کفر و الحاد کی نفرت ہی کار فرما ہے مفتی صاحب نے سمجھا کہ ہو نہ ہو یہ عبارتیں کسی سڑے ہوئے بدعتی یا قادیانی کی ہوں گی۔ کج فکر اور شیطان زدہ لوگ آج جیسی جیسی فتنہ سامانیاں کر رہے ہیں ان کا تقاضا تو یہی ہے کہ باطل و فاسد عادی اور موہوم نکات کی سختی سے تردید و توبیخ کی جائے۔ مفتی صاحب کا جوش اور غصہ خالص نفسانیت کا پیدا کردہ نہیں بلکہ اصلاً وہ جذبۂ حق پرستی ہی سے جڑا ہوا تھا مگر صرف جذبہ اور جوش ہی دنیا میں سب کچھ نہیں اس کے ساتھ بردباری تفکر، توازن اور دوراندیشی بھی ہونی چاہیئے۔ مفتی صاحب نے اگر مستفتی سے صاحب اقتباس اور کتاب وغیرہ کا حال دریافت کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا جب بھی ٹھنڈے دل و دماغ سے اقتباسات کے ایک ایک لفظ پر غور کرنا اور یہ دیکھنا ضروری تھا کہ جرم کس درجے کا ہے۔ جرم چوری بھی ہے اور قتل بھی لیکن ظاہر ہے کہ جو حاکم جوش میں آ کر چور کو پھانسی کا فیصلہ سنا دے گا وہ ظالم و خاطی ہی سمجھا جائے گا۔ سزا جرم کے مطابق ہونی چاہیئے۔ کفر کا فتویٰ بے دریغ صادر کر دینا حالانکہ اقتباسات میں کفر صریح موجود نہیں بے احتیاطی کا شاہکار ہے۔ گمراہ کن باتوں پر جوش میں آ جانا بجا لیکن دین کی محبت کے ساتھ باطن کے چھپے ہوئے چور بھی شریک کار ہو جائیں تو خیر سے زیادہ شر کو فروغ ملے گا۔ حضرت مفتی صاحب بظاہر بڑی مؤثر شخصیت کے مالک ہیں انھیں دیکھ کر جنید و شبلی کا دھوکا کھایا جا سکتا ہے لیکن سچ مچ کی بزرگی شکل و صورت اور لباس و وضع کا جزو لازم نہیں ہے۔ ہم آگے ان گوشوں کی نشاندہی کریں گے جن سے یہ اندازہ کیا جا سکے گا کہ ممدوح کے اخلاق عالیہ کن منازل میں ہیں۔

اولاً ہمیں مہتمم صاحب کی خدمت میں عرض کرنا ہے کہ جناب کا زیر بحث لطیفہ بلا شبہ کفر و الحاد نہیں ہے مگر ایسا بے ضرر اور پاکیزہ بھی نہیں ہے کہ اس کی مغالطہ انگیزی کا اتنا ہنگامہ خیز مظاہرہ سامنے آ جانے کے بعد بھی آپ اسکی اباحت پر اصرار کئے جائیں۔

علمی پہلو سے اس پر یہ اعتراض ہے کہ آپ اپنے اعتراف ہی کے مطابق بیان تو فقط ایک لطیفہ کر رہے ہیں مگر بیچ میں لے آئے ہیں شریعت کو اور بات کہی ہے اس انداز میں کہ لطیفے اور عقیدے کے مابین کوئی واضح امتیاز باقی نہیں رہ گیا ہے۔

مفسرین سلف کی عظمت اپنی جگہ مسلم لیکن کیا آپ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ ان کی ضخیم تفسیروں میں لعل و یاقوت کے ساتھ کوڑا کباڑ بھی ہے اور علوم و معارف کے پہلو بہ پہلو خامیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں ان کی سخن سنجیوں کو میزانِ تنقید میں تولے بغیر سینے سے لگا لینا کم سے کم آپ جیسے علم و فضل والے کے شایانِ شان نہیں ہے آپ کی روشن فکری سے امت بے غبار اجالوں کی امید رکھتی ہے۔

Marfat.com

مفسرین کی طرح صوفیا بھی قصورِ فکر سے بالاتر نہیں ہیں۔ شیخ عبد الغنی نابلسی اگر ایک شوشہ چھوڑ گئے ہیں تو کیا ضروری ہے کہ آپ جیسا معقولیت پسند اسے سلیقے میں ڈھالنے کی سعی فرمائے۔

آپ کے لطیفے کی بنیاد اس پر ہے کہ حضرت جبرئیلؑ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں آئے تھے۔ ہم عرض کرتے ہیں یہ بنیاد ہی مضبوط نہیں۔ درجۂ یقین تک پہنچانے والی کوئی دلیل اس پر نہیں پائی جاتی۔ پھر مان لیں کہ ایسا ہوا ہی تھا تو جناب کو معلوم ہے کہ ہمارے حضورؐ کی خدمت میں جبریلؑ دِحیہ کلبیؓ کی شکل میں متعدد بار آئے ہیں۔ یہ تشکل اگر لطائف کے اخذ و استنباط کے لئے موزوں ہو سکتا ہے تو کیا اسلاف میں سے کسی مستند عالم و شیخ نے ایسا ہی کوئی نکتہ دِحیہ کلبیؓ اور حضورؐ کی نسبت کے بارے میں بھی پیدا کیا ہے؟ کیا کوئی کہہ سکا ہے کہ چونکہ جبریلؑ دحیہ کلبیؓ کی شکل میں آتے اس لئے دحیہ کلبیؓ حضورؐ کے تمثیلی استاد ہیں، یا ان کے بشری وجود کو ملکوتیت سے کوئی تمثیلی رابطہ ہے؟

ہمارے علم کی حد تک کسی نے یہ نکتہ نہیں پیدا کیا پھر حضرت عیسٰیؑ کے سلسلے میں اس کی کیسے گنجائش نکل سکتی ہے؟ علاوہ ازیں یہ عجیب بات ہے کہ جبریلؑ حضورؐ کی شکل میں آئے تو اس چند لمحے کے تشکل کو تو آپ نے حضورؐ کے لئے تمثالی والدیت کے لئے کافی سمجھ لیا لیکن جو جبریلؑ پھونک مار رہے تھے، انھیں والد قرار نہیں دیا، حالانکہ منطق تو یہ کہتی ہے کہ تمثالی والدیت جبریلؑ میں نسبتاً زیادہ پائی جا رہی ہے۔ مثال کے طور پر زید کو لیجئے جس نے بکر کا بھیس بدل کر طلحہ کے گولی مار دی۔ تو کیا یہ کہنا مضحکہ خیز نہ ہوگا کہ تمثالی قاتل بکر ہے اور زید تو قاتل ہی نہیں ہے کیونکہ اس نے بکر کا میک اپ کر رکھا تھا۔ ظاہر ہے اگر آپ کسی حیثیت اور درجے کا قاتل بکر کو بھی قرار دینے لگیں گے تو یہ بہر حال ضروری ہوگا کہ اصل قاتل زید ہی کو مانیں۔

آپ کا نکتہ یہ بتاتا ہے کہ جبریلؑ کے پھونک مارنے کے عمل کو آپ بمنزلۂ مباشرت قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ نہ صرف کتاب میں آپ نے صراحۃً یہ الفاظ لکھے بھی ہیں کہ پھونک گویا بمنزلۂ نطفہ کے ہے۔ ہم نہیں جانتے حضرت مریمؑ جیسی عفیفہ کے سلسلے میں جس کی پاکدامنی پر قرآن گواہی دے رہا ہے اس طرح کے الفاظ استعمال کرنا آپ کے دل نے کیسے گوارا کر لیا، حالانکہ وجدان اس پر تلملا اٹھتا ہے۔ مانا کہ آپ تشبیہ و تمثیل کی کر رہے ہیں مگر الفاظ کی ظاہر شکل بھی اپنا ایک اثر رکھتی ہے۔ ہر شخص بہت آسانی سے بتا دیتا ہے کہ میں فلاں ماں باپ کا بیٹا ہوں لیکن یہ وہ کبھی نہ کہے گا کہ میں فلاں مرد و زن کی صحبت کا نتیجہ ہوں۔ حالانکہ معنوی فرق دونوں باتوں میں قطعاً نہیں، لیکن الفاظ بدلے ہوئے ہیں۔ کچھ ایسا ہی معاملہ آنجناب کے نکتے کا ہے کہ اگرچہ زور فقط تمثیل و تشبیہ پر ہے مگر الفاظ جنسیت کا رنگ و بو لئے ہوئے ہیں جو حضرت مریمؑ جیسی عفیفہ کے ذکر و بیان میں ذوقِ سلیم پر نہایت گراں گذرتے ہیں۔

علاوہ ازیں جبریلؑ کا حضورؐ کی شکل میں آنا تو ولادتِ عیسٰیؑ کے ساتھ اسی طرح کوئی ربط نہیں رکھتا جس طرح جبریلؑ کا دحیہ کلبیؓ کی شکل میں آنا ملکوتیت یا معلمی سے کوئی ربط نہیں رکھتا مگر پھونک مارنا بہر حال ربط رکھتا ہے لہٰذا اول درجے کا تمثالی باپ جبریلؑ کو قرار دیجئے پھر کہیں حضورؐ تک نوبت پہنچے گی۔ بلکہ شاید پہنچے ہی گی نہیں، کیونکہ ایک بچے کے دو باپ تو شاید کوئی بھی پسند نہ کرے گا۔

یہ بات بھی نظر انداز نہ فرمائیے کہ قرآن نے بشرِ سوی کے الفاظ فرمائے ہیں یعنی حضرت جبریلؑ ایک ایسے بشر کی شکل میں آئے جو جسمانی عیوب سے پاک تھا۔ زیادہ سے زیادہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی تفسیر کے مطابق یوں کہہ لیجئے کہ جوان و خوبرو انسان کی شکل میں آئے۔ اگر فرض کر لیں کہ وہ شکل محمدیؐ ہی تھی تب بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسے غیر معمولی اہمیت دیکر نکات کی راہ ہموار کرنا درست نہیں ہے کیونکہ کچھ بھی اہمیت ہوتی تو قرآن خود بتا دیتا کہ جبریلؑ محمدؐ کی شکل میں آئے۔ نہ بتانا دلالت کرتا ہے کہ تشخص بے ضرورت ہے۔ اگر تمثالی ابنیت عند اللہ بھی

کوئی چیز ہوتی تو اس کی طرف لطیف اشارہ کرنے کیلئے قرآن بجائے بشری سوی کے حضور ص کا نام لے دیتا۔ آخر کیوں ایسے نکتے نکالے جائیں جو خدائے تعالیٰ کی حکمت و بلاغت سے متصادم ہوں اور ثمرہ تحصیل حاصل کے سوا کچھ نہ ملے۔ ہماری ناقص رائے میں جن بزرگوں نے حضور ص کی تعظیم و تفضیل میں کمزور روایات پر اعتماد کیا ہے اور سورج کو روشن ثابت کرنے کے لئے خیالی بلند پروازیوں سے کام لیا ہے انھوں نے دین کو فائدے سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ مولانا جامی کی شواھد النبوت اس کی نمایاں مثال ہے۔ کسی پڑھے لکھے نوجوان کو اسے پڑھوا دیجئے علمائے سلف کی بصیرت اور روایات کی تقدیس سے اس کا اعتماد اُٹھ جائے گا۔ ہمارا یہ دَور تو خاص طور پر اس کا متقاضی ہے کہ روایت پرستی اور نکتہ سنجی میں ویسی ہی احتیاط ملحوظ رکھی جائے جیسی وبا کے زمانے میں بعض حلال و طیّب غذاؤں اور پھلوں کے استعمال میں رکھی جاتی ہے۔

یہ علمی و منطقی رُخ ہوا۔ اثرات و نتائج کے اعتبار سے دیکھئے تب بھی اس نکتے کا فائدہ نقصان سے کم ہے۔ اس نکتے سے حضور ص کی عظمت وہی لوگ مانیں گے جو پہلے ہی سے انھیں عظیم مان رہے ہیں، لیکن گمراہی ان سادہ لوحوں کے حصے میں آئے گی جو قرآن کی صریح و محکم اطلاع پر نہایت سادگی اور اطمینان کے ساتھ حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کا مولود سمجھ رہے تھے۔ ان کی سادگی اور اطمینان میں اس لطیفے سے جونک لگ سکتی ہے۔ گویا فائدے کی شکل تو تحصیل حاصل کے سوا کچھ نہیں مگر نقصان کی شکل میں ذہنی فساد بالکل نقد ہے۔

صاحب فاران نے بجا طور پر اشارہ کیا ہے کہ نکتہ سنجی کا یہ اسلوب قادیانیوں، بدعتیوں اور مشرکوں تک کے لئے کمک فراہم کرتا ہے۔ قادیانیوں نے بھی تو ظلّی اور بروزی نبوت کے نکتے نکال کر کفر و زندقہ کا آئینہ خانہ تعمیر کیا۔ تمثالی والدیت اور تشبیہی ابنیت اگر کوئی شے ہے تو نبوت کے ظلّی اور بروزی اور ذیلی ہونے میں کیا استحالہ باقی رہ جاتا ہے۔

حاصل یہ کہ یہ نکتہ کسی طرح اس لائق نہیں ہے کہ حضرت مہتمم جیسا معقولیت پسند اور فہیم و ذکی عالم اس پر جمے۔ ہم بہ ادب مشورہ پیش کرتے ہیں کہ کتاب کے اگلے ایڈیشن سے اسے خارج کر دیا جائے۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ یہ مشورہ ضرور قبول کیا جائے گا۔ وللہ عاقبۃ الامور۔

اب ذرا مفتی صاحب کے احوال پر نظر کی جائے۔ فتویٰ انھوں نے جو کچھ دیا اس کے شرعاً غلط ہونیکا تو ابھی ہم ایضاح کر چکے۔ مزید خامی اس کی یہ ہے کہ زبانِ فتوے کی استعمال نہیں کی گئی۔ کفر صریح پر تو غیر معمولی غیظ و غضب سمجھ میں آتا ہے مگر محض تخمینے سے کسی عبارت کی طرف بد ترین ملحدانہ مقاصد منسوب کر کے شعلے اگلنا فہم سے بالاتر ہے۔ مغلوب الغضبی اور منصب افتاء میں کوئی ربط نہیں۔ مفتی کو ایک جج کی طرح جذبات سے بلند ہو کر شریعت کے احکام بیان کرنے چاہئیں۔ اسے اٹکل اور اندازے کے سہارے آگ برسانا زیب نہیں دیتا۔

خیر فتویٰ تو جیسا تھا تھا۔ کمال رجوع میں کیا گیا ہے ایک بھونڈی سی کہاوت ہے کہ "کمہار پر تو بس نہ چلا گدھے کے کان اینٹھ دیئے" اس کی بہترین مثال یہ رجوع ہے کھلی بات ہے کہ رجوع صرف اور صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ بدقسمتی سے نشانہ وہ مہتمم صاحب بن گئے جن کے زیرِ اہتمام چلنے والی درسگاہ میں مفتی صاحب برسرِ روزگار ہیں۔ اسکے سوا کوئی معقول بنیاد رجوع کی موجود نہیں کیونکہ مہتمم صاحب نے اپنی توضیحات میں اپنے نکتے کو جوں کا توں رکھا ہے اور اسی خیال پر زور دیا ہے جو مفتی صاحب کی دانست میں پرلے سرے کا کفر و الحاد تھا۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ اقتباسات میں کوئی ابہام رہا ہو جو توضیح کے بعد دُور ہو گیا ہو۔ اقتباسات صراحۃً بتا رہے تھے کہ حضرت عیسیٰؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین دعویٰ حقیقی ابنیت و والدیت کا نہیں کیا جا رہا ہے

Marfat.com

بلکہ بات تمثیل و تشبیہ کی ہے۔ توضیح میں مہتمم صاحب نے اسی کو کھول کر بیان کر دیا۔ پھر کیا گنجائش تھی کہ مفتی صاحب کا مزعومہ کفر و الحاد اسلام سے بدل جاتا۔ ادنیٰ ریب کے بغیر واضح ہے کہ رجوع کا تعلق جذبۂ حق پرستی سے قطعاً نہیں۔ تاہم اتنے بڑے صاحب منصب سے بجا طور پر توقع کی جا سکتی تھی کہ جو قصور سرزد ہو چکا ہے اس کی لیپا پوتی میں وہ دانشوروں جیسی ہنرمندی کا ثبوت دیں گے اور اپنی کمزوری پر خوبصورت سا غلاف چڑھا سکیں گے مگر وا حسرتا کہ رجوع اتنا بے نمایش فرمایا جس پر معمولی علم و عقل کے لوگ بھی مطمئن نہ ہو سکیں گے اور موصوف کی دیانت و تقویٰ کے بارے میں بہت بُری رائے قائم کی جائے گی۔

لطیفہ دیکھئے کہ رجوع میں سائل کی دیانت کا ماتم فرما رہے ہیں۔ پھر یہ بھی درس دیا جا رہا ہے کہ وہ بجائے مفتی صاحب سے پوچھنے کے خود صاحب کتاب سے مقصود معین کراتا۔ کوئی پوچھے یہ فرائض فتویٰ پوچھنے والوں ہی کے ذمے ہیں تو حضرت مفتی صاحب کس بات کی تنخواہ پا رہے ہیں؟

مزید لطیفہ یہ کہ مفتی صاحب کی فہمائش کے مطابق ان کا گرماگرم فتویٰ مل جانے کے بعد بھی سائل کے لئے ضروری تھا کہ صاحب کتاب سے دیانت داری کے ساتھ مقصود و مراد کی وضاحت طلب کرتا۔

کیسی مضحکہ خیز باتیں ہیں جو اتنا بڑا مفتی کر گزرا ہے کھلی بات ہے کہ ان نصیحتوں کے کوئی معنی اس وقت تو متصور ہو سکتے تھے جب مہتمم صاحب کی وضاحت کردہ مراد اقتباسات والی مراد سے مختلف ہوتی لیکن جب بداہتہً ایسا نہیں ہے تو آخر کونسی وہ مخفی مراد ہے جسے مفتی صاحب کا فتویٰ پا لینے کے بعد بھی سائل مہتمم صاحب سے پوچھنے کی زحمت اٹھاتا۔

اور سائل بچارا تو مفتی صاحب کے خیال میں سارے ہفت خواں طے کرنے کا ذمہ دار تھا مگر خود موصوف کا فریضہ اس سے زائد کچھ نہیں تھا کہ استفتاء پڑھیں اور فتوے دے ڈالیں حالانکہ ایک ٹھوکر پہلے کھا بھی چکے ہیں اور اس کا اجمالی تذکرہ خیر سے اس رجوع میں بھی موجود ہے۔

حق یہ ہے کہ جس لاپروائی اور جلد بازی کا ارتکاب خود موصوف سے ہوا ہے اس کا بارِ گناہ وہ خواہ مخواہ سائل کے سر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ عمل ایسے لوگوں کا نہیں ہو سکتا جن کا ضمیر زندہ، دل بیدار اور روح عدل و دیانت کی گرویدہ ہو۔

اور سنئے۔ سائل دیوبند کے فارغ التحصیل ہیں۔ انھوں نے کبھی نہیں کہا کہ میں جماعت اسلامی کا ممبر ہوں۔ پس یہ قصور تو ان کا ہے کہ مفتی صاحب کا کارنامہ جماعت اسلامی کے اخبار دعوت میں چھپنے بھیج دیا۔ اسی سے مفتی صاحب نے یہ فیصلہ فرما دیا کہ وہ جماعت اسلامی کے رکن ہیں۔ جماعت اسلامی سے موصوف کی کد کوئی راز نہیں۔ وہ بڑے شوق سے یہ فتویٰ دیا کرتے ہیں کہ جماعت اسلامی والوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ خیر چلئے جماعت اسلامی والوں کے لئے تو جنت کے سب دروازے بند سہی لیکن سوال تو یہ ہے کہ کیا اخلاقی اصول بھی جماعت اسلامی والوں کے لئے کسی نئے قرآن و حدیث سے اخذ کئے جانے چاہئیں؟ اگر نہیں تو پھر اسے بے ایمانی کون کہے گا کہ ایک شخص مصنف کا نام بتائے بغیر کچھ اقتباسات من و عن پیش کر دیتا ہے اور اتنی تفصیل سے پیش کرتا ہے کہ مصنف کی مراد پورے طور پر واضح ہو جاتی ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ سائل کو اس کی مردم شناسی کی داد ملنی چاہیئے تھی۔ سائل نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اس وقت جو بزرگ دار العلوم کی مسند افتاء کے صدر نشین ہیں وہ چہرے دیکھ کر فتوے دینے والوں میں ہیں۔ اور یہ بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ ایک بار ٹھوکر کھا چکنے کے بعد بھی ان کی جلد بازی رنگ لا کر رہے گی۔ وہی ہوا۔ مفتی صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور لگا دی ڈائنامیٹ کے فلیتے میں آگ۔ اب اپنی غفلت اور جلد بازی کا تیہا غریب سائل پر نکال رہے ہیں۔ کوئی انصاف کرے کہ جس عدالت میں ملزم کا حسب نسب اور چہرہ مہرہ دیکھ کر فیصلے دیئے جاتے ہوں وہاں کسی ملزم کو برقعہ پہنا کر لے جانے والا بے ایمان کہلائے گا یا قابل رحم؟

سائل جانتا تھا کہ مہتمم صاحب کا نام اگر اس نے لکھ دیا تو مفتی صاحب فتویٰ دینے کے عوض قصیدۂ مدحیہ لکھ بھیجیں گے

Marfat.com

القصّہ "رجوع" قارئین کے سامنے ہے۔ اس کا بین السطور قطعی طور پر اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ چونکہ عبارتیں مہتمم صاحب کی نکلیں اس لئے سجدۂ سہو کر لیا گیا۔ معاملہ کسی اور کا ہوتا تو مفتی صاحب کے کانوں پر جوں تک نہ رینگتی۔ کاش موصوف مولانا اشرف علیؒ جیسے بزرگوں کی روش اختیار کرتے کہ جب بھی اپنے کسی قصور سے مطلع ہوتے بلا تکلف اعلان فرما دیا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ انانیت کے اینچ پینچ، مشیخت کی ادائیں اور مصنوعی وقار کی ملمع سازی ان میں نہ تھی۔ مفتی صاحب کو بس اتنا ہی اعلان کر دینا تھا کہ بھائیو! مجھ سے بھول ہوئی۔ میں نے سمجھا تھا کہ یہ باتیں کوئی ایسا ویسا آدمی کر رہا ہے۔ مگر یہ تو حضرت مہتمم صاحب کی نکلیں، لہٰذا فتویٰ جھوٹا اور رجوع برحق۔ اس پر کچھ لوگ یہ تو کہہ سکتے تھے کہ مفتی صاحب نے بزدلی دکھائی۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ ان کے جذبۂ عدل کا ورق بالکل کورا ہے۔ بزدلی کا الزام اتنا بھیانک نہیں کہ زہد و تقویٰ کی بالکل ہی نفی کر دے۔ بلکہ اس پر ترس بھی کھایا جا سکتا تھا، لیکن بحالت موجودہ یہ الزام بھی قائم اور ترس کی بھی کوئی گنجائش نہیں کہ اپنے قصور کو دوسروں کے سر مڑھنے والے ظالموں پر کسی کو رحم نہیں آتا

آئیے کچھ ذکر جمیل اس اضطراری فتوے کا بھی ہو جائے جو بڑے مفتی صاحب کے رجوع سے قبل اکابر اساتذہ نے اپنے دستخطوں سے مزین کر کے نکالا ہے۔ اسے نقل ہم اسلئے نہیں کرتے کہ جگہ برباد ہوگی۔ اس کے مرتب نائب مفتی جناب جمیل الرحمٰن صاحب ہیں جو بڑے سنجیدہ اور فہیم بزرگ ہیں۔ ان سے ہماری خاصی رسم و راہ ہے اور وقت بے وقت ہم ان سے بعض مسائل میں بھی رہنمائی حاصل کرتے رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر ہم برملا یہ کہہ دیں کہ اس فتوے کی ترتیب میں انھوں نے مکھی پر مکھی مارنے کے سوا کچھ نہیں کیا ہے تو اسے شاید طوطا چشمی اور محسن کشی جیسے خطابات کا مستحق قرار دیا جائے گا بلکہ نمک حرامی بھی کہا جا سکتا ہے اگر چائے کا نمک حلال و حرام کے دائرے میں آ سکتا ہو۔

لیکن اپنے اس قلم کے ہاتھوں ہم بھی مجبور ہیں جو اٹھتا ہے تو ناموں اور چہروں کا لحاظ کئے بغیر عدل و صداقت ہی کے خطِ استوا پر گردش کرتا ہے۔

ہمارے کرم فرما نائب مفتی صاحب اس اعتبار سے بلاشبہ داد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے امتثالِ امر میں چول سے چول خوب بٹھائی ہے، لیکن اتنی چوک ان سے بہرحال ہوئی کہ بس ایک ہی رُخ پر ڈھل گئے۔ حالانکہ فتویٰ کفر کی بجا تردید کرتے ہوئے وہ سچی بات بھی ادب کے ساتھ لکھ سکتے تھے کہ ایسے نکات و لطائف خطرناک ضرور ہیں انھیں طاقِ نسیاں ہی پر رکھ دیا جائے تو دین و ملّت کے حق میں بہتر ہوگا۔

تعجب اس پر ہوتا ہے کہ انچارج صاحب کے بقول اکابر اساتذہ نے دستخط پورے فکر و غور کے بعد کئے ہیں مگر یہ سامنے کی بات انھیں بھی محسوس نہ ہو سکی کہ مہتمم صاحب کے اقتباسات کو قطعاً بے غبار اور بے خطر بتلانے کی صورت میں اس فتوے کی حیثیت ڈرامے سے زیادہ کچھ نہ ہوگی۔ لوگ اب اتنے سادہ لوح نہیں رہے کہ سچائی اور ناٹک میں امتیاز نہ کر سکیں۔ پھر قہر یہ ہے کہ سائل کو مطعون کرنے کی جو روش بڑے مفتی صاحب نے اختیار فرمائی تھی وہی بلفرقِ مراتب اس "اجماعی" فتوے میں بھی موجود ہے۔ گویا دنیا کو یہ یقین کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے کہ بے لاگ انصاف کرنے والا دار العلوم کے احاطے میں اب کوئی باقی نہیں۔

نورٌ علیٰ نور یہ ہے کہ انچارج صاحب نے اپنے نوٹ میں یہ الفاظ بھی رقم کئے ہیں:-

"ہمیں امید ہے کہ متعلقہ حلقوں کی غلط فہمی اس فتوے کی اشاعت کے بعد دور ہو جائے گی۔"

(الجمعیۃ ۲۱ جنوری ۱۹۶۳ء)

گویا جن بڑے مفتی صاحب نے غیر محتاط اور عاجلانہ فتویٰ دیکر غلط فہمیوں کی تخم ریزی کی ہے ان سے تو علمائے کرام کو کوئی تعرض نہیں۔ ان کی ستم ظریفی کی طرف اشارہ بھی اس اضطراری فتوے میں نہیں پایا جاتا مگر روئے سخن ہے اُن غریب عوام کی طرف جو ستم ظریفی کا شکار ہو گئے ہیں

Marfat.com

یہ ایسا ہی ہے جیسے ججوں کی ایک ٹیم قاتل کو تو نظر انداز کردے مگر مقتولین کو اپنی مسیحائی کا قائل کرنے کیلئے قبرستان میں وعظ فرمائے۔

قابلِ ذکر ایک اور شوشہ بھی ہے جو اگرچہ غیر متعلق سا ہے مگر ہمارے سیرت و کردار کا ایک گوشہ اس سے بھی روشنی میں آتا ہے۔ وہ یہ کہ اس شاندار اجتماعی فتوے کا نوٹ لکھ کر محترم انچارج صاحب نے اپنے نام نامی کے ساتھ "مولنا" بھی رقم فرمایا ہے۔ بظاہر تو یہ بریکٹ (خطوطِ وحدانی) میں ہے جس سے دیکھنے والا یہ قیاس کرے گا کہ یہ لفظ اخبار والوں نے اپنے طور پر بڑھا دیا ہے مگر بہ پوست کندہ حقیقت اسکے سوا کچھ نہیں کہ اس کی نوعیت "بقلم خود" ہی کی ہے۔

فرض کیجئے آپ بغیر ثبوت کے یہ ماننے کو تیار نہ ہوں کہ عامر عثمانی صحیح کہتا ہے پھر بھی یہ تو آپ کو ماننا ہی پڑیگا کہ اس کی ذمہ داری لازماً علماء ہی پر ہے۔ الجمعیۃ علماء کا آرگن ہے۔ اس کے دفتر میں یا دارالعلوم کی چار دیواری میں جس نے بھی اس لفظ کا اضافہ کیا اسے جاہل نہیں کہا جا سکتا تو کیا یہ انتہائی رنج کی بات نہیں ہے کہ خود مولنا حضرات ہی ہر کہ و مہ کے لئے لفظ مولانا لکھ کر اس بھاری بھرکم القاب کی مٹی پلید کریں اور رہی سہی وقعت بھی اسکی ختم ہوجائے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ لفظ "مولوی" تو اصطلاحاً ایک ایسا لفظ ہے جسے عربی مدارس کے کسی بھی سند یافتہ شخص کے لئے بولا جا سکتا ہے چاہے اس کی علمی استعداد کیسی ہی گئی گذری کیوں نہ ہو لیکن مولانا کا یہ معاملہ نہیں اس کا تعلق کسی شخص کی اُن دینی و علمی خدمات سے ہے جو منظرِ عام پر آکر متعارف ہو چکی ہوں۔ محترم انچارج جناب محمد عبدالحق صاحب ممکن ہے اپنے بطن میں علم و دانش کا پورا خزانہ رکھتے ہوں لیکن اس خزانے کے لعل و گہر جبتک باہر نہ آجائیں انھیں مولنا لکھنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر شخص محض اپنی ذاتی معلومات کی بناء پر جسے چاہے مولانا لکھ دیا کرے اور کوئی وقار اس معزز خطاب کا باقی نہ رہ جائے۔ بظاہر یہ چھوٹی سی بات ہے لیکن کسی فرد یا گروہ کے منہاجِ فکر اور مزاج و کردار کا اندازہ کرنے کے لئے ایسی ہی چھوٹی چھوٹی باتیں سرچ لائٹ کا کام دیتی ہیں۔

یہ تمام کہانی قارئین کو جو بھی تاثر دے ہمارے نزدیک اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ علماء کے فتاویٰ کا وقار بُری طرح مجروح ہوا ہے۔ ایک اتنی بڑی دینی درسگاہ سے بار بار ایسے غلط فتوے نکلتے رہنا یہ معنی رکھتا ہے کہ آئندہ ہمارے کسی بھی فتوے پر بھروسہ نہ کیا جائے اور ہم جب کسی حقیقی مرتد پر بھی ارتداد کا فتویٰ لگائیں تو لوگ حقارت سے ہنس کر کہیں۔ ان مسخروں کے فتووں کا کیا اعتبار۔ یہ وہی تو ہیں جو اپنے شیخ مولانا نانوتوی اور اپنے مہتمم مولنا محمد طیب پر غلط طور پر کفر و الحاد کے فتوے لگا چکے ہیں۔ یا حسرتا کہ دنیوی اقتدار ختم ہونے کے بعد علماء کے پاس فقط یہی ایک سرمایہ تو باقی رہ گیا تھا جسے فتویٰ کہتے ہیں اب اس میں بھی گھن لگتا جا رہا ہے اور ہم بدنصیب اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے تابوت میں کیلیں ٹھونکنے کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

اس آخری بات پر ہم اپنی زبان بند کرتے ہیں کہ اظہار خیال میں ہمارے قلم سے اگر کوئی غلط بات نکلی ہو تو حضرت مہتمم صاحب اور حضرت مفتی صاحب۔ دونوں بزرگوں کے لئے تجلی کے صفحات حاضر ہیں وہ اپنے قلم کو ہر قسم سے ہماری اصلاح بلکہ گوشمالی تک کر سکتے ہیں۔ نیز نائب مفتی صاحب یا انچارج صاحب کچھ لکھنا چاہیں تب بھی ہمیں اشاعت میں تامل نہ ہوگا۔

(عامر عثمانی)

تفسیر سورۂ نور

از:- مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی

سیرت و اخلاق کو سنوارنے والی آسمانی ہدایات پر مشتمل سورۂ نور کی بہترین تفسیر۔ بلیغ، نفیس اور محققانہ۔

قیمت مجلّد چار روپے

مکتبہ تجلّی۔ دیوبند (یو۔پی)

Marfat.com

اتحاد بین المسلمین اور اس کے تقاضے؟

دعوتِ فکر

محمد منشا تابش قصوری

مکتبہ اشرفیہ ◎ مریدکے

Marfat.com